افعال و خواص سنگ و جواہر مثلاً فیروزہ، عشق، دُرِ نجف،
نیلم اور ہیرا وغیرہ کے اثرات پر مُفید و دلچسپ کتاب
کرشمۂ قُدرت
مؤلف: ہمایوں مرزا لکھنوی
ادبی دُنیا

بعون خالقِ کون و مکان و فیضِ توفیق ہادیٔ دین و ایماں

نسخۂ عجائباتِ عالم

موسوم بہ

کرشمۂ قدرت

جس میں تاثیرات و افعال و خواص جمادات فیروزہ، عقیق و یاقوت
نیلم، ہیرا، پکھراج، دہانہ فرنگ سنگ سلیمانی، زبرجد بلور مع معدنیات
سونا، چاندی، تانبہ، جست، سنگریزہ وغیرہ کا تذکرہ ہے

بکمالِ محنت و تحقیق

عالیجناب ہمایوں مرزا لکھنوی نے بزبان اردو تصنیف و تالیف فرمائی

آدبی دنیا، ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

نام کتاب کرشمۂ قدرت
مصنف ہمایوں مرزا لکھنوی
بارِ اول مارچ ۱۹۹۹ء

مطبع نرمان پریس دہلی ۶
ناشر ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

KARISHMA-E-QUDRAT
By Humayun Mirza Lucknowi

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان	نمبر شمار

محمد شبیر قادری

تصدیق متن آیاتِ قرآنیہ

"کرشمۂ قدرت"

میں نے کرشمۂ قدرت میں شامل
سات آیاتِ قرآنیہ کو حرفاً حرفاً
بغور پڑھا۔ ان میں کسی قسم کی کوئی
غلطی نہیں ہے۔

حافظ محمد یسین سندیافتہ
(امام نایاب جامع مسجد)
ڈاکخانہ "نمبر۱" لیاقت آباد
کراچی

۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء

محمد شبیر قادری

عالیجناب ہمایوں مرزا لکھنوی

(آپکی انگلی میں ایک نادر و نایاب " عقیق یمنی کی انگوٹھی نظر آرہی ہے)

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ

عرضِ مؤلف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے
اسی کی ذات حمد و ثنا کے قابل ہے جس نے ایک لفظ (کُن فیکون) سے
متعدد عالم پیدا کر دیئے جن کی ہر چیز نمونۂ قدرتِ الٰہی ہے دُنیا کے ذرہ
ذرہ کی صنعت جداگانہ اور ان کے اثرات مختلف رکھے، آفتاب، ماہتاب،
ستارے، زمین، ابر، دریا، پہاڑ، پانی، ہوا، معدنیات وغیرہ وغیرہ ایک

دلکش تماشا ہیں۔ بجائے خود مظہر صنعتِ خالقِ اکبر ہیں۔ انتظام عالم پر غور کیا جائے اور انقلاباتِ عالم کو نظرِ بصیرت سے دیکھا جائے تو ان تمام چیزوں میں کم سے کم ایک قوت کا ادراک ہر فرد و بشر کو ہوگا اور یہ معلوم ہوگا کہ اسی قوت سے چیزوں کا وجود قائم ہے، سوچنے والے ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام چیزیں ایک ذاتِ بے ہمتا سے وابستہ ہیں جو خالق عالمین ہے۔ یہ ذاتِ واحد خالقِ کونین ہے۔ اس کی وحدت کی طرف سب سے پہلے اسلام نے دعوت دی اور ایک مکمل نظریۂ توحید پیش کیا جس کی روشنی میں خالق اور مخلوق کے درمیان ایک روشن خطِ امتیاز قائم ہوا اسی سے خدا اور کائنات کا رشتہ بنا۔

اسلام پہلے یہ سکھاتا ہے کہ مختلف قوتوں کو تم اللہ نہ کہو اور نہ مختلف اسباب کو تم خالق سمجھو۔ اسلام یہ نہیں تسلیم کر سکتا کہ خالقِ مطلق نے عالم اور مختلف چیزوں کو پیدا کر کے اپنے اختیار میں کچھ نہ رکھا کائنات کی ہر چیز کا علم تو صرف اسی ذاتِ واحد کو ہے۔ بنی نوعِ انسان میں سے کسی کو اس تک رسائی نہیں۔

ہاں جن نفوسِ قدسیہ کو ربّ العالمین نے تعلیم فرمایا ان کو واقفیت ہوئی۔ بالآخر مشیّتِ ایزدی نے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بصورت رحمۃ للعالمین مبعوث بہ نبوت کیا اور بعد ازاں ان کی اولادِ اطہار ائمہ معصومین علیہم السلام مبعوث بہ امامت کو علومِ دنیا اور عجائباتِ عالم ارض و سما تعلیم دے کر معزز و ممتاز فرمایا۔

ان نفوسِ قدسیہ کی جس قدر تعریف و توصیف کی جائے کم ہے۔ اس واسطے کہ انھیں ذواتِ مقدسہ نے انسان کو خلاقِ عالم کی قدرتِ کاملہ سے آگاہ فرمایا ان کو اپنا ممنونِ احسان بنایا۔ یہ نفوس قدسیہ صفاتِ حمیدہ و کردار پسندیدہ اور بلند درجات کے حامل اور تمام تر احکاماتِ خداوندی کے پابند تھے جن کا احاطہ معرضِ تحریر سے باہر ہے۔ اس خلاق عالم نے منجملہ دیگر عجائبات کے نباتات، جمادات، معدنیات اور دوسرے خطوں میں اپنی قدرتِ کاملہ سے وہ اثرات ودیعت فرمائے جو لوازم حیات انسانی میں بہت کچھ ممد و معاون بلکہ بعض پر تو حیاتِ انسانی کا دار و مدار ہے۔ بنا بر آں اس خادم المومنین نے ائمہ معصومین علیہم السلام اور حکمائے متقدمین کے جتنے بھی اقوال اور افعال و خواص و اثرات، جمادات، معدنیات، مثلاً عقیق، فیروزہ، دُرِّ نجف، یاقوت، دانۂ فرنگ، ہیرا، پنا، پکھراج، نیلم، موتی، حتیٰ کہ سنگریزہ اور سونا، چاندی، جستہ، تانبا وغیرہ کے متعلق دستیاب ہو سکے، انہیں یک جا کر کے بصورتِ کتاب موسوم بہ "کرشمۂ قدرت" تصنیف و تالیف کیا۔

اُمید ہے کہ جن مومنین و ناظرین کو اس سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا اس حقیر کو دعائے خیر سے فراموش نہ کریں گے۔ آخر میں چند طریقے جن میں علاج شمسی (سورج کی کرنوں سے علاج) فوائد چاندنی ماہتاب انسانی زندگی سے متعلق مجرب آزمودہ چٹکلے اور آئمہ معصومین علیہ السلام کے اقوال، حلِ مشکلات اور اُصولِ قبولیتِ دُعا تحریر کئے گئے ہیں یہ کار آمد اُصول زمانۂ قدیم کی نایاب و نادر قلمی کتب سے حاصل ہوئے ہیں۔

توی اُمید ہے ان پر عمل کرنے سے وہ ضروریاتِ زندگی جو خلافِ شریعت نہ ہوں ضرور پوری ہوں گی۔

خادم المومنین

ہمایوں مرزا لکھنوی عفی عنہٗ

کتاب کا ساتواں ایڈیشن

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں میرے والد ماجد جناب ہمایوں مرزا صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی انتھک کوششوں اور سالہا سال کی تحقیق و تجربات سے عام فہم اردو زبان میں مرتب کر کے ۹۷ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی سے شائع فرمائی تھی اس کتاب میں مرحوم نے مختلف جواہرات کے پُر اسرار افعال و خواص پر نہایت مُفید انداز میں روشنی ڈالی اور اس نہاں خانہ قدرت کے بہت سے اسرار کھولنے کی سعی فرمائی ۔حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں ہم جواہرات کے اثرات کی تحقیق کرتے رہے ہماری جستجو اور بڑھتی گئی کہ ان میں قدرت نے کیا کیا خوبی اور اثرات عطا کئے ہیں۔

پتھروں سے متعلق معلوماتی شوق نے بعض مزید نادر نایاب کتب تک رسائی ہوئی ۔پتہ چلا کہ ان میں بعض تو مخصوص اوصاف کے حامل ہوتے ہوئے پُر کشش و معاون ہیں۔ دُنیا میں ایک ذرّہ بھی اپنے اوصاف میں اصلیت سے کم و بیش نہیں۔ جواہرات کی پیدائش اس وضع پر ہے کہ بارش کا پانی پہاڑوں کے مسامات میں جا کر آفتاب کی شعاع و کرنوں کی حرارت سے لطیف بخارات میں تبدیل ہو کر جب دہانوں سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی راہ نہیں پاتا تو کیف ہو کر ایک عرصہ میں خاص قسم سے آہستہ آہستہ سیاب کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ کانوں کی

حرارت و گرمی ان کو پکاتی اور مزید گاڑھا کرتی ہے پھر اجزاء کی آمیزش کے سبب صدیوں میں پتھر کے رنگ برنگ جواہر میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ جواہر اختلاف رنگ ہر علاقہ کی سرسبزی و شادابی، آب و ہوا اور زمین کے تاثر سے متاثر ہو کر بنتے ہیں در اصل جواہرات ذرات کی ترقی یافتہ حالت کا نام ہے یہ قدرت کی صناعی اثرات سے پیدا ہو کر دلفریبی اور خوبصورتی اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے باثر ہو جاتا ہے۔ پتھر جن کا تعلق پہاڑوں سے رہے اُن میں نشو نما کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن پتھروں میں رگیں جیسی معلوم ہوتی ہیں وہ صدیوں میں بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ فطرت کے راز د قوانین اور قدرت کے کرشمے پتھروں میں عجیب حیرت انگیز ہیں یہ جتنی معلومات بڑھاتا ہے اُسی قدر نادانی کے بھنور میں پھنستا جاتا ہے۔ علم کی وسعت بیشک ترقی کرتی ہے مگر ساتھ ساتھ لاعلمی کا دریا اور بھی طغیانی پر آجاتا ہے۔

انسان نے ابتدائی دور میں حسن و جمال کی آرائش کے لئے خوشنما گھاس کے نازک پتوں، بیلوں اور پرندوں کے خوبصورت پروں کا استعمال کیا مگر جوں جوں انسان تہذیب کے قریب آتا گیا پرانی طرز زندگی کو خیر باد کرتا رہا یہاں تک کہ مردوں نے عورتوں کو پُرکشش اور خوبصورت بنانے کے لیے زیورات سے آراستہ کیا۔ اب سے ڈھائی ہزار سال قبل مسیح عورتیں بناؤ سنگھار اور آرائش کے لیے زیورات استعمال کرتی تھیں۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ زیورات میں عقیق، سنگ سلیمانی، سنگ یشب بھی استعمال میں آیا۔ ہند کی قدیم ترین کتب میں زیورات کا تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً قدیم رتن شاستر میں طلسماتی طرز میں پتھروں کے متعلق تحریر ہے کہ نورتن انگوٹھی اس خیال سے استعمال کی جاتی تھی کہ نو اجماع سیارگان

رہے اس کا ثبوت عہد گپتا و شہر متھرا کے مجسّموں اور دیوی دیوتاؤں سے بھی ملتا ہے پتھروں کے افعال و خواص اور اثرات کی وجہ سے ان میں مذہبی حیثیت غالب رہی جس کی وجہ سے بعض جواہرات اور پتھر دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ ترقی یافتہ سائنس کا دعویٰ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز میں قوتِ جاذبہ پنہاں ہے اور عناصر ایک دوسرے سے پیوست ہونے پر ایک تیسری چیز کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی لئے اثرات میں مزید اضافہ اور مستحکم تاثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض پتھروں کے اثرات آپس میں نہایت درجہ جاذبیت اور کشش رکھتے ہیں لیکن کچھ آپس میں مخالفت۔ پتھر اور نگینوں میں شعاعی قوت موجود ہے۔ مثلاً جس طرح بلور سے سورج کی کرنوں کے ذریعہ زمانہ قدیم میں آگ پیدا کر لیتے تھے اب موجودہ زمانہ میں اسی شعاعی قوت سے مختلف امراض کا علاج ہو رہا ہے یہاں تک کہ جنگ کے موقع پر دشمن کی فوج اور ہتھیاروں کو شعاعی قوت سے تباہ کرنے کی صورتیں حاصل کی جا رہی ہیں۔

بہرحال دُنیا کے بیشتر ممالک میں قیمتی جواہرات کی مانگ زیادہ ہے اور استعمال میں سنگ و جواہر کو ترجیح دی جا رہی ہے اس میں سرمایہ کاری بھی محفوظ رہتی ہے۔ نیوز لیٹر نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ میں قیمتی جواہرات نئی بین الاقوامی کرنسی ہوں گے۔ چونکہ قیمتی جواہرات کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے ہماری حکومت کو چاہیئے کہ اِن قدرتی عطیات پر خصوصی توجہ دے، ملک میں ارضیات و معدنیات سے متعلق تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ اِن سے متعلق آلات اور مشینوں کو ملک میں ہی تیار کرنے کا منصوبہ بنائے تاکہ مادّی خزانوں سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

صورت تو یہ ہے کہ قیمتی پتھروں کے ذخائر بتانے والے اور مشورہ دینے والے اشخاص کے لیے وظیفہ مقرر کر دیئے جائیں اس طرح حکومت سے تعاون میں اس شخص کو اس کی محنت کا حق مل جائے گا اور معیشت میں بھی کافی مدد ملے گی، قدرتی خزانے جو پوشیدہ ہیں ظاہر ہو جائیں گے۔

بحمداللہ مرحوم کی یہ علمی تحقیقی کاوش مقبول ہوئی اور عوام و خواص نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ جو رائیں اکابرِ قوم اور اہلِ علم نے ظاہر کیں وہ آغاز کتاب میں درج کر دی گئیں تاکہ ناظرین کو "کرشمۂ قدرت" کی قدر و منزلت کا اچھی طرح اندازہ ہو سکے۔ اس کے بعد مرحوم نے بہت کچھ اضافے فرمائے لیکن دوسرا ایڈیشن قبلہ والد صاحب کی زندگی میں ممنونِ اشاعت نہ ہو سکا۔ اس لیے دوسری بار ۱۹۶۳ء میں ناچیز نے یہ کام سرانجام دیا۔ یہ دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول و مفید ثابت ہوا۔ ملک کے کراچی سے لے کر پشاور تک سائنس، اخبارات و رسائل میں کتاب کی اہمیت و افادیت کے بارے میں اکابرِ ملت اور کرم فرماؤں، قدردانوں کے خطوط اور تبصرے اس کثرت سے آئے کہ مزید ایڈیشن کی ہمت ہوئی۔ میں نے مرحوم و مغفور کے علمی سرمائے سے استفادہ کر کے مزید جواہرات و معدنیات کے افعال و خواص کا اضافہ کیا۔ اور ان کے علمی ذخیرے سے بہت سی باتیں ان سے متعلق تلاش کر کے موقع اور محل کے لحاظ سے کتاب میں شامل کیں۔ اب یہ دلچسپ، مفید و معلوماتی اور معیاری قادرِ مطلق کی بے انتہا صفتوں کا ایک مختصر سا روشن آئینہ بن کر ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ قبلہ جناب والد مرحوم کی زندگی میں اور ان کے بعد بھی کئی جگہ محکمۂ تعلیم و جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی (آرمی) کے حکام اور اساتذہ نے اس کتاب کو مفید پا کر اور اس کی قدر و منزلت پہچان کر مندرجہ ذیل سرکلر کے ذریعے اسکولز لائبریری و تقسیم انعامات میں منظور فرمایا۔ جس کے نتیجے میں اس کی مقبولیت روز افزوں ہے۔

مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کی بددعا شعلہ کی طرح آسمان پر جاتی ہے ــــــ (ارشادِ رسولؐ)

۱ ـ بموجب سرکلر نمبر EDN-4/74/458/04 تاریخ ۱۷ اِستمبر ۱۹۷۴ء
جنرل ہیڈ کوارٹر جی۔ ایس برانچ (A-EDTE) راولپنڈی (آرمی)
(برائے یونٹ لائبریری)

۲ ـ بموجب سرکلر 7500/ 9 459/ تاریخ ۴ اپریل ۱۹۵۵ء
جناب ڈائرکٹر صاحب محکمۂ تعلیم بھاولپور۔

۳ ـ بموجب چٹھی E/1613 تاریخ ۱۸ جولائی ۱۹۵۵ء
(جناب ڈائرکٹر صاحب محکمۂ تعلیم خیرپور میرس)

۴ ـ بموجب سرکلر ٹیکسٹ (P.T.B) 3076 تاریخ ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء
(جناب ڈائرکٹر صاحب محکمۂ تعلیم حیدرآباد سندھ)

۵ ـ بموجب سرکلر 55/42257-306/156/E.D تاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۵ء۔
(جناب ناظم صاحب تعلیمات کراچی)

ارشاد الحق صاحب قدوسی

مبدائے علم و منبع حکمت
منفعت بخش و باعثِ عظمت

ہیں مکرم ہمایوں مرزا
کارنامے کرشمۂ قدرت

خدا نے سنگ ریزوں میں بھی تاثیر قضا دی ہے
زمرّد، لعل، الماس و کواکب میں ضیاء دی ہے

مؤلّف کی مختصر سوانح حیات

قدیم لکھنؤ جہاں اور علوم و فنون کا مرکز رہا ہے وہاں قیمتی سنگ و جواہر کا استعمال بھی عروج پر تھا۔ شاہان مغلیہ، رئیس، نوابین، شرفاء اور متوسط حال بھی پتھّروں کے شوقین تھے ہر شخص کے پاس اپنی حیثیت کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ جواہرات و نگینے محفوظ ہوتے تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو قیمتی نگینوں کی تمنّا نہ ہو۔ نیز یہ شہر فن طب میں بھی اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ صاحبِ کمال حکماء سے سرزمین لکھنؤ خالی نہیں رہی۔ چنانچہ ہمارے ددھیال میں مشہور حکماء گزرے ہیں۔ میرے جدّ محترم جناب حکیم مرزا عابد حسین مشہور و معروف ہستیوں میں تھے۔ قومی کاموں میں بھی بہت پیش پیش رہتے، اور خدمت خلق کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے تھے۔

والد ماجد جناب ہمایوں مرزا صاحب کو معدنیات و قیمتی جواہرات اور نگینوں کا بڑا شوق تھا اور وہ ان کی ریسرچ میں بہت منہمک رہتے تھے۔ موصوف ماہر اراضیات بھی تھے۔ انھیں مختلف جگہوں کی مٹّی اور زمین کی پہچان میں بھی ایک امتیاز حاصل تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ لکھنؤ میں اپنی زیر کاشت اراضیات پر

ایک کنواں کھدوانے کی ضرورت پیش آئی۔ مرحوم نے جگہ مقرر کرنے کے لئے زمین پر بیل کے درخت کا پتہ رات بھر اوس (شبنم) میں رکھا۔ مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ اس جگہ کنوئیں کا پانی میٹھا ہوگا یا کھاری؟ آپ نے یہ عمل کئی جگہ دوہرایا اور پھر ایک مقام پر اپنی چھڑی سے زمین پر کنواں کھودنے کا نشان بنا دیا۔ اب جو کنواں کھد کر تیار ہوا اور پانی چکھا گیا تو نہایت شیریں نکلا۔ لوگ قبلہ مرحوم کی فنی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئے، اور ان کے کمالِ فن کی دل سے داد دی۔

ہیرا دریافت کرنے کا طریقہ یہ بتاتے تھے کہ زمین میں سوراخ کر کے پانی بھر دیا جائے اگر طلوعِ آفتاب کے وقت زمین کے اس حصے میں آفتاب کی شعاعوں سے چمک پیدا ہو تو اس جگہ ہیرا نکلنے کا امکان رہتا ہے۔

مرحوم و مغفور کو قانونِ دیوانی میں بھی بڑی مہارت تھی پیچیدہ مقدمات کے نقائص کی اصلاح کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ضرورت مند حضرات آتے تو آپ کی مفید رائے سے فیض یاب ہوتے تھے۔ مقدمات کے سلسلے میں کاغذات دیکھ کر جو پیشین گوئی کر دیتے وہ صحیح ثابت ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے لکھنؤ ۱۹۴۲ء میں ایک قانونی ڈائری مرتب فرمائی جس کو محلہ رکاب گنج (گنگا پرشاد روڈ) کے ایک مطبع نے شائع کیا۔ اس ڈائری میں قانونی نکات تھے۔ ڈائری کے آخر میں معدنیات اور جواہرات کے افعال و خواص پر مفید روشنی ڈالی تھی۔ یہ ڈائری عوام میں بہت مقبول ہوئی ڈائری کا یہ حصہ گویا معدنیات کے موضوع پر مرحوم کی پہلی کاوش تھی۔

کچھ عرصہ تک یہ ڈائری برابر چھپتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے ایک تقویم مرتب فرمائی۔ آپ کے فنی مضامین لکھنؤ کے اخبارات میں بھی اکثر شائع ہوتے رہتے تھے۔ آپ بھی قبلہ جدامجد کی طرح قومی خدمت بڑی تندہی سے انجام دیتے رہے تھے۔ اکثر لکھنؤ کے زنانہ عام کلب میں ملکی اور قومی جلسوں

موت سے قبل اس کی خواہش کرنا گناہ ہے ۔ (ارشادِ رسولؐ)

اور تحریکوں میں آپ کو خصوصیات کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا۔ موصوف نے بنی نوع انسان کی تکالیف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہت سی ضخیم کتابوں کا مطالعہ کیا اور پتھروں میں پوشیدہ قدرت کے خزانوں کے راز افشاں کئے۔

والد مرحوم کی علمی و عملی خدمات اور تحقیقات سے اس کتاب کے ذریعے ناظرین کو جس قدر فائدہ پہنچا ہے خداوند عالم اس کا اجرِ خیر مرحوم کو عالمِ باقی میں بیش از بیش عطا فرمائے، افسوس ہے کہ زندگی نے وفا نہ کی۔

تاریخِ وفات

والد ماجد نے مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ جون ۱۹۶۰ء بروز بدھ بوقت ۶½ بجے شام بمقام ۱۷/۹۷ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی، اس دارِ فانی سے ۷۷ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ مرضیٔ معبود میں کس کا بس چلا ہے۔ خدا مرحوم کو جنت میں اعلےٰ درجے مرحمت فرمائے۔ آمین۔

قطعاتِ تاریخ وفات جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی

(جناب سید شہنشاہ حسین صاحب آرم لکھنوی)

دید ساقی کے لئے تشنہ جو تھے شدت سے — آپ ہیں یوں نہ لبِ بستہ آج ہمایوں مرزا
جوش پہ آئی مے حبِّ علیؑ کی جو طلب — حوضِ کوثر کو گئے آج ہمایوں مرزا

۱۹۶۰ء

(یہ تاریخ وفات سنگِ مزار "شہیدری باغ" میوہ شاہ میں کندہ ہے)

از جناب محمد زکریا صاحب مائل (انجمن ترقی اردو بورڈ۔ کراچی)

هُوَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَة

وہ ہمایوں مرزا مردِ نیک سیرت خوش خصال
جن کو قدرت نے عطا کی تھیں بہت اعلیٰ صفات

چھوڑ کر دنیا ہوئے وہ عازمِ ملکِ بقا
بسکہ فانی ہے جہاں اور اس کی ساری کائنات

دائمی فرقت سے ان کی دل کو صدمہ ہے بہت
اب میسّر ہو گا کیوں کر ان کا ایسا التفات

تھی دعا کا مغفرت منظور جوان کے لیے
ہے "ہمایوں داخلِ خلد" ان کی تاریخِ وفات

۱۳۷۹ھ

دیگر

(از جناب محمد زکریا صاحب مائل)

باقی ہیں کہاں اب دنیا میں ایسے خوش اوقات بزرگ
غم ہے ان کے گزرنے کا دل پر جتنا صدمہ ہے
مرحوم کی فکرِ وفات میں تھی جو طبعِ حزیں کو حیرانی
ہاتف نے کہا سالِ رحلت "داغِ ہمایوں مرزا ہے"

۱۳۷۹ھ

شاید یہ لکھنا مناسب نہ ہو گا کہ والدہ شفیقہ کا سایہ اُٹھ جانے سے زندگی میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اس کی وجہ سے ایک مدّت تک اس سلسلے

میں کسی جد و جہد کا حوصلہ نہ ہوا اور یہی امر تیسرے ایڈیشن کی تکمیل میں تاخیر کا باعث ہوا۔

مرحومہ انتہائی عبادت گزار وضع دار، پُرخلوص اور دُور اندیش پُرانی طرزِ زندگی کا نمونہ تھیں۔ پروردگارِ عالم مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

تاریخِ وفات

والدہ صاحبہ معظمہ نے تاریخ ۳ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ پانچ بجے سہ پہر بمقام ۷۹/۱۷ پیر الٰہی بخش کالونی رحلت فرمائی۔

قطعہ تاریخ وفات والدہ صاحبہ معظمہ

(از جناب شائق صاحب)

زوجۂ مرزا ہمایوں بنتِ نادر مرزا آج
ہیں جلیسِ دخترِ فخرِ رسولاں خلد میں

تیسری ذی قعدہ نو اپریل دوشنبے کے دن
پہنچیں وہ عفت مآب و پاک داماں خلد میں

سالِ رحلت کے لئے اے شائقِ خستہ جگر
کہہ "کنیزِ فاطمہ ہیں آج شاداں خلد میں"

۱ ۳ ۸ ۱ھ

(یہ تاریخ وفات سنگ مزار "حیدری باغ میوہ شاہ" میں کندہ ہے)

کرشمۂ قدرت

(جنابؔ راغبؔ مراد آبادی)

مرحبا، اے ہمایوں مرزا — دیدنی ہے "کرشمۂ قدرت"
پتھروں میں بھی ہیں خواص عجب — کیوں نہ اہل نظر کو ہو حیرت
ہو عقیقِ یمن کہ دُرِّ نجف — ہیں باوصاف، باعثِ برکت
سنگِ اسود پہ غور فرمائیں — بن گیا ہے حرم کی جو زینت
خواہ نیلم ہو، خواہ ہیرا ہو — دونوں اپنی جگہ ہیں، اک دولت
چشمِ اخلاق سے کوئی دیکھے — ان کے اوصاف، اِن کی کیفیت

الغرض یہ کتاب ہے راغبؔ
اہلِ دانش کے واسطے نعمت

سنگ و جواہر کی اہمیت

تخلیق کائنات میں انسان کو افضلیت کی برتری حاصل ہے، اور دوسری مادّی اشیاء اس کے ماتحت ضروریات کے لئے پیدا کی گئیں ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے پندرہ جواہر و معدنی اشیاء پر گفتگو کی ہے (نہج البلاغہ)۔ ان ہی مادّی اشیاء میں پتھر انسان کی ضروریاتِ زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ قدرت کی دلچسپ اور اہم حقیقتیں سنگ و جواہر میں پوشیدہ ہیں ہر نگینہ و قیمتی جواہر میں کچھ نہ کچھ علیٰحدہ خصوصیت نظر آتی ہے جو راز کا ایک اہم باب بنتا ہے جس طرح لاکھوں انسانوں میں ہر ایک جدا نظر آتا ہے اور فطرت بھی الگ ہوتی ہے۔ یہی طریقہ جواہرات میں ہے انسان اور

پتھر ساتھ ساتھ ہیں۔

زمانہ قدیم کا انسان سنگ وجواہر سے متعلق بڑی معلومات ودلچسپی رکھتا تھا اور ان ہی کے تعاون سے مشکل امور میں کامیابی حاصل کرلیا کرتا تھا۔ ان کے اثرات وافعال وخواص آج بھی وہی ہیں۔ جو ہزار ہا سال قبل تھے۔ جو حضرات جانتے ہیں وہ آج بھی ان سے مستفید ہورہے ہیں۔ جب سے زمین کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک یہی پتھر نہ جانے کتنے ہی مدارج میں تبدیل ہوچکا ہے۔ یہ اگر زمین کے اندر دھکتا ہوا شعلہ ہے تو اس کی سطح پر برف کی مانند ٹھنڈا ہے۔ زمین کے اندر خزانوں کا مدفن ہے تو اس کے اوپر محافظ، اسی طرح سمندر کے اندر سمندری مخلوق کی رہائش گاہ ہے تو سطح زمین پر جانوروں اور چرند وپرند کی پناہ گاہ، جس کو کوہ یا غار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ غاروں اور پہاڑوں کا روحانیت سے بڑی حد تک تعلق رہا ہے۔ بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں نے ہمیشہ عبادت گزاری کے لئے پہاڑ اور غاروں کا انتخاب کیا۔ جہاں سکون میسر ہوتا عبادت کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کوہِ طور پر شرف کلام ودیدار تجلی سے نوازا گیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں کوہ زیتون کے ایک غار میں قیام پذیر رہے وہیں تبلیغِ دین بھی فرماتے تھے۔

تاریخی حیثیت سے ہزاروں سال قبل بنی نوعِ انسان جب کچھ نہ جانتا تھا تو اسی کی مدد سے آگ حاصل کرتا، جانوروں کا شکار کرتا تھا۔ جس کو پتھر کا عہد (زمانہ) کہا گیا۔ رہائش کے لئے مکان اور جسم کی خوبصورتی کے لئے زیور وغیرہ کا رواج ان ہی پتھروں سے اپنایا گیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کے

بغیر انسان کی زندگی محال تو کیا ناممکن ہو جاتی۔ تمام ضروریاتِ زندگی اسی پتھر سے پوری ہوتی تھیں۔

اس کی معلومات سے انسان قدیم زمانے سے روشناس ہوا۔ جس کی واضح مثال موہنجو دارو اور ہڑپّہ کے آثارِ قدیمہ ہیں۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں پتھر کے مختلف طرز کے اوزار محفوظ ہیں جو موہنجو دارو سے دستیاب ہوئے۔ یہ تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہیں۔ ان جواہرات کا تعلق معاشرتی ہی نہیں بلکہ مذہبی اعتبار سے بھی انسان کے ساتھ گہرا لگاؤ ہے۔ محمد بن قاسم نے منجنیق (پرانے زمانے میں پتھر کے گولے پھینکنا) کے ذریعہ قلعہ راجہ داہر کو فتح کیا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ فیل میں پتھر کے متعلق ذکر کیا ہے کہ ابراہہ کی فوج کو کنکریوں کے ذریعہ چڑیوں نے نیست و نابود کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی پتھر کی سطح پر کھڑے ہو کر خدا کا جلوہ دیکھا اور وہ پہاڑ خدا کے نور کی تاب نہ لا کر سرمہ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ پھر پروردگارِ عالم نے اس کو معراجی حیثیت بھی بخشی۔ جس کا واحد ثبوت حجر الاسود ہے اور جسے کروڑوں انسان فریضۂ حج کی نیت سے بوسہ دیتے ہیں۔

منیٰ میں تین نشانات بنے ہوئے ہیں یہ نشان پتھر کے سنگِ میل کے مشابہ ہیں ان کا آپس میں ایک دوسرے سے فاصلہ تیس گز سے زیادہ نہیں۔ ان پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ مقامِ ابراہیمؑ بھی پتھر ہی ہے جس پر خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے اس کے آس پاس کی جگہ بھی مقامِ ابراہیمؑ کہلاتی ہے اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے پائے مبارک کے نشان موجود ہیں۔

پتھر ہی انسان کی آخری آرام گاہ کا ساتھی ہے جو انسان کے مرنے کے

بعد بھی اس کی نشان دہی کرتا ہے۔ لوگ اس کو ترشوا کر حروف کندہ کراتے اور قبر کے سرہانے بطور یادگار لگا دیتے ہیں۔ الغرض قدرت نے انسان کی ترقی و زوال کے بڑے حصّے کو اسی پتّھر کی ذات سے وابستہ کیا ہے۔ پتّھر مختلف زاویے اور رنگ کے ہوتے ہیں۔ قدیم زمانے کے ماہرین اور علماء نے اس کی بڑی اہمیّت بتائی ہے۔ اس کے خواص و اثرات لامتناہی ہیں، ہر پتّھر اپنی خاصیت کے اعتبار سے مختلف مزاج اور کیفیت رکھتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ قدرت نے ہمارے ملک کی سرزمین میں ایسے بیش بہا خزانے چھپا رکھے ہیں جن خزانوں سے ہم خاطر خواہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں بشرطیکہ محنت اور دیانت داری کریں، ہمارا ملک پوری دُنیا میں ایسا مقام حاصل کرسکتا ہے جو اپنی خصوصیت میں منفرد رہے۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں قیمتی پتّھروں کی کانیں ہیں ان میں مہمند ایجنسی، گندھاب، باجوڑ، باور خیل، موتنگ، پٹرانگ غار، نوالئے رند، پنج شیر، اور پاراچنار وغیرہ قابل ذکر ہیں سوات میں زمرد کی بیش بہا کان ہے۔ یہ جواہر دُنیا کے دوسرے پتّھروں سے رنگ ڈھنگ میں زیادہ معیاری، شفاف اور پختہ و بہتر ہے۔ اسی خطے میں اور بھی اعلیٰ قسم کے پتّھر دریافت کیے جاسکتے ہیں۔ جن سے کروڑوں روپیہ زرمبادلہ میں کمایا جاسکتا ہے۔ جبکہ جواہرات کی تراش، خراش، کٹاؤ اور بناوٹ میں بھی یہاں کے خاندانی کاریگر فن کارانہ صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ یہ قدیم اور جدید سنگ تراشی سے خوب واقف ہیں۔ مزید اس فن کو سائنسی طریقہ سے ترقی دی جاسکتی ہے۔

بعض حضرات نقلی اور امی ٹیشن نگینہ جن میں مصنوعی چمک دمک اور نمائشی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ استعمال کر کے دل خوش کر لیتے ہیں یہ بے سُود رہتے ہیں۔ اصلی اور صحیح سنگ و جواہر کے اثرات سے انسان تندرستی، سکونِ قلب اور ترقی روزگار حاصل کرسکتا ہے۔ معادن و مبارک نگینہ ہمیشہ مدد

رہتا ہے ـــــــــــ میرے حقیقی برادرِ محترم ایم۔ظہور حسن صاحب جو ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ میں بحیثیت اسٹور انچارج تھے ریٹائرڈ ہونے پر لغرض ملازمت۔ ۱۷ جنوری ۱۹۷۸ء کو کراچی سے دوبئی روانہ ہوئے وہاں ملازمت کے دوران صرف بیس یوم قیام میں بروز بدھ بتاریخ یکم فروری ۱۹۷۸ء اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کیا۔ مرحوم کی میت تیسرے روز جمعہ کو کراچی آسکی۔ حیدری باغ میوہ شاہ میں والد بزرگوار کی قبر سے متصل سپردِ خاک کیے گئے۔ اس حادثہ سے زندگی میں جو خلا پیدا ہوا ایک عرصہ تک کتاب کی تکمیل میں کسی قسم کی جدوجہد کا حوصلہ نہ رہا۔ یہی اہم امر کرشمۂ قدرت کے پانچویں ایڈیشن میں تاخیر کا باعث ہوا۔ مرحوم انتہائی خوش مزاج، ملنسار، ذمہ دارانہ زندگی اور عبادت گزار تھے۔ موصوف نے پانچ بچے چھوڑے ہیں تین لڑکیاں اور دو لڑکے ایک عمدہ قسم کے فیروزہ کی انگوٹھی اُن کے ہاتھ میں تھی لیکن نامعلوم دوبئی جاکر یہ انگوٹھی کیوں اُنگلی سے اُتار دی۔

بہر حال کتاب کے چھٹے ایڈیشن تک کافی حضرات اس سے متعلق معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ اس کی شہرت و افادیت کے پیش نظر ہمارے کرم فرماؤں و ناظرین نے اس کتاب کی تعریف کے سلسلے میں سینکڑوں خطوط ارسال فرمائے اور بذاتِ خود بھی تشریف لاکر مزید ہمت افزائی فرمائی ہیں اپنے پروردگارِ عالم کا شکر گزار ہوں کہ میں نے جن حضرات کے لئے معاون و مبارک نگینے اِنتخاب کئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فائدہ پہنچایا اور میرے معبود نے مجھے یہ شرف بخشا اور اس ایڈیشن کی توفیق بھی عطا کی۔ جو حضرات مزید اضافے کی صورت میں پڑھنے کے مشتاق ہیں وہ اب ساتویں ایڈیشن کا بغور مطالعہ کرکے قیمتی پتھروں سے اپنی زندگی میں مزید تبدیلیاں پیدا کرسکتے ہیں کرشمۂ قدرت کے سابقہ تمام ایڈیشن کی مقبولیت اور ناظرین کی بھرپور دلچسپی کے باعث میں نے اپنی جستجو و کاوش اور تحقیق کو

جاری رکھتے ہوئے اس ایڈیشن کو مزید معلوماتی بنانے کے لئے انتھک کوشش جاری رکھی تاکہ ہمارے کرم فرماں و ناظرین کے لئے یہ بے بہا حقائق کا بیش خیمہ بن سکے اور وہ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

موجودہ حالات کے پیش نظر کاغذ کی گرانی و نیز چند ناگزیر حالات کی وجہ سے ہم معزز ناظرین سے معذرت خواہ ہیں۔ اُمید ہے کہ ناچیز کی اس کوتاہی کو نظر انداز کرتے ہوئے ہماری مجبوریوں پر محمول کر کے معاف فرمائیں گے۔ اور کتاب "کرشمۂ قدرت" کے آٹھویں ایڈیشن کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے آپ کے تجربات، تاثرات، مشورے اور تجاویز قیمتی سرمایہ ہوں گے۔ آپ کی قدردانی اور ہمت افزائی کے متمنی۔ ناچیز

ایم اخلاق حسن ابن جناب ہمایوں مرزا مرحوم و مغفور

کرشمۂ قدرت

کے متعلق

اہلِ علم کی رائیں

عمدۃ العلما عالیجناب سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ

یہ اسم بامسمیٰ کتاب ہے جس میں فطرت کے ان اثرات کی موشگافی کی گئی ہے جن کو صانعِ قدرت نے عالم کے ذرہ ذرہ میں ودیعت کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خالقِ عالم نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ کسی غرض اور مصلحت سے پیدا کی ہے اور ہر شے میں کچھ نہ کچھ اثرات پیدا کر دئیے ہیں۔ جمادات ہوں یا نباتات حیوانات ہوں یا انسان، ان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے اور مختصر سے مختصر اجزاء کسی نہ کسی اثر کے حامل ہیں۔ یہاں تک کہ کاغذ کے صفحہ پر ہر ٹیڑھی سیدھی لکیر بھی کوئی نہ کوئی اثر ضرور رکھتی ہے جسے معلوم کر لینے کے بعد تعویذات اور تسلیمات کی بنیاد پڑی۔ اور علم کیمیا و سیمیا وغیرہ دنیا میں پھیلا۔ انھیں اثرات سے غافل انسان عالم کی بے شمار چیزوں کو بیکار محض سمجھ کر قدرت کی کرشمہ سازیوں پر عبث کا الزام لگانے کی جرأت کرتا ہے۔

مگر تحقیقات اور ریسرچ جہالت کے پردے ہٹاتی ہے۔ موجودہ سائنس کے دامن کی وسعت تمام عالم کو محوِ حیرت کر دیتی ہے۔ تنگ نگاہ اس جدید سائنس کا سہرا مغرب کے سر مخصوص کر دینے پر نظر آتے ہیں اور حال کو ماضی پر ترجیح دینے

کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ دورِ حاضرہ میں سائنس کی بلندیاں وہم و گمان سے بھی آگے نکل چکی ہیں۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سابقین اس سے بالکل بے بہرہ تھے۔

کتاب کرشمۂ قدرت اس بات کا جواب ہے کہ ریسرچ کی راہوں میں سلف صالحین بھی بہت سی منزلیں طے کر چکے تھے اور اس میں تعلیم معصومینؑ بھی بڑی حد تک معاون تھی۔

یقیناً میرے محب قدیم و صادق جناب ہمایوں مرزا صاحب اس تحقیق کے موجد نہیں، مگر یہ کہنا ناگزیر ہے کہ ماضی کے دفن شدہ خزانوں کو منظرِ عام پر لانے میں قابلِ تشکر ضرور ہیں۔

یہ کتاب مختصر ضرور ہے مگر اپنے دامن میں جمادات کی قوتوں کے پوشیدہ خزانے اور وہ بیش بہا جواہرات دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ جو ہر شخص کے واسطے مفید اور مشکل ضروریات میں عقدہ کشا ہے۔

حقیقتاً اعمال و ادعیہ معصومینؑ کا وہ حصہ جو مشکل کشائی میں تیر بہدف اور لاینحل دقتوں میں بہترین ذریعہ فلاح و کامیابی ہے۔ خداوندِ عالم جناب ہمایوں مرزا صاحب کو اس کا اجرِ جمیل اور تمام مسلمانوں کو اس خزانۂ مخفی سے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیّد کلب حسین بقلم خود

۷ اپریل ۱۹۵۵ء (بھارت)

عالیجناب عمادالملت السید سبطِ محمد ہادی صاحب تقوی انتخاب العلماء

ہائی پریسٹ محکمہ شریعت نظامت آف مرشد آباد (بنگال)، بھارت

قلمۂ نظامت

ہائی پریسٹ آف نظامت مرشد آباد

۱۸ مارچ ۱۹۵۵ء

فضائل مآب فواضل کتاب خلق مجسم جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی، میرے بچپن کے مخلص دوست ہیں۔ عنفوانِ شباب ہی سے ان میں خدمتِ خلق کا ایک خاموش جذبہ تھا، یہ ایک خداداد ذہانت اور ایک مستقل صاحب رائے تھے، ان کے مزاج کی ساخت میں جمہوریت پسندی مخفی تھی، جو دبی ہوئی چنگاری کی طرح وقتاً فوقتاً اپنی چمک دیتی رہتی تھی اور اس کے آثار ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تقسیم ہند و پاک کے بعد اسلامی آب و ہوا میں رہنے کے شوق نے انہیں کراچی پہنچا دیا۔ مجھے خبر نہ تھی کہ موصوف وہاں کس شغل میں ہیں کہ دفعتاً ایک کتاب جو نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کی گئی ہوگی "کرشمۂ قدرت" میرے سامنے آئی میں نے دیکھا کہ وہ اپنے خاندانی کمالات، طبی اور فطری ولولۂ خدمتِ عوام سے اب تک بھی غافل نہیں ہیں قلم ہی سے سہی، لیکن پبلک کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ کرشمۂ قدرت کتاب کیا ہے مختلف پھولوں کا سجا ہوا گلدستہ، جس سے بقدرِ ضرورت یا بمقدارِ ظرف و نظر ہر شخص مستفید ہو سکتا ہے۔

علم طب میں عربی اور فارسی میں سینکڑوں کتابیں ہیں۔ مگر اس تحقیق و اختصار کے ساتھ اتنی مفید کوئی کتاب میری نظرِ حقیر سے نہیں گزری جو سہل اُردو میں لکھی گئی ہو۔

اس کے ساتھ میں نے اس کتاب میں وہ بعض چیزیں دیکھیں کہ جو میں نے اب تک نہ دیکھی تھیں۔ جنابِ قدس اس کے مؤلف کو جزائے خیر دے اور لوگوں کو توفیق دے کہ وہ اس بروقت تحفہ اور ضرورتِ زمانہ کے موافق اس جدید تحقیق سے فائدہ اُٹھائیں۔

مجھے کلکتہ میں بھوپال کے ایک مشہور حکیم صاحب نے عربی میں ایک سالہ دکھایا جس میں جواہرات اور پتھروں سے علاج کی سعی کی جانے کی تحریک تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب مؤلف نے پاکستان میں بھی ایک تشنہ عنوان سے ایک طریقِ علاج کی پہل کر دی۔ یہ کتاب ایک طبی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اعمال و ادعیہ اور بعض نقوش اور مسنون چیزوں کا ایک نایاب ذخیرہ بھی ہے جس میں اقوالِ ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نقل کر کے اسلامی تعلیم کا اہل بنا دیا ہے۔

آخر میں ایک مختصر تعارف بھی تحریر کر دیا ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ ان کا سلسلۂ نسب کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس سے یہ بتلانے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ ایک نسلی علی انسان ہیں۔ بلکہ اربابِ فہم و دانش خود سمجھ لیں کہ وہ کیا ہیں ؏

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

میں نے تہیہ کیا ہے کہ اس کتاب کو بنگلہ زبان میں حضور (نواب بہادر آف مرشد آباد) سے کہہ کر شائع کراؤں گا۔ اِن شاء اللہ۔

مجھے اُمید ہے کہ برادرانِ وطن و برادرانِ اسلام اس کتاب کی قدر کریں گے۔ خود اور اپنے ضرورت مند صحاب و احباب میں اس کی تبلیغ کریں گے۔

سید محمد ہادی نقوی
انتخاب العلماء ہائی پریسٹ آف نظامت اسٹیٹ مرشد آباد

عالیجناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوی

مبلغ اسلام

یوسفی منزل۔ میانوالی

باسمہٖ سبحانہٗ

کتاب کرشمۂ قدرت مصنفہ عالی جناب فضائل مآب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی حال مقیم کراچی میری نظر سے گزری۔ ماشاء اللہ تحقیقات کے دریا بہا دیئے۔ جمادات کے اثرات وخواص اور نباتات کے متعلق بہت کچھ تحریر کردیا ہے جس قدر مختصر ہے۔ اسی قدر مفید وکارآمد ہے۔

یہ کتاب ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر وحریت فرمائے، اور آپ کو ایسی ہی اور خدمات انجام دینے کی توفیق اور مہلت مرحمت فرمائے۔ فقط

احقر
مرزا محمد یوسف حسین عفی عنہ
مبلغ اسلام، میانوالی

عالیجناب علامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

صدر مرکزی جمعیتہ علمائے اسلام پاکستان

دفتر انجمن تبلیغ الاسلام
پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی ۵

جناب ہمایوں مرزا صاحب ہندوستان کے اُن علمی اور قابلِ قدر افراد میں ہیں جن کی حیات کا ہر ایک گوشہ ملت کی تعمیر اور اہم تحقیقاتی مسائل کے مشاہدے

اور تحقیقات میں گزارتا ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں تحریر فرمائیں، جو اپنی انشا اور معلومات کے لحاظ سے قابلِ قدر رکھتیں۔

حال ہی میں آپ کی ایک تالیف "کرشمۂ قدرت" میری نگاہ سے گزری ممدوح محترم نے اس تالیف میں حجریات پر ایک بسیط بحث فرمائی اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس عنوان پر پتھروں کے مختلف تاثرات و فوائد کو اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ بہ یک نظر پڑھنے والوں کے سامنے ایک بیش بہا خزانہ آجاتا ہے۔ فنی اعتبار سے یہ تالیف اس قابل ہے کہ ہمارے ملک کے احبابِ فن اس سے بہت کچھ استفادہ فرما سکتے ہیں اور ان اہلِ فن حضرات کے لئے یہ کتاب ہر طرح لائقِ تحسین ہوگی۔

محمد عبد الحامد القادریہ

عالیجناب مولانا سید شجاعت علی صاحب قادری (ایم۔ اے)

(مفتی اہلِ سنت) پروفیسر لیاقت کالج کراچی

(انگوٹھی کے بارے میں چند شرعی مسائل)

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا محمدٌ رسول اللہ امام بخاری نے فرمایا۔ پہلی سطر میں محمدٌ دوسری سطر میں رسول تیسری میں اللہ تھا۔ یعنی اس طرح (اللہ / رسول / محمد) (بخاری و مسلم)

۲۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی

پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا، انگوٹھی داہیں ہاتھ میں پہنتے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے (مسلم کی روایت میں ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہنی (بخاری))۔

۳۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے بیچ والی انگلی اور کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

۴۔ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے۔ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو۔ اسے بھی اُن صاحب نے پھینک دیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں، فرمایا، چاندی کی بنواؤ اور ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

اسلام کی رو سے مسلمان کو سوائے چاندی کے اور کسی دھات کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ عورت چاندی کے علاوہ سونے کی بھی پہن سکتی ہے۔

۵۔ انگوٹھی کا نگینہ ہر قسم کے پتھر کا جائز ہے۔ (در مختار)

۶۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔

"نعم القادر"

۷۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔

"کفیٰ بالموت واعظاً یا عمر"

حجۃ الاسلام قبلہ و کعبہ مولانا جناب طالب جوہری صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسانوں میں پتھروں کے استعمال کا شوق غالباً اتنا ہی قدیم ہے جتنا قدیم اُن کا ذوقِ آرائش ہے۔ عہدِ حجر کے حفریات سے جو زیورات برآمد ہوتے ہیں ان میں استعمال ہونے والے پتھر کم و بیش اس عہد کے قیمتی پتھروں سے ملتے جلتے اور قریب ہیں۔ اس بنیاد پر تہذیبِ انسانی کی تاریخ میں پتھروں کے استعمال یا کثرتِ استعمال کے آغاز کا عہد تو تعین کیا جا سکتا ہے لیکن اس بات کا تعین ممکن نہیں ہے کہ وہ پہلا انسان کون تھا جس نے پتھروں کے خواص کو دریافت کیا۔ پتھروں کے خواص کسی ایک انسان کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہیں یا صدیوں پر محیط انسانی تہذیب کے تجربات کی میراث ہیں؟ یہ سوال صاحبانِ تحقیق کے لئے ابھی تک سوال ہی ہے۔ البتہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی کے حوالے سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پتھروں کے خواص کا علم کوئی جدید علم نہیں ہے۔ بلکہ اس کی جڑیں بھی انسانیت کے تاریک ماضی میں کسی مقام پر دفن ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "کرشمۂ قدرت" جو مرزا اخلاق حسن صاحب لکھنوی کے والد مرحوم محقق خبیر جناب ہمایوں مرزا لکھنوی کی تالیف ہے۔ ایک ایسی ہی کتاب ہے جس میں پتھروں کے باہمی امتیازی اوصاف اور ان کے خواص پر بڑی ذمہ دارانہ تحقیق سپردِ قلم کی گئی ہے۔

پتھروں میں اور ان کے خواص میں منطق اور ریاضی کی رُو سے کوئی رشتہ ہو یا نہ ہو لیکن تجربات کی رو سے ان کا درست ہونا ثابت ہے جبکہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال بھی اس سلسلے میں بکثرت موجود ہیں۔ خود میرے ذاتی تجربے

میں بعض پتھروں کے خواص آئے ہیں۔ آج سے دو سال قبل ایام محرم میں ایک مشہور و معروف شخصیت نے مجھے سنگ سلیمانی کی ایک انگوٹھی دی۔ پتھر پر پنجتن کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔ محرم کی نو تاریخ کو نشتر پارک کی مجلس کے بعد وہ نگینہ چٹخ گیا جبکہ اس کے چٹخنے کے ظاہری اسباب و علل اب تک پردہ خفا میں ہیں۔

یہ اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو انسان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ پتھروں کی خاصیتوں کو بے یقینی کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

"کرشمہ قدرت" صاحبانِ ذوق اور صاحبانِ تحقیق دونوں کے لئے ایک دلچسپ اور مفید علمی کاوش ہے جس کا مطالعہ نہ صرف یہ کہ معلومات میں اضافہ کا سبب بنے گا بلکہ عملی زندگی میں بھی بعض مقامات پر بہت مفید و معاون ثابت ہوگا۔

خداوندِ عالم ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرزا اخلاق حسن صاحب لکھنوی کو اپنے حفظ و امان میں صحیح و سالم رکھے کہ وہ اس علم کی شمع کو جلاتے ہوئے اہل علم و طلب کی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔

مخلص

طالب جوہری

ایف ۱/۵۳ بلاک ایف
شمالی ناظم آباد، کراچی۔

جناب حکیم مرزا محمد باقر

ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ عالم۔ فاضل ادب (لکھنؤ)
(پروفیسر ہمدرد طبیہ کالج کراچی)

مؤلف کتاب "کرشمۂ قدرت" جناب ہمایوں مرزا صاحب مرحوم میرے جدِ امجد تاج الحکما حکیم متے آغا صاحب فاضل لکھنوی مرحوم کے قریبی احباب میں نمایاں شخصیت تھے۔ شاید دونوں کی قدرِ مشترک جذبۂ تحقیق و مطالعہ و علم دوستی ہی تھی۔ مرحوم کے فرزند ارجمند مرزا اخلاق حسن صاحب نے کتاب مذکور کی اشاعت ثالثہ پر تحریر تقریظ کی خدمت میرے سپرد فرمائی جو میرے لئے اعزاز و مقام مسرت ہے۔

میں نے اوّل سے آخر تک کتاب کو بغور پڑھا ہے۔ جدّ مرحوم کی حیات میں مؤلف مرحوم کو اُن سے اکثر اوقات معدنیات و حجریات کے طبی فوائد پر تبادلہ خیال کرتے بھی سُنا تھا۔ ہماری طب میں نباتاتی ادویہ کے بعد حجریات اور معدنی ادویہ کو سب سے زیادہ اہمیّت حاصل ہے۔ ان کے استعمال داخلی و خارجی دونوں عظیم نتائج و فوائد کے حامل ہیں۔ ان میں بالکیفیت تاثیر کے علاوہ بالخاصہ بھی قوّت موثرہ موجود ہے۔ اس خصوصیت میں نباتاتی ادویہ باوجود کثیر الاستعمال ہونے کے جمادی و معدنی ادویہ سے کمتر ہو جاتی ہیں۔

تالیف مذکور میں مختلف حجریات کے مقام پیدائش، مزاج، طریقہ دستیابی افعال و خواص کی حد تک جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے، وہ طبی کتب مفردات کے عین مطابق اور مبالغہ آرائی سے پاک ہے۔ نجوم و شریعت سے مطابقت کے بارے میں

میرے معروضات سند نہیں ہو سکتے۔ لیکن مولانا کلب حسن صاحب مرحوم مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب مرحوم اور مولانا مرزا یوسف حسین صاحب مدظلہٗ کے تائیدات نہ صرف میرے بلکہ ہر مسلم و مومن کے لئے مقام تیقن ہیں اشاعت اوّل کے نسبت اشاعت دوم بہت وسیع اور مُفید اضافات کے ساتھ شائع ہوئی اس کے لئے برادر عزیز مرزا اخلاق حسن صاحب مستحق ستائش ہیں۔

مختصراً پیش نظر کتاب کے باب میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ یہ عوام اور علمی شخصیات کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے مجھے اُمید قوی ہے کہ اس کی قبولیت و پذیرائی میں انشاء اللہ اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ آمین۔

محمد باقر

(سابق لیکچرار اسسٹنٹ ایڈ ڈیونانی کالج لکھنؤ)

جناب رئیس امروہوی

۱۲۹۔اے، مانک جی اسٹریٹ

گارڈن ایسٹ، کراچی ۳

کسی استاد کا شعر ہے

سالہا باید کہ یک سنگ تابد آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

ہزاروں سال تک آفتاب کسی پتھر پر چمکتا ہے۔ تب کہیں بدخشاں میں لعل اور یمن میں عقیق پیدا ہوتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پتھروں کی یہ تبدیلی نوعیت بلکہ قلب ماہیت قدرت کا ایک ایسا کرشمہ ہے جس کے اسرار و رموز، انسانی فہم سے

شریف عالم متواضع ہوتا ہے اور کمینہ صاحبِ علم تکبر کرنے لگتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

بالاتر و بلند تر ہیں۔ یہ بات تجرباتی اور سائنسی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ ہزاروں لاکھوں سال میں قوانینِ فطرت کے تحت کوئلے ہیرے اور سنگ ریزے جواہر پارے بن جاتے ہیں۔ ان جواہر پاروں میں یقیناً حیرت انگیز تاثیرات ہیں۔ آج سے نہیں صدیوں سے انسان جواہرات کی پُر اسرار تاثیرات پر یقین رکھتا ہے اور متواتر ذاتی تجربات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ پتھر (لعل۔ یاقوت، الماس۔ زمرد۔ فیروزہ اور دوسرے جواہرات) کسی نامعلوم قانونِ فطرت کے تحت انسانوں کے مزاج اور کردار پر منفی اور مثبت اثرات ڈالتے ہیں۔ یہ علم (جواہرات کی تاثیرات) حیرت انگیز ہے اور اس کا تعلق انسان کی روحانی صلاحیتوں سے ہے بہت کم افراد جواہر کے مزاج شناس ہوتے ہیں۔ ہمارے عہد میں جناب ہمایوں مرزا مرحوم و مغفور، جواہر شناسی کے فن کے استاد یکتا تھے۔ انھوں نے جواہر شناسی پر جو کتاب "کرشمۂ قدرت" کے نام سے لکھی ہے وہ اس فن پر مستند مبسوط اور مکمل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے کم سے کم میری معلومات کے مطابق اردو زبان میں جواہرات کی تاثیر کے بارے میں اس پائے کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کو قدرت نے نادر صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ تبصرانہ نظر، حکیمانہ مزاج اور جواہر پاروں کی نسبت ان کے ذاتی تجربات اور شخصی مشاہدات۔ ان سب خصوصیات نے انہیں یکتا شخصیت بنا دیا تھا۔ ان کے صاحبزادے اخلاق حسین لکھنوی اپنے پدر بزرگوار کے سچے جانشین ہیں۔ وہی جواہر شناسی کا ذوق۔ وہی علمی مذاق اور وہی ادبی شغف اور علمی رُجحان! اب "کرشمۂ قدرت" کا پانچواں ایڈیشن اشاعت پذیر ہونے والا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "کرشمۂ قدرت" نے عوام و خواص میں کیسی بیمثال مقبولیت حاصل کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ ایڈیشن بھی اہلِ علم کے حلقوں میں وہی قبولِ عام حاصل کریگا جو سابقہ

ایڈیشنوں کو حاصل ہو چکی ہے۔

۱۰ مئی ۱۹۸۰ء — رئیس امروہوی

جناب ڈاکٹر ایم خلیق حسن، ہومیو رجسٹرڈ (پاکستان)

بی ایم بی و ایچ ایم بی لکھنؤ۔ بی اے (آنرز) ایل ایل بی (ایڈوکیٹ)۔ ایم۔ اے اردو۔ ایم اے تاریخِ اسلام۔ ایم اے اسلامیات۔ ایم اے سیاسیات۔ ایم اے فارسی

اس کتاب میں میرے والد بزرگوار جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم و مغفور نے قریب قریب تمام سنگ و جواہر (نگینہ) اور جمادات و معدنیات کے افعال و خواص اور ان کی ماہیت کے متعلق بتایا ہے بعض قیمتی پتھروں و معدنیات کے اثرات عام نظر میں تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ قدرت نے اشرف المخلوقات کا شرف عطا کر کے تمام دنیا کی خلق شدہ اشیاء میں جدا جدا تاثرات انسان کے لئے پنہاں کر دیئے ہیں۔ مثلاً دہانہ فرنگ کا ذکر "کرشمہ قدرت" میں بڑے واضح طور پر کیا ہے کہ اس پتھر کے پہننے سے درد گردہ اور حوالی گردہ کے مریض کو آرام آجاتا ہے۔ ایک عام آدمی جو اس کے تاثرات سے ناواقف ہی نہیں بلکہ یقین بھی نہیں رکھتا ہو لیکن اس تکلیف دہ درد سے بے چین اور بے قرار ہو کر استعمال کرنے پر اس کے اثرات سے جو قدرت نے اس میں پوشیدہ رکھے ہیں مستفید ہو کر جب شکر خدا ادا کرتا ہے تب مزید ایمان کی پختگی آتی ہے۔

میں نے اکثر احباب کو جو درد گردہ میں مبتلا تھے فوری آرام کے لئے دہانہ فرنگ۔

کا مشورہ دیا اور علاج بھی جاری رکھا۔

یہ حقیقت ہے کہ والد بزرگوار نے کرشمۂ قدرت میں دی ہوئی تمام اشیاء کے تاثرات کی تحقیق اور ریسرچ جس عرق ریزی اور محنت کی، پروردگار عالم ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ یہ سب کچھ جذبۂ خدمت خلق کے تحت کیا تاکہ دکھی انسان کو تکلیف سے نجات اور آرام وسکون حاصل ہو جائے۔

موصوف نے ناظرین کو اس کتاب میں یہ بتایا کہ قدرت نے اپنی مخلوق کے لئے کن کن قیمتی پتھروں میں کیا کیا اسرار پوشیدہ رکھے ہیں۔ ہم جتنا بھی اس کا شکر ادا کریں کم ہے بس فرق اتنا ہے کہ کافر جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا ہو خلق کی ہوئی دنیا کی چیز سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو اس شے کی طرف جھک کر اُسی کو خدا تصور کرتا ہے۔

لیکن صاحبانِ ایمان اُسی چیز سے مستفیض ہو کر اپنے ایمان کی مزید پختگی کے تحت پروردگار عالم کا شکر ادا کرتا ہے کہ قدرت نے اس نگینہ یا جواہر میں ہمارے لئے یہ اسرار پوشیدہ رکھا ہے۔

ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کی کافی کتب زیر نظر ہیں۔ یہ علاج آسان اور سستا ہے لیکن تجربہ شرط ہے جیسا کہ اس کتاب کرشمۂ قدرت میں والد بزرگوار نے چاندی کے افعال وخواص پر روشنی ڈالی ہے اکثر ہومیوپیتھک کی پرانی کتب میں چاندی کے تاثرات کی تائید ہے اور حکمت میں تو بڑے واضح اثرات اکثر کتب میں لکھے ہیں۔

موجودہ زمانے میں یورپ خاص طور پر لندن میں دل کے مریض اب سنگ یشب کی تختی استعمال کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہندوستان سے وہاں اس پتھر کی اچھی خاصی مانگ ہے۔ تاریخی لحاظ سے اکثر جواہرات سے زمانہ قدیم کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ شاہی زمانے میں قیمتی سنگ و جواہر کو بڑی اہمیت و فوقیت،

حاصل تھی بلکہ جواہر ہی سے راجہ مہاراجہ کا بھرم اور وقار مانا جاتا تھا۔ شاہی خزانوں میں سلطنت اور ملک کی اہمیت جواہرات سے ہوتی تھی۔ اکثر شاہ اپنے تخت و تاج میں قیمتی جواہر جڑواتے اور استعمال میں لاتے تھے جن کا ذکر تاریخی کتب میں ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ خداوند عالم نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔ ہر چیز کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے تحقیق شرط ہے۔ موت تو برحق ہے لیکن ان قدرتی اشیاء سے تکالیف ضرور دور ہو سکتی ہیں۔ اسلامیات کے لحاظ سے سورۃ رحمٰن میں موتی و مرجان کا تذکرہ پروردگار عالم نے کیا ہے اسلامی کتب سنگ و جواہر سے متعلق بزرگان دین کے اقوال سے پُر ہیں۔ یہاں تک کہ انگوٹھی کا استعمال سنتِ رسولؐ ہے۔

کرشمہ قدرت کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔ اب یہ پانچواں ایڈیشن زیرِ نظر ہے۔ میرے علم میں ہے کہ اُس وقت سے اب تک سینکڑوں حضرات مختلف نگینوں سے مستفیض ہو چکے ہیں۔

بہتر ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جو صاحب نگینہ استعمال کرنے پر فائدہ حاصل کریں۔ پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ بعد میں مصنف کرشمہ قدرت کی محنت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جزائے خیر کی دعا کریں تب حق ادا ہو گا۔

ایم۔ خلیق حسن

۱۷ مئی سنہ ۱۹۸۰ء

نگینہ سے متعلق آپ کے تاثرات، تجربات، مشاہدات یا کوئی ذاتی واقعہ

جن حضرات کو انگشتری یا نگینوں سے دلچسپی یا لگاؤ ہے براہ کرم ناشر کتاب ہذا کے پتہ پر اپنے تاثرات، واقعات اور ایسی یادداشتیں جو آپ کے ذہن میں محفوظ ہوں، مفصل تحریر کریں۔ نگینہ سے متعلق ان کے ذاتی واقعات ان کے نام کے ساتھ بلا معاوضہ کتابی شکل میں شائع کئے جائیں گے۔ اس طرز پر کہ مثلاً آپ کی انگلی میں کس نگینہ کی انگوٹھی ہے؟ آپ نے اس نگینہ سے متعلق کیا اثرات محسوس کئے ہیں؟ یہ نگینہ آپ نے خود خریدا ہے یا موروثی ہے۔ آپ کو اس نگینہ کے سائز، وزن، رنگ اور قیمت کا اندازہ ہے؟ اس سے متعلق کوئی اور تفصیل وخصوصیت اور معلومات کے ساتھ اگر فوٹو فراہم کرسکیں تو بہتر ہے۔ اس کے علاوہ کسی انگشتری سے متعلق آپ کا یا آپ کے کسی قریبی رشتہ دار کا صحیح اور سچا واقعہ جس کا آپ کو پورا علم ہو جس انگشتری کے لئے یہ تفصیل تحریر کی گئی ہو، ان صاحب انگشتری کا نام و پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

آپ کا پورا نام .... سابق وطن .... اور موجودہ مکمل پتہ؟

یہ تمام واقعات کتاب کرشمۂ قدرت'' کے آٹھویں ایڈیشن میں شائع کئے جاسکتے ہیں، انشاء اللہ۔

محمد شبیر قادری

اوپل

اس کو، اُوپلو، انگریزی میں اوپل (OPAL) اور عربی میں حجر الابیض کہتے ہیں۔ یہ سفید رنگ کا دودھیا پتھر ہے۔ اس میں مختلف خوبصورت رنگ کے معمولی نشانات اور ستاروں کی طرح گہری چمک دکھائی دیتی ہے۔ مزاج خوش اور بشاش رکھنے میں اچھا پتھر ہے۔ اس کو پہننے سے طبیعت میں سادگی اور سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔ تجارت کی طرف رُجحان پیدا کرتا ہے۔ محبت کرنے والوں کے لئے خوش قسمتی کا باعث ہے۔ ازدواجی زندگی میں یہ پتھر خاص طور پر معاون ہے۔ اس پتھر میں اچھی خواہشات کی علامت پائی جاتی ہے۔ انگلینڈ میں یہ پتھر زیادہ پہنا جاتا ہے لیکن فرانس میں اس کا استعمال کم ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس کو بطریق تعویذ استعمال کرتے تھے اور سترھویں صدی عیسوی سے قبل اس پتھر کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ اس پتھر کے پہننے کا شوق سب سے پہلے روس سے شروع ہوا۔ یہ فنی اعتبار سے آتشی کہا جاتا ہے۔ اچھا اور عمدہ اوپل بلجیم۔ آسٹریلیا۔ زیکوسلاوکیہ۔ میکسیکو۔ لیبیا اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔

الیگزینڈرایٹ

انگریزی میں (ALEXAND RITE) کہتے ہیں۔ ایک قسم کا چمکدار گہرا سُرخ و سبز رنگ کا پتھر ہے۔ اس کو سورج کی کرنوں میں دیکھیں تو تیز روشنی دیتا ہے۔ اس میں سیسہ اور تانبا کے اجزاء مرکب ہیں جس کی وجہ سے افعال و خواص اور اثرات انھیں دھاتوں سے کسی حد تک ملتے جُلتے ہیں۔ سورج کی

روشنی میں اس کا رنگ تیز معلوم ہوتا ہے۔ یہ پتھر روس میں زیادہ دستیاب ہے۔

آسمانی جونی

یہ نیلے رنگ کا از قسم پتھر ہے۔ نگینہ تراشتے وقت اس کا برادہ اکثر سیاہ سفید اور سبز رنگ کا نکلتا ہے۔ سیاہ برادے کا پتھر کامیابی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ سفید رنگ کے برادے کا پتھر عقلمند و خوش مزاج رکھتا ہے، اور سبز رنگ کے برادے کا پتھر کامیابی میں معاون ہے اس کو استعمال کرنے والا جس جگہ جو کچھ کاشت کرے وہاں نباتات تیزی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ارسطو نے لکھا ہے کہ زرد رنگ کے برادے کا پتھر اگر کسی کنوئیں میں ڈال دیا جائے تو اس کنوئیں کا پانی کم ہو جاتا ہے۔

اصل فرعون

عربی میں اصابع الفرعون کہتے ہیں۔ یہ ایک انگل کے برابر کھو کھلا پتھر ہے جوڑ اگرہ دار اور نرم ہوتا ہے۔ مزاج گرم خشک ہے طبی طریقہ میں اس کا سفوف زخموں کے جاری خون کو بند کرتا ہے۔ ورم میں نافع اور زخموں کے بھرنے میں مفید ہے۔ یہ عربستان میں پایا جاتا ہے۔

بلّور

عربی میں حجر البلور، انگریزی میں کرسٹل (CRYSTAL) کہتے ہیں یہ مشہور سفید براق اور روغنی چمک کا چمکدار شفاف پتھر ہے۔ مزہ پھیکا اور سرد و خشک ہے۔

تراشنے سے قبل اس کی صفائی اور چمک نمک کے مانند ہوتی ہے۔ بعض میں ہلکا گلابی، نیلا اور زرد رنگ معلوم ہوتا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ یہ تانبہ، لوہا، گندک اور کوئلہ کے ریزے کی گیس سے بنتا ہے۔ کیمیائی طور پر خالص سلیکا ہے طبی طریقہ میں اس کا نہایت باریک سفوف آنکھ کا جالا کاٹتا ہے۔ اس پتھر کو گھسنے سے طاقت اس کی بڑھ جاتی ہے۔ جو بچے رات کو سوتے میں دانت بجاتے اور چونکتے ہیں ان کے گلے میں پہنانے سے سے ڈرنا موقوف ہو جاتا ہے۔ بلور مرض رعشہ، بچّہ کا سونا اور ڈراؤنے خواب دفع کرتا ہے۔ پاس رکھنے سے درد دندان دفع کرتا ہے۔ یہ طرز لاکٹ عورت کے سینے پر لٹکانے سے دودھ بڑھاتا ہے۔ اس پتھر کے ساتھ پھٹکری سرہانے رکھ کر سونے سے پریشان کن خواب آنا بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اس کی انگوٹھی مرض عسر البول میں مفید ہے۔ بکری کے دودھ میں بھگونے سے شفاف اور چمک دار ہو جاتا ہے۔ اس کی مختلف شعاعوں میں مختلف اثرات ہوتے ہیں بعض مذاہب نے اس پتھر کو بڑی اہمیت دی یورپ کے او تو میکر ٹیس مشہور نامی پادری نے ۱۴۵۰ء میں اعلان کیا کہ جو شخص شفاف پوشاک کے ساتھ بلور کو ہاتھ میں لے کر عبادت گاہ جائے گا اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ زمانہ قدیم میں بلور کے پیالے، جھاڑ فانوس، دوربین اور عینک کے تال بناتے جاتے تھے۔ تھوڑی روئی رکھ کر آفتاب کے رُخ اس کو رکھنے سے روئی میں رکھ کر آگ لگ جاتی ہے۔ یہ پتھر آگ پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال میں آتا تھا۔

بلور کے ظرف جو معیاد اور ہر طرح سے صحیح ہو، ہیرے کے قلم سے دستخط کئے جا سکتے ہیں۔ اچھا بلور شفاف اور بے داغ ایک رنگ میں سفید ہوتا

ہے۔ بے عیب چمکدار بلور مختلف ڈیزائنوں کے لئے بہت مناسب اور موزوں ہے۔ اس پر کوئی بھی سین یا منظر کشی پیش کی جاسکتی ہے۔ شاہی زمانے میں بادشاہوں کے دسترخوان پر اس کے خوبصورت اور نقش ونگار سے مزین برتن ہوا کرتے تھے۔

اسکاٹ لینڈ کے باشندے اس پتھر کو زیادہ استعمال کرتے ہیں ۱۹۴۳ء میں امریکی صدر روزویلٹ کی طرف سے شہنشاہِ ایران کو ایک بلور کا " افسانوی پیالہ" بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اس پیالہ کا ڈیزائن ایک ممتاز امریکی مجسمہ ساز "سڈنی واہ" نے تیار کیا تھا۔ اس پر مقبول ترین امریکی عوامی گیتوں سے متعلق نقوش کندہ تھے۔ ایک اور بلوری پیالہ امریکی صدر آئزن ہاور نے ملکہ ایلزبتھ ثانی اور ڈیوک آف ایڈنبرا کو ان کے دورۂ امریکہ پر بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ اس پیالہ پر انگریزی نوآبادی جو ۱۶۰۷ء میں جیمز ٹاؤن (ورجینیا) میں قائم ہوئی تھی۔ اس کی منظر کشی کی گئی تھی جو قابل دید تھی۔ نجف اشرف میں حضرت علی علیہ السلام کے خزانہ حیدریہ میں بلوری صناعت کے نادر و نایاب جھاڑ و فانوس محفوظ ہیں۔ ایک تراشیدہ بلوری ہار اور انگشتری، اور اسی پتھر کے بندے فیضی آرٹ گیلری (کراچی) اور قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں ایک بڑا طرز کا سفید بلور محفوظ ہے یہ تقریباً نوسو سال قدیم ہے۔ اچھا بلور عموماً آزاد حالت میں قلمی اور غیر قلمی دونوں طریقوں سے پتھر کی شکل میں کشمیر، بندھیاچل اور پاکستان کے پہاڑی علاقوں کی چٹانوں میں دستیاب ہے۔

بیجادہ

یہ پتھر کان سے نکلنے پر سرخ ہوتا ہے۔ ہوا لگتے ہی آہستہ آہستہ سیاہی

آجاتی ہے۔ ایک قسم اس کی زرد ہوتی ہے۔ یہ پتھر تنکے کو اُٹھالیتا ہے حکمائے سابقین کا کہنا ہے کہ یہ پتھر پریشان کُن خواب سے محفوظ رکھتا ہے۔ سورج کی کرن پڑنے سے یہ سخت چمک دیتا ہے، یہ چمک آنکھ کو نقصان دیتی ہے۔

بیروج

از قسم پتھر ہے۔ اس کو انگریزی میں اکومرین (AQUAMARINE) کہتے ہیں، رنگ ہلکا پیلا، سبز، سمندری نیلا، آسمانی نیلا اور سفید ہوتا ہے۔ زیادہ قیمتی نہیں ہوتا۔ بلوری وخوشنما اور چمکدار ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ زیورات میں جڑواتے ہیں۔ خواص کسی حد تک بلور سے ملتے جلتے ہیں، لیکن مختلف رنگوں کی وجہ سے اثرات میں اہمیّت ہے۔ زمانہ قدیم میں چاقو، خنجر اور تلوار کے دستوں میں آویزاں کیا جاتا تھا۔ یورپ کے ممالک میں اس کا استعمال زیادہ ہے۔ اعلیٰ قسم کا سیلون، ملایا، روس، جنوبی افریقہ، برازیل، بھارت اور پاکستان میں دستیاب ہے۔

یاہیتہ

یہ سفید پتھر چمکدار ہوتا ہے اس میں یہ خاص صفت قدرت نے عطا کی ہے کہ آدمی کی نظر جب اس پر پڑتی ہے تو بے اختیار ہنس پڑتا ہے۔ انسان کے لئے مقناطیسی تاثیر رکھتا ہے۔ افریقہ میں ایک عمارت کے ستون میں پتھر نصب تھا جو شخص ادھر جاتا تا اسکی نگاہ اس پر پڑنے سے ہنسی اس پر غالب آجاتی۔

بل یم

یہ ایک نرم اور شفاف پتھر ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ مزہ پھیکا مزاج سرد و خشک ہے طبی اصول ہیں یہ پتھر قابض ہے اور جاری خون بند کرتا ہے۔ مرض سیلان الرحم کو نافع ہے اس کا سفوف مسوڑے و دانتوں کو صاف اور مضبوط کرتا ہے بہت باریک سفید چہرے پر ملنے سے رنگ صاف کرتا ہے اس کے استعمال میں وزن کی ہدایت زیادہ سے زیادہ صرف تین ماشہ ہے دافع خفقان بھی ہے (بغیر مشورہ و ترکیب کے استعمال کرنا مناسب نہیں)۔

پکھراج

اس کو انگریزی میں ٹوپاز (TOPAZ) اور مختلف زبانوں میں منجو سے، ہندی میں پوشپ راگ کہتے ہیں۔ از قسم جواہر ہے۔ سفید، زرد ہلکا نارنجی، ہلکا گلابی، پیازی، اور ہلکا نیلا رنگ کا چمک دار پتھر ہے۔ پکھراج قدیم نام ہے۔ مزہ ترش اور مزاج سرد ہے۔ یہ پتھر بہت حد تک سخت اور اس کی چمک شفاف بلور جیسی ہوتی ہے۔ تراش کا طرز ہیرا جیسا ہو تو زیادہ چمک دیتا ہے۔ سفید و زرد رنگ کا پکھراج خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے۔ جواہرات میں شامل ہے جسم کی حرارت کو بڑھاتا، مرض جذام خرابیٔ خون اور زہر کے اثرات کو دفع کرتا اور مرض بواسیر میں مفید ہے۔ یہ وزنی اور مضبوط پتھر ہے۔

جسم کی قوت و طاقت اور عقل و عمر اس پتھر کو پہننے سے بڑھتی ہے۔ قوتِ ارادی بلند کرتا ہے۔ کاروباری الجھنوں کو صاف کرتا ہے۔ مزاج میں اعتدال

حق و رحم کی توجہ دلاتا ہے۔ صاحبِ نگشتری دوسروں سے تعاون و مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ مزاج میں بھی خوشی و خودداری پیدا کرتا ہے۔ جائز حق کے حصول میں معاون ہے۔ تقویتِ قلب و حافظہ بڑھاتا ہے۔ اس میں یہ خاص خوبی ہے کہ اس کے پہننے سے انسان بہت خوشگوار عادات کا عادی ہو جاتا ہے اور سچی محبت کا حامی ہو جاتا ہے۔ غم اور غصہ دُور کرتا ہے۔ سحر کا اثر نہیں ہونے دیتا۔ خلوص و محبت پیدا کرتا ہے۔ تندرستی کے لیے اس کے اثرات اچھے رہتے ہیں۔ زندگی میں حسبِ منشاء مواقع فراہم کرنے میں بڑا معاون ہے اس پتھر کی انگوٹھی بائیں ہاتھ کی انگلی میں بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

پانی میں کام کرنے والے یا سمندری ملازمت پیشہ حضرات کے لیے اچھا پتھر ہے۔ اس پر موسمی اور فضائی آلودگی کا اثر نہیں ہوتا۔

عمدہ قسم کا پتھر سیلون، برازیل، روس، چین، جاپان، آسٹریلیا، سائبیریا، شمالی نائیجیریا، جنوبی افریقہ، امریکہ اور ایران میں پایا جاتا ہے۔ ہلکے رنگ میں پاکستان میں دستیاب ہے۔ مزید امید تحقیقات کی محتاج ہے۔

تدمیر

اس سفید رنگ کے پتھر میں قدرت کا عجب کرشمہ ہے۔ اس کو اگر زور سے سونگھ لیا جائے تو جسم کا خون متاثر ہو کر خشک ہو جاتا ہے جو ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ پتھر بڑے دریاؤں کے کنارے صحرائیں دستیاب ہوتا ہے۔

ترمری

اس پتّھر کا رنگ زرد، سفید، گلابی، سُرخ، سبز، بھورا، ہلکا سیاہ اور خاکستر ہوتا ہے۔ یہ بلوری چمک کا خوشنما پتھر ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کو ترسین، نرمے لینا، کندربہ کہتے ہیں۔ کیمیائی طرز میں المونیم کا پیچیدہ بوروسلیکیٹ ہے۔ یہ زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تبت، بھارت، پاکستان کے سرحدی علاقے کے علاوہ اس کی اعلیٰ قسم امریکہ، روس، برازیل، سری لنکا، مڈغاسکر میں دستیاب ہے۔

تامڑا

انگریزی میں گارنٹ (GARNET) مختلف زبانوں میں یلک، کریسنٹ، گرے نیٹو کہتے ہیں۔ اس پتّھر کا رنگ سیاہی مائل سُرخ، زردی مائل سرخ، ارغوانی گہرا کتھئی چمکدار بلوری شکل میں قدرے سخت ہوتا ہے۔ یہ پتّھر زرد سے سُرخ رنگ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ اس کے نوکیلے اور تیز کنارے بلوری شفاف حالت میں ہوتے ہیں۔ قدرتی طور پر اس میں ابرق وسلیٹ اور لہردار پتّھر کے اجزاء شامل ہیں۔ توڑنے سے اس کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ یہ آسانی سے تراشنے میں مدد دیتے ہیں۔ زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

اثرات اور خواص بہت حد تک بلور سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن رنگ کی وجہ سے اہمیّت کا حامل ہے۔ ماہرین سائنس کا خیال ہے کہ یہ پتھر دُوسرے پتھروں کے گیس کا مجموعہ ہے۔ جادو کے اثرات کو دفع کرتا ہے۔ گلے میں بطور لاکٹ استعمال کرنے سے پُرانے زکام کو فائدہ کرتا ہے۔

خاص طور پر امریکہ، مڈگاسکر، ناروے اور ہندوستان میں دستیاب ہوتا ہے۔

جالب النوم

یہ پتھر بہت سرخ رنگ میں صاف چمکدار ہوتا ہے، سورج کی روشنی میں دُور سے اس کو دیکھا جائے تو دھواں سا نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن رات میں یہ ایسی روشنی دیتا ہے کہ اس پتھر کے قریب کی اشیاء صاف نظر آتی ہیں قدرت نے اس پتھر میں ایک خاص صفت عطا کی ہے کہ اگر کسی سوئے ہوئے انسان کے سرہانے رکھ دیا جائے تو جب تک اس کو سرہانے سے علیحدہ نہ کرلیں ہرگز بیدار نہ ہوسکے۔ یہ پتھر شب کے وقت صحرا میں پیدل سفر کرنے والے حضرات کے لئے پریشانی کا باعث رہتا ہے۔ اندھیرے میں اس کی روشنی دُور سے آبادی کا گمان ظاہر کرتی ہے (جس طرح ریگستان میں سراب)۔

جزع یمانی

یہ پتھر سیاہ وسفید رنگ کا ہوتا ہے چینی باشندے اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسے انگوٹھی یا بطور لاکٹ استعمال نہیں کرتے یہاں تک کہ پاس رکھنا بھی اچھا نہیں خیال کرتے۔ جزع یمانی شیاطین کے مکر کو دفع کرتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے رال کثرت سے جاری کرتا ہے۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے کہ اس نگینے کو داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن کر نماز پڑھنا ستّر نمازوں کے برابر ہے۔ یہ نگینہ تسبیح و استغفار کرتا رہتا ہے۔ اس کا ثواب انگوٹھی پہننے والے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ حاملہ عورت گلے میں استعمال کرے تو دردِ زہ میں کمی محسوس کرے اور وضع حمل میں آسانی ہو۔ یہ یمن و چین میں اچھا دستیاب ہے۔

حَدِید

عربی میں حجر خماہان، فارسی میں سُلطان مہرہ یا صندل حدیدی کہتے ہیں۔
یہ نر و مادہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ مزاج سرد و خشک، رنگ بھُورا اور سیاہ ہوتا ہے۔
طبی اصول میں حکمات کے خیال کے بموجب کمزور عضو پر پیس کر لگانا عضو کو قوی کرتا ہے۔ اس پتّھر کو گھِس کر جانور کے پر سے ورم، سوزش اور ٹیس کے مقام پر لگایا جائے تو فائدہ رساں ہے۔ اس میں لوہے کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے۔
خفقان دفع کرتا ہے، خارش اور پلکوں کی سوزش میں بھی گھِس کر لگانا بہت سود مند ہے۔ یہ سرخی مائل سخت اور تاریک رنگ کے علاوہ سیاہ بھی ہوتا ہے۔
اس پتّھر کے متعلق روایت میں مشہور ہے کہ مشکل امور اس کے پہننے سے آسان ہو جاتے ہیں۔ چشم بد کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔
جنگ و جدال اور امور خوف و دہشت میں مُفید ہے۔

سید ابن طاؤس سے روایت ہے کہ ایک شخص بخدمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ حاکم شہر جزیرہ سے مجھے خوف جان ہے۔ میرے دشمنوں نے اس کو میرے خلاف بہکا دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ انگشتری حَدِید چینی کی بنواؤ۔ اس طریقے سے کہ سطرِ اوّل میں اَعُوذُ بِجَلَالِ اللّٰہِ۔ دوسری سطر میں (اَعُوذُ بکلمات اللّٰہ) تیسری سطر میں (اعوذ برسول اللّٰہ) اور نگینہ کی دوسری سطر میں نیچے (اٰمنت باللّٰہ وکعبۃ) اوّل سطر میں اور دوسری سطر میں (وَاِنّی وَاثِقٌ بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ) اور نگینے کے چاروں کناروں پر (اَشْھَدُ ان لا اِلٰہ مُخْلِصًا بِہٖ) کندہ کرایا جائے۔ (حُلیۃ المتقین مطبع مقبولی پریس دہلی سنہ ۱۳۲۶ھ)

راوی کہتا ہے کہ میں نے تجربہ کیا۔ اثر حسبِ ارشاد آنحضرت ظاہر ہوئے۔ دشمنوں کی شر اور خوف سے محفوظ رہا اور بہت کچھ پریشانیاں دُور ہوئیں۔

سنگ وجواہر میں فوائد بہ اسرار حق تعالٰے ہے۔ اس نگینہ کی انگوٹھی سے کارِ دشوار اور رسائی میں کامیابی ہوتی ہے۔ دردِ زہ کے وقت اس نگینہ کی انگوٹھی عورت کے باندھ دی جائے تو بفضلِ خدا جلد اور بآسانی وضع حمل ہو۔

اس نگینہ کی انگوٹھی حالتِ نجاست میں اُتار دینا بہتر ہے۔ زیر نگینہ مُشک رکھا جائے تو اچھا ہے۔ آداب انگوٹھی پہننے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے کافی اقوال ہیں ایک کتاب میں نظر سے گذرا کہ آپ کی انگوٹھی میں مندرجہ ذیل کلمات سات سطروں میں اس طرح کندہ تھے :

غددت لِکُلِّ ھَولٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَلِکُلِّ کذبٍ لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ لِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ نَازِلَۃٍ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَلِکُلِّ ذَنْبٍ کَبِیْرَۃٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ وَلِکُلِّ ھَمٍّ قَادِحٍ مَاشَآءَ اللّٰہ وَلِکُلِّ نِعْمَۃٍ مُتَجَدِّدَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا بِالعلی ابن ابی طالب من نعم اللّٰہِ نعن اللّٰہ) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام وقتِ جنگ اس انگوٹھی کو پہنتے تھے۔ آقا جعفر مشہدی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس طرز کی انگوٹھی بنوائے تو اس کو لازم ہے کہ اپنا نام مع اپنے والد کے نام کندہ کرائے اور مذکورہ بالا کلمات کندہ کئے ہوئے نگینہ کا احترام ضروری ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پانچ انگوٹھیوں کی تعریف میں سنگِ حدید کی انگوٹھی بھی شامل ہے۔ یہ پتھر نواسیر، ضعفِ معدہ اور سستی کو دُور کرتا ہے۔

نئے شہر میں داخل ہوتے وقت اس کی انگوٹھی پہن کر اہلِ شہر سے ملنا

کامیابی کی صورت ہے۔ مکر و سرکشانِ جن و انس اس پتھر کی تاثیر سے دفع ہوتا ہے۔ دُرِّ نجف کے لئے بھی یہی فضیلت احادیث میں مذکور ہے۔ روایت ہے کہ معاذ ابنِ جبل نے انگشتری سنگِ حدید کی جس پر "محمّد رسول اللہ" کندہ تھا بطور ہدیہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آنحضرتؐ نے یہ انگشتری دستِ مبارک میں پہن لی۔ حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی حدید چینی کی تھی جس پر "العزۃ للہ" کندہ تھا۔

مُلّا لطف علی نجفی نے کتاب تحفۃ الاخوان میں طب آئمہ سے نقل کیا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے اوّل جمعہ کو حدید چینی پر دو سطروں میں نیچے اوپر مندرجہ ذیل عبارت میں کندہ کرائے "تعلمون لا الٰہی الا انت دک یا اللہ" یہ ہر شخص کے لئے مفید ہوگا۔ کتاب مذکور کے حاشیہ پر اس طرح تحریر ہے لا آلاء الا الا ک یا اللہ۔ مناسب ہے کہ ہر دو عبارات کندہ کرائی جائے۔ کندہ کئے ہوئے اس پتھر میں خاص صفت یہ ہے کہ انگوٹھی پہننا یا پاس رکھنا دونوں صورتوں میں فائدہ ہے۔ ہندوستان، سیلون، رُوس اور مصر میں دستیاب ہے۔ یہ پتھر چین میں زیادہ اور اچھا ملتا ہے جس کی وجہ سے اس کو حدید چینی بھی کہتے ہیں۔

حجر عقابی

یہ پتھر عقاب پرندہ کے آشیانہ سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس پتھر کو متحرک کرنے سے کھٹ کھٹاہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن اس کو توڑنے پر اندر سے کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ عقاب جب انڈوں پر بیٹھا ہوتا ہے کوئی شخص اگر اس کے آشیانے کی طرف رخ کرتا ہے تو یہ پرندہ اُسی پتھر کے سنگریزوں کو اپنی چونچ

سے آدمی کی طرف پھینکتا ہے (گویا پتّھر مارتا ہے)۔ اس کی شکل اور بناوٹ اصلی سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس پتّھر کو زیرِ زبان رکھ کر مخالف شخص سے گفتگو میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ آشیانہ کرگس میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔ اس کے اثرات میں یہ خاص خوبی ہے کہ دردِ زہ میں عورت کی کمر میں باندھنے سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ بعد ولادت فوراً کمر سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ سنگِ عقابی حلِ مشکلات کے لیئے بھی پہننا بہتر ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کو سہل الولادت کہتے تھے۔

حجرالسیم

اس کو سنگ سیم بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ ذرا سبزی اور سفیدی مائل ہوتا ہے لیکن بعض کا رنگ گہرا رہتا ہے اس کی چمک بلوری سخت قسم کا پتّھر ہے۔ سنگ جیڈ کی ایک قسم ہے۔ اس پتّھر کو قدرت نے یہ صفت عطا کی ہے کہ کسی شخص کے پاس اگر زہر ہو اور وہ شخص اس پتّھر کے قریب ہو جائے تو یہ پتّھر حرکت میں آجاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ بادشاہوں کے دسترخوان یا بازوبند میں رہتا تھا۔ اب یہ نایاب ہے۔ وزیر نظام الملک حسن بن علی نے سیر الملوک میں تحریر کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک روز کہا کہ میری سلطنت حضرت سلیمانؑ سے کم نہیں میرے پاس جس قدر مال اور ہتھیار ہیں وہ کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئے اس وقت حاضرین دربار میں سے ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میرے پاس ایک ایسی نایاب اور نادر چیز محفوظ ہے جو فرمانروا کے پاس نہیں۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو میرے پاس نہیں۔

اس شخص نے حجرالسیم کا تذکرہ کیا اور کہا کہ قدرت نے اس پتّھر میں

یہ خاص صفت اور اثر عطا کیا ہے بادشاہ نے اس پتھر کا تجربہ کیا اور اپنے غرور کے الفاظ پر نادم ہو کر حجر السیم کو اس شخص سے خرید لیا۔ زمانۂ قدیم میں اس کے برتن تیار کئے جاتے تھے۔ چین کے علاقہ میں دستیاب ہے۔

حجر الشمس

اس کو انگریزی میں سن اسٹون (SUN STONE) اور مختلف نام اس کے مثلاً میلے کٹ، میلے اسٹون، پرووزی، اڈولیریا ہیں۔ اس کا رنگ سفیدی مائل ذرا بھورا چمک میں بلور سے ملتا جلتا ہے۔ یہ پتھر چاندی کو اپنے میں جذب کرتا ہے۔ اس کی انگوٹھی جنون اور خفقان میں مفید ہے۔ کمر میں باندھنے سے خوف ڈر دفع کرتا ہے۔ حکمائے سابقین نے لکھا ہے کہ اس پتھر کو درخت خرما میں باندھنے سے پھل زیادہ آتے ہیں۔

حجر القمر

اس کو انگریزی میں مون اسٹون (MOON STONE) بزاق القمر، زید البحر، چندر کانت، اللہ نور، پیری، ڈیلون، پیڑا لوتز بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سفید ہلکا بلوری چمک کا شفاف پتھر ہے۔ اس کے گرد آفتاب کی طرح روشنی کا ایک حلقہ ہوتا ہے! اور اندر بھی سفیدی پائی جاتی ہے۔ عروجِ ماہ میں زیادہ شفاف اور سفید رہتا ہے۔ زوالِ ماہ میں اس کی سفیدی قدرے کم معلوم ہوتی ہے اور عروج ماہ میں زیادہ۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس پتھر کی عمر ڈھائی سے تین ارب سال تک ہے اس کو درخت پر باندھنے سے پھل زیادہ آتے ہیں۔ حجر القمر

میں ایک ایسے خاص قسم کا بڑا پتھر ہے جس میں سے چاندگہن کے وقت پانی ٹپکتا ہے۔ عرب کے پہاڑی علاقوں اور بھارت میں دستیاب ہے۔

حجرالاسوَد

حجرالاَسوَد نے تمام دوسرے پتھروں کی عزت ولاج رکھ لی اور عزت کی آخری منزل تک پہنچ کر یہ ظاہر کر دیا کہ اگر خالق کسی پتھر کو اپنی طرف منسوب کرلے تو اس کی عزت و منزلت کس درجہ بڑھ جاتی ہے یہ مبارک پتھر حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں کا نصب کردہ ہے۔ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام اور اُن کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر شروع کی یہ تعمیر حجرالاسود تک پہنچی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی رہنمائی فرمائی کہ سامنے ایک پہاڑی پر جنت کا یہ پتھر حجرالاسوٗد ہے۔ طوفان نوحؑ کے وقت سے یہیں رکھا ہے۔ جبل ابوقبیس نے کہا کہ مجاہد کہتے تھے کہ دُنیا بھر کے پہاڑوں میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اس کو خلق کیا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اٹھا کر اس مقام پر نصب کر دیا۔ جب بیت اللہ مکمل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمام لوگوں کا قبلہ اور جھکنے کی جگہ ہے۔

قدرت نے تمام پتھروں کو پست کر کے حجرالاسود کو جس کی نسبت اپنی طرف کی تھی۔ دُنیا کی توجہ اس مقدس پتھر کی طرف کرا دی کہ اس کو بوسہ دو۔

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ ص ۱۳۴ کے زیرِ حاشیہ جو ایک حدیث کی طرف تلمیح ہے تحریر فرمایا ہے کہ میں "حجرالاسوَد" نبوت کی عمارت کا آخری پتھر ہوں۔ اس پتھر کا رنگ خانہ کعبہ کے رنگ سے منسوب ہے

اور یہ خانہ کعبہ میں زمین سے کچھ زیادہ بلند دیوار میں نصب ہے اس کو "رکن اسود" بھی کہتے ہیں۔

طواف کرنے والے اس سے چمٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اس کا مس کرنا باعث دور ہونے گناہ کے ہے۔ طواف کی ابتدا حجر الاسود کو چوم کر کی جاتی ہے رسول خدا نے بھی اس پتھر کو بوسہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ روز قیامت یہ پتھر آئے گا اور اُس شخص کی گواہی دے گا جس نے توحید کے ساتھ اسے بوسہ دیا اُس دن حجر الاسود کی گویائی بحکم خدا بہت تیز ہوگی۔

اگر اژدہام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو ہاتھ سے چھو کر مس کرے اور اپنے ہاتھ کو بوسہ دے لے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر الاسود کے سامنے دونوں ہاتھ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ چوم لے۔ اس پتھر کو پروردگار عالم نے بنی آدمؑ کے عہد و پیمان ودلیعت کیے ہیں۔ یہ پتھر روز محشر ان لوگوں کی گواہی دے گا جن حضرات نے اس کی زیارت کی اس پتھر کو غیر معصوم اُس کی جگہ نصب نہ کر سکے ایک کتاب میں حجر الاسود کے متعلق تحریر ہے کہ یہ پتھر شروع میں بہت روشن تھا اور اس پتھر کو حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔ حجر الاسود کی عزت و احترام ہر ایک پر فرض ہے! اس پتھر کے متعلق ارسطو نے لکھا ہے کہ اس کو پاس رکھنے سے عقل بڑھتی ہے! ور تندرستی کے لئے بڑا معاون پتھر ہے۔ ایک قسم اس کی زرد رنگ کی بھی ہے۔ یہ زہر کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ سنگ اسود جس مکان میں ہو وہاں کے مکیں صحت و تندرستی اور باعزت زندگی بسر کریں گے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص خانۂ کعبہ میں حجر الاسود کے پاس دعا کرتا ہے۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ایک اور

کتاب میں نظر سے گزرا کہ حجر الاسود کو ہاتھ سے مس کرنا گویا مصافحہ کرنا ہوا۔ اور بیعت حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی جو کوئی بیمار شخص طلبِ شفا و تندرستی کے لیے حجر الاسود کو مس کرتا ہے شفا پاتا ہے۔

حجر الصفر

ارسطو نے اس پتھر کی بہت تعریف لکھی ہے۔ اس کو پاس رکھنے سے مطلوب تابع ہوتا ہے جب تک یہ پتھر پاس رہے گا مطلوب جدا نہ ہوگا یہ خلوص اور محبت بڑھاتا ہے۔

حجر الاحمر

یہ پتھر سرخ رنگ کا چمکدار ہوتا ہے لیکن اس کے تراشنے میں اس کا برادہ سفید رنگ کا ہو تو اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے والا ہر کام میں کامیاب ہوتا ہے، اگر سیاہ برادے والا نگینہ استعمال میں لایا جائے تو گم شدہ چیز جلد حاصل ہوتی ہے۔ زرد رنگ کے برادے والا نگینہ بازو پر باندھنے سے خلقِ خدا کی نگاہوں میں عزیز رہتا ہے اور عزت بڑھتی ہے۔ سبز رنگ کے برادے والا نگینہ کی انگوٹھی کا استعمال دشمن کے حملے کو دفع کرتا ہے۔

حجر ماہانی

اس پتھر کو جلا کر بواسیر کے مسوں پر لگانے سے مسّے خشک ہو کر فوراً گر جاتے ہیں۔ حجر ماہانی کی انگوٹھی پہننے سے خوف و ہراس دفع ہوتا ہے۔ یہ

پتھر خراسان (ایران) میں پایا جاتا ہے۔

حجر الباہ

یہ پتھر قوتِ باہ کے لئے مُفید ہے اس کے متعلق بعض کتب میں تحریر ہے کہ اس پتھر کو کمر میں باندھنے سے طاقت میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ اور زیرِ زبان رکھنے سے پیاس کی شدّت کو کم کرتا ہے۔ ارسطو نے اس پتھر کے خواص میں لکھا ہے کہ اس کو کسی حیوان کے جسم میں باندھنے سے فوری اس میں قوتِ باہ لبشدّت ہو جاتی ہے۔ حجر الباہ سکندرِ اعظم کے پاس تھا۔ اس نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس پتھر کو ہمارے لشکر میں ہرگز نہ لے جائے۔ یہ پتھر مشکل سے ہی دستیاب ہے۔ یہ افریقہ اور مصر کے صحرا میں ہوتا ہے۔

حجر السلقی

اس پتھر سے قریب کی ہوا اور فضا اس کی شعاعوں کی وجہ سے زبردست متاثر رہتی ہے، اس کو جس وقت انسان اپنے ہاتھ میں اُٹھاتا ہے استفراق (قے) ہونے لگتی ہے۔ معدہ کی تمام غذا خارج کر دیتا ہے۔ یہ پتھر باعثِ ہلاکت ہے۔ سرزمینِ مصر میں پایا جاتا ہے۔

حجر الکرک

یہ پتھر سفید رنگ کا ہوتا ہے اس کا تراشہ (برادہ) دندان فیل کے مانند ہوتا ہے۔ اس کا سُرمہ آنکھوں کی خارش کو دفع کرتا ہے اور اس کی انگوٹھی چشم بد

جادو اور بد ارواح سے حفاظت کرتی ہے یہ پتھر دریائے سندھ کے کنارے سے دستیاب ہوتا ہے۔

حجر البحر

یہ پتھر رنگ میں سفید اور گول ہوتا ہے۔ بقول ارسطو، یہ پانی میں ڈوبتا نہیں۔ سورج کی کرنیں جس وقت اس پتھر پر پڑتی ہیں تو زیادہ حصہ پانی میں رہتا ہے اور قدرے نمایاں رہتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد یہ پتھر پانی کی سطح پر آجاتا ہے اس کے خواص و اثرات میں مشہور ہے کہ حجر البحر آدمی کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کو کسی برتن میں ڈال دیں تو آگ کی گرمی جلد اثر نہیں کرتی۔ قدرت نے اس پتھر میں ایک خاص صفت رکھی ہے کہ جو شخص گھوڑے کی سواری کے وقت اس کو پہن لے تو گھوڑا ہرگز آواز نہ دے گا۔ سکندر رومی جب کبھی عزم شب خون کرتا تھا۔ اس پتھر کو اپنی فوج کے کُل ہمراہیوں کے بندھوا دیتا تھا۔ اس پتھر کو پانی میں پیس کر پینے سے بندش پیشاب کو رفع کرتا ہے۔ اگر اس کو مثانہ پر رکھیں تو پتھری نکال دیتا ہے۔ سمندر کے کنارے پایا جاتا ہے۔

حجر المستق

اس پتھر میں زرد اور سفید رنگ کے باریک سوراخ ہوتے ہیں۔ قدرت نے اس پتھر میں یہ خوبی عطا کی ہے کہ جلندر کے مریض کے شکم پر باندھیں تو پیٹ کا زرد پانی یہ پتھر چوس لیتا ہے اور مریض کو شفا ہو جاتی ہے۔ پتھر کا وزن شکم کے پانی کے باعث بڑھ جاتا ہے ارسطو نے اس پتھر کی بڑی تعریف لکھی ہے۔

طبی طریقہ میں جس مقام پر بال نہ ہوں اس پتھر کو گھس کر لیپ کرنے سے بال نمودار ہونے لگتے ہیں۔ بھارت میں کوہ ہمالیہ کے صحرائی دامن میں دستیاب ہوتا ہے۔

حجر الشاطین

اس پتھر کا رنگ بالکل مثل یاقوت ہوتا ہے۔ مگر اس میں آب و چمک نہیں ہوتی۔ پانی میں ڈالنے سے یہ پتھر ہڑتال کی طرح زرد ہو جاتا ہے۔

حجر الیہود

فارسی میں سنگ یہوداں، ہندی میں استورن اور عربی میں حجر الفقاۃ طلدش کہتے ہیں مزاج سرد وخشک ہے بلوط اور زیتون یا چھوٹے اخروٹ کے مشابہ ہے اس پر لکیریں ہوتی ہیں بعض بیر کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس کو زیتون بنی اسرائیل اور حجر زیتون بھی کہتے ہیں۔ نر اور مادہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ نر بڑا اور مادہ چھوٹی ہوتی ہے۔ مرد کو نر اور عورت کو مادہ قسم کا پتھر مفید رہتا ہے۔ اس پتھر کے چند عدد ٹکڑے کسی جگہ رکھ دیئے جائیں تو چالیس روز میں پہلے سے ان کی تعداد قدرے بڑھ جاتی ہے۔

طبی افعال وخواص میں مثانہ وگردہ کی پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے اور مرض سوزاک میں فائدہ رساں ہے۔ پیشاب کثرت سے لاتا ہے۔ اس کے استعمال سے قوت باہ کم ہو جاتی ہے۔ مثانہ کے منجمد خون کو بھی خارج کرتا ہے۔ لگی ہوئی چوٹ میں آدھا ماشہ کھرل میں باریک پیس کر کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ کھرل میں آسانی سے پس جاتا ہے۔ چمگادڑ کے خون کے ساتھ رگڑ کر لگانے سے پلکوں کے گرے ہوئے بالوں کو پیدا کرتا ہے۔ اس کا کشتہ امراض پیشاب ورزخم کے

لئے مفید ہے۔ اس کے متعلق کتب میں تحریر ہے کہ زمانہ سابق میں حجر الیہود ایک قسم کے بیر کا درخت تھا۔ کوئی فقیر اس باغ سے گزرا چند بیر اٹھا کر اس نے کھانا چاہے نگران باغ نے منع کیا، اس نے پروا نہ کی۔ دوسری بار منع کرنے پر بات بڑھی۔ نگراں نے کہا کہ پرایا مال اس طرح کھائے جاتے ہو کہ جیسے کوئی مفت کے کنکر پتھر اٹھا لے۔ راہ گیر درویش یہ کہہ کر چل دیا کہ اب پتھر ہی ہوں گے۔ دوسرے روز جب نگراں باغ نے بغرض فروخت بیر جمع کرنا چاہے تو سب بجائے اس قسم کے بیر کے پتھر تھے۔ جو اب حجر الیہود کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ پتھر کوہ بیروت اور قدس میں پایا جاتا ہے۔

حجر الارمنی

فارسی میں سنگ ارمنی کہتے ہیں۔ اس پتھر میں کسی قدر لاجوردیت ظاہر ہوتی ہے۔ خاکی رنگ کا پتھر نیلاہٹ لئے ہوئے اور بھاری ہوتا ہے لیکن نرم مزہ نمکین۔ مزاج سرد وخشک، طبی طریقہ کار سے بذریعہ دست مواد سوداو بلغم نکال دیتا ہے۔ مرض یرقان اور سوداویت کو دفع کرتا ہے۔ گردہ مثانہ کو صاف کرتا ہے۔ اس پتھر کو پانی میں گھول کر اس سے غسل کرنا قوت بڑھاتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے جذام میں مفید ہے۔ مصوری پیشہ حضرات کے لئے معاون ومددگار پتھر ہے۔

حجر الدّجاج

یہ پتھر بعض مرغ کے پوٹہ (سنگ دانہ) سے دستیاب ہوتا ہے۔ طبی طریقے سے

مرض یرقان میں اکسیر ہے۔ مرگی کے مریض کے گلے میں (مثل لاکٹ) باندھنے سے مرض دفع کرتا ہے۔ انگوٹھی میں استعمال سے ڈر و خوف جاتا رہتا ہے۔ قوّت باہ کے لئے کمر میں باندھنا بے نظیر ہے لیکن اس کو دم کرا لیا جائے (اس سلسلے میں ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں)۔

حجر الرحی

فارسی میں اس کو سنگِ آسیا کہتے ہیں۔ اس پتّھر کے نیچے کا ٹکڑا کسی حاملہ کے باندھ دیا جائے تو استقاطِ حمل کا خوف نہیں رہتا لیکن بروقت دردِ زہ اس کو حاملہ سے علیحدہ کرنا ضروری ہے تاکہ وضعِ حمل میں آسانی رہے۔

حجر الکلب

بورا (پاگل) کُتّے کو جو پتّھر مارا جائے وہ پتّھر کتّا اگر مُنھ میں رکھ لے تو اس پتّھر کو "حجر الکلب" کہتے ہیں۔ یہ پتّھر شراب میں گھول کر جس شخص کو پلایا جائے، وہ شخص لڑائی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ اسی پتّھر کو کبوتروں کی جگہ رکھ دیا جائے تو تمام کبوتر پریشان ہو کر اُڑ جائیں۔ جس مکان میں مذکورہ بالا سیاہ رنگ کے کتّے کی آنکھ دفن کی جائے وہ جگہ کچھ عرصے میں ویران ہو۔

دُرِّ نجف

ازل سے ہے نامِ علیؑ نقش دل پر وہ دُرِّ نجف ہے نگینہ ہمارا

یہ پتّھر سفید رنگ کا بلوری چمکدار شفاف ہوتا ہے۔ نجف اشرف میں پایا جاتا ہے جو مقام عرفِ عام میں داخلِ نجف ہے۔ اسی زمین کو اس دُرِ بے بہا کے لئے افضلیت و شرف

حاصل ہے۔ اس کی فضیلت کتب میں بہت مندرج ہے۔ اس کی انگوٹھی خدائے تعالیٰ نے تحائف میں حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ اس کی عظمت میں سے اور کوئی پتھر اس کے ہم رتبہ نہیں۔ قادرِ مطلق نے اس کی پیداوار بہت رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت ارزاں ہے تاکہ امیر و غریب ہر شخص اس سے مستفید ہو سکے۔ روایت صفوان جمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو اراضی مرقدِ منورہ کے قریب ہے اس حکم میں داخل ہے کہ اگر قرب روضۂ مطہر سے نہ ملے تو شہر میں جس مقام پر ملے اُٹھا لے۔ بالائے زمین بھی دستیاب نہ ہو سکے تو زمین کھود کر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بلوری سخت اور اعلیٰ قسم ہے۔

زیرِ زمین یہ پتھر بہت دستیاب ہوتا ہے۔ نجفِ اشرف کے بازار میں نگینہ ساز دو قسم کے دُرِّ نجف بری و بحری فروخت کرتے ہیں۔ بحری دُرِّ نجف نہایت سفید و براق ہوتا ہے اور بری میں چمک کم ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک روز مفضل بن عمر جو دُرِّ نجف کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل اس نگینہ کو دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور دردِ چشم میں ہر مومن اور مومنات کے لئے مُفید ہے دُرِّ نجف کی انگوٹھی پر نظر کرنا اور ہاتھ میں پہننا، خدائے تعالیٰ ثواب زیارت و حج و پیغمبران صالحان کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور مزاج میں خوشی پیدا کرتا ہے۔

ابو طاہر سے روایت ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے جدِّ بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ نگینہ ہر شخص کے لئے فائدہ رساں ہے۔

دہانہ فرنگ

فارسی میں زرنگار فرنگی یا زرنگار معدنی، عربی میں حجر دہنج اور انگریزی میں کڈنی اسٹون (KIDNEY STONE) کہتے ہیں۔ اس کا رنگ نیلا، سبزہ سفید اور دودھیا ملا جلا ہوتا ہے۔ اس پتھر سے اکثر رنگ بنتے ہیں۔ یہ پتھر سونا، چاندی تانبہ، اور لوہے کی کان سے نکلتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا کس بھی جس قسم کی کان سے نکلا ہوا ہو اسی دھات کا رنگ دیتا ہے۔ طلائی اور نقرئی کس کا پتھر عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک اور گرم و خشک ہے۔ اکثر زہروں کا تریاق ہے۔ یہ سبز رنگ کا ہوتا ہے تانبے کے کس کا لیموں کے رس میں گھس کر کھلانے سے افیون کھائے ہوئے شخص کا زہر دافع ہوتا ہے۔ لیکن اس کو کسی اور زہر کے دفع کرنے میں ہرگز نہ کھانا چاہیئے۔ درد اور تکلیف میں فوری سکون دیتا ہے۔

اس پتھر کو منہ میں رکھ کر لعاب اور تھوک نگلنا بھی نقصان دہ ہے۔ چاقو یا لوہے کی کسی چیز پر لیموں کا رس ڈال کر دہانہ فرنگ کو اس پر ملنے سے اس لوہے پر پیتل کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آنکھ کی پتلی میں سفیدی آجانے پر اس پتھر کو انتہائی باریک مثل سرمہ استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔ دہانہ فرنگ نگینہ کی انگوٹھی جو سونا یا چاندی کے کس کا ہو درد گردہ حوائی گردہ اور درد پتہ والے مریض کے لئے مفید ہے۔ انگوٹھی اس طرز پر بنوائی جائے کہ نگینہ انگلی سے مس ہوتا رہے۔

تندرست آدمی اس نگینہ کی انگوٹھی پہن لے تو پیشاب میں اکثر جلن یا سوزش ہوجاتی ہے۔ انگوٹھی بنوانے میں نگینہ کے وزن کی کوئی قید نہیں۔ بہتر ہے کہ استعمال

میں نگینہ ۳ رتی وزن سے کم نہ ہو۔ امریکہ، مصر، چین، اٹلی اور بھارت میں پایا جاتا ہے۔

روپا مکھی

اس کو روپا مکھی بھی کہتے ہیں، سنسکرت میں تار اکھی، چاندی کی کان سے یہ پتھر نکلتا ہے۔ اس میں چمک نہیں ہوتی، رنگ سفید۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ یہ زہر ہے۔ اس کا کھانا سخت منع ہے۔ بچے کی گردن میں ٹکانے سے خوف اور ڈر دور ہوتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس کا سُرمہ آنکھ کی پیپ کو دفع کرتا ہے۔ ہمراہ ہڑتال اس پتھر کو پیس کر لگانا خراب گوشت کو کاٹ کر عمدہ گوشت پیدا کرتا کرتا ہے۔ مرض برص اور منہ کی چھائیں کے داغ دفع کرتا ہے۔

رخام

انگریزی میں برتھ کنٹرول اسٹون کہتے ہیں۔ اس کو توڑنے سے مثل بلور کے ٹوٹتا ہے۔ اس مشہور پتھر کے لئے ارسطو نے لکھا ہے کہ عورت کو حمل سے بچانے کا ارادہ ہو تو ایک درم اس پتھر کو گھس کر پلادیں۔ ہرگز حمل قرار نہ پائے۔ اسی طرح ایک تجربہ کار انگریز نے بھی اس کے افعال و خواص اور اثرات میں تحریر کیا ہے کہ اس پتھر میں بہت چھوٹے چھوٹے جراثیم ہوتے ہیں، اس کے تین عدد چھوٹے ٹکڑے عورت کے بازو میں باندھنے سے بھی حمل قرار نہیں پاسکتا۔ طبی طریقہ کار میں یہ زخم کو اچھا کرتا ہے۔ اس کا بہتر اور آسان طریقہ مجرب ہے۔ عورت کے ناف پر رکھنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔

روپارہ

اس کو کچا بلور بھی کہتے ہیں بغیر آب و چمک کا سفید نرم قدرے گرے رنگ میں ملتا ہے۔ اس پر مختلف مصنوعی رنگ مثلاً ہرا، گلابی، سفید اور یاقوتی وغیرہ بآسانی چڑھائے جاسکتے ہیں۔ بھارت میں خوب دستیاب ہے۔

زبرجد

زبرجد لفظ عربی ہے، سنسکرت میں پادری بھدر، انگریزی میں بیرل (BERYL) اور مختلف زبانوں میں پاری، امرینا کہتے ہیں۔ مزاج سرد و خشک، مزہ تلخ ہے۔ اس میں تانبہ کے اجزا بھی شامل ہیں۔ اس کے متعلق سائنس دانوں نے بتایا ہے کہ جب ہوا کی حرارت اور زمین کے بخارات تانبہ کو اس کی کان میں پگلاتے ہیں تو تانبہ سے بھی بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بخارات گندھک سے متاثر ہو کر اور موسم کی تبدیلی سے ایک جگہ جمع ہو کر زبرجد بناتے ہیں ہوا کی صفائی سے یہ پتھر مصفّٰی ہو کر سبزی کی جھلک دکھاتا ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ یہ مثل زمرد کے سبزی مائل ہے۔ ایک قسم زردی مائل بھی ہوتا ہے۔ یہ بلوری چمک کا ہوتا ہے اور زمرد کی کان کا ادنیٰ پتھر ہے۔ قیمت میں زمرد سے کم ہے۔ حضرت امام علی ابنِ موسیٰ رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ انگوٹھی زبرجد کی فقیری اور درویشی کو تونگری سے تبدیل کر دیتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس پتھر کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ حکمائے سابقین کے خیال کے بموجب مفرح ہے اور جِلا کرتا ہے۔ دافع

عسر البول ہے اور مرض جذام کو دفع کرتا ہے۔

اس کی انگوٹھی آنکھ و نظر کے لئے مفید ہے۔ طبّی طریقہ میں مرض کھانسی میں فائدہ رساں ہے۔ دمہ کو دفع کرتا ہے۔ پتھری توڑ کر نکالتا ہے۔ سر کہ میں گھِس کر داد کی جگہ لگانے سے شفا ہوتی ہے۔ گلے میں مثل لاکٹ استعمال کرنے سے قوّتِ باہ بڑھ جاتی ہے، اور مرگی کے دورے نہیں پڑتے۔ مزاج میں سخاوت پیدا ہوتی ہے اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ زبرجد پہ اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو اندھا ہو جاتا ہے۔

حاملہ عورت کے ہاتھ میں ہونے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ پتّھر بُرے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے مشکلات سے نجات اور دماغی الجھنیں دفع کرتا ہے۔ اس کا منجن دانتوں کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔ زبرجد مصیبتوں اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے، اور امراض کہنہ سے نجات دلاتا ہے۔ اکثر تانبہ کی کان سے بھی دستیاب ہوتا ہے۔

پاکستان، مصر، اسکاٹ لینڈ، امریکہ اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔

زمرّد

تمام سبز رنگ کے پتھروں میں افضل ہے مشہور چمکدار اور قیمتی ہے۔ ہندی میں اس کو پنّا، سنسکرت میں مرکت، انگریزی میں امرلڈ (EMERALD) مزید مختلف زبانوں میں لُوک، سیاک، اور سمرالڈ کہتے ہیں۔ سبز رنگ، حضرت امام حسن علیہ السّلام سے منسوب ہے۔ حکیم افلاطون نے لکھا ہے کہ سبز رنگ کا زمرّد استعمال کرنے والا دشمن پر فتح پاتا ہے اور دردِ جگر سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ پتّھر جواہرات

میں شامل ہے۔ اس کا استعمال زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ مولوی فیض الدین احمد نے ۱۹۰۶ء میں اپنی کتاب میں اس کو مختلف اقسام میں اس کے رنگ اور ڈھنگ کے اصول سے تقسیم کیا۔ مثلاً ذہابی، سنہری مائل، سبز رنگ، دھانی، زردی مائل، سبز رنگ کاہی، سیاہی مائل، صابونی، سفیدی مائل، زنجاری، مشل ہری مرچ، ریحانی۔ گلِ ریحاں کی طرح سبز رنگ، سعیدی۔ ہلکا رنگ اس میں چیر، غلط لکیریں، دھند بے رونق ہوتا ہے جالا، بدرنگ، پھیکا پن عیب اور معیار میں کم ہوتا ہے۔ اس کا دن رات یکساں رنگ رہتا ہے۔

اس کی انگوٹھی غم و غصہ اور موتیابند و آنکھ کا جالا دفع کرتی ہے۔ اس کا رنگ آنکھ کی بصارت بڑھاتا ہے۔ مزاج میں خوشی، محبت اور وفاداری پیدا ہوتی ہے سخاوت و ملنساری پیدا کرتا ہے۔ دل کے امراض میں مفید ہے معدہ میں قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ جگر کے مرض کو دفع کرتا ہے۔ یہ پتھر آفت اور سخت مصیبت کے وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اس کے نگینہ کو اگر زبان کے نیچے رکھا جائے تو مزاج میں درویش جیسی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی انگوٹھی خونی اسہال اور مرضِ سل کو دفع کرتی ہے۔ اور مشکل کام میں آسانی پیدا ہوتی ہے اس پتھر کو سر میں باندھنے سے دردِ سر جاتا رہتا ہے۔

احمد بن محمدؒ ابن ابی نصیر جنؒ کو خدمات مخصوص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابنِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حاصل تھی۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ انگوٹھی زمرد ہر مشکل کو آسان کرتی ہے۔ ایسا ہی حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس پتھر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ "انگشتری زمرد متوحش خواب سے محفوظ رکھتی ہے اور دشمنوں کو زیر کرتی ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکنے کے لئے انتظام کیا گیا تو پروردگار عالم نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ زمرد کی انگشتری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھیجی تھی جس پر یہ کندہ تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللہِ۔ اَسْنَدْتُ ظَھْرِیْ اِلَی اللہِ۔ حَسْبِیَ اللہُ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ انگشتری استعمال کی اور آگ بحکم خدا سرد ہو کر گلزار میں تبدیل ہو گئی۔

اس پتھر کو قریب زمانہ وضع حمل عورت کی ران میں باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ مرض اختلاج میں مفید ہے۔ یہ نگینہ روح کو تقویت دیتا ہے۔ مقوی معدہ ہے۔ شہرت دیتا اور نامور بناتا ہے۔ پریشانی دور کرتا ہے معاون عقلمندی ہے۔ بقول حکمار سابقین زمرد کا نگینہ مرض طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔

کتب قدیمہ میں نقش نگینہ زمرد اس طور پر تحریر ہے:۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔

یَا اَلْمُلْكُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ"

جس زمرد پر کلمات مندرجہ بالا کندہ ہوں، اس کی انگوٹھی با طہارت پہنے اور نجس مقام پر پہن کر نہ جائے۔ انگوٹھی پہننے والے کو سکونِ قلب ہوتا ہے۔ بصارت کے لئے فائدہ رساں ہے۔ سیر و تفریح کے طور پر مزاج میں خوشی' بشاشی پیدا کرتا ہے۔ جسم کے رعشہ میں بھی مفید ہے۔

یہ پتھر نبض کی حرکت تیز کرتا ہے۔ اس کا کشتہ مقوی جگر ہے۔

زمرد میں نیلم سے سوراخ کیا جا سکتا ہے، اس میں گرمی پہنچانے سے برقی طاقت بڑھتی ہے۔ چار رتی کا وزنی زود اثر رہتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں یہ پتھر بازو بند میں استعمال کیا جاتا تھا! اور عبادت گاہوں کے مجسموں و دیوتاؤں میں کافی جڑے ہوئے تھے۔

یہ پتھر گائے کے دودھ سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس میں قدرتی طور پر دھاریاں ہوتی ہیں، جو سرے کی سطح سے متوازی ہوتی ہیں۔ یہ اکثر نگینہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہیں بعض اوقات اس پتھر کے لئے کسوٹی کا کام دیتی ہیں۔

اچھا اور عمدہ زمرد رنگ میں مثل طوطے کے پر اور بالکل ہری گھاس کے مانند ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر کے متعلق عام خیال تھا کہ اگر کوئی شخص عہد شکنی کرے تو زمرد اس کے ہاتھ میں اپنا رنگ تبدیل کر لیا کرتا تھا۔ سکندر اعظم سے پہلے مصر کے علاقہ میں "سعیدی" رنگ کا زمرد دستیاب ہوا تھا سیوطی کا پادری ۶۴۰ء میں لکھتا ہے کہ تمام سبز پتھروں میں زمرد افضل ہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں مسٹر سلیس نے بھی زمرد کی بڑی تعریف کی ہے۔ اس پتھر میں شگاف، غلط لکیر، پرت، مکڑی کے جالے کی طرح سطح پر ہونا عیب میں شامل ہے۔ پرانا زمرد نئے زمرد سے سخت ہوتا ہے۔ اس پتھر کا کشتہ مرض ذیابیطس کے لئے مفید ہے لیکن استعمال میں تجربہ کار طبیب سے مشورہ کی ضرورت ہے چونکہ اس کا کشتہ زہر کی تاثیر رکھتا ہے۔

لندن کے البرٹ عجائب خانہ کے شعبۂ ہند میں ایک زمرد کا پیالہ ہے، اس پر جو نقش و نگار ہیں وہ ہندوستان کے بہترین نقش و نگار تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ پیالہ سات انچ چوڑا ہے۔ اس کا دستہ بہت نازک اور خوبصورت طرز میں ہے، اس پر بھی نقش و نگار ہیں۔ ان نقوش میں ایک تحریر ہے جو اس پیالہ کو شہنشاہ شاہجہاں کی ملکیت ظاہر کرتی ہے۔ یہ شاہ جہاں کے ۳۱ ویں

سال جلوس ۱۶۵۷ء میں ان کی ملکیت میں آیا تھا۔ اس پیالہ کو عجائب خانہ نے آٹھ ہزار چھ سو پچاس اسٹرلنگ میں لندن کی مشہور نیلام کرنے والی کمپنی سے خریدا تھا۔ دُنیا میں سب سے زیادہ کولمبیا میں دستیاب ہے۔ سوات (پاکستان) کے زمرّد کی خاص خوبی یہ ہے کہ ان کے چھوٹے چھوٹے نگ بھی دلکش اور گہرے انتہائی سبز رنگ میں پوری آب وتاب وچمک قائم رکھتے ہیں۔

دُنیا کا مشہور اور قیمتی زمرّد برطانیہ کے ڈیوک آف ڈیون شائر کے پاس ہے اس زمرّد کا وزن ۱۳۵۰ قیراط ہے۔ جارج سوئم کی تاج پوشی کے وقت جب تاج سر پر رکھا گیا تو تاج سے ایک بڑا قیمتی زمرّد گر گیا اس بدشگونی سے برطانیہ پر زوال آیا۔

یہ جواہر روس، کولمبیا، آسٹریلیا اور پاکستان میں سوات، منگورہ، فہمند ایجنسی، چترال اور قبائلی علاقہ میں عمدہ پایا جاتا ہے۔

سُنہلا

اس کو انگریزی میں (SUNEHLA) کہتے ہیں۔ یہ چمکدار سُنہری، گولڈن اور پیلے رنگ کا خوبصورت پتھر ہے۔ یہ رنگین بلور کی اعلیٰ قسم ہے۔ افعال وخواص و اثرات میں پکھراج سے معمولی طرز میں مشابہ ہے۔ اس کی قیمت پکھراج سے کم ہوتی ہے۔ سُنہلا، کٹیلا، دھنیلا ان کی ماہیت ایک ہے۔ صرف رنگ میں فرق رہتا ہے جس کی وجہ سے اثرات جُداگانہ ہیں۔ خوشنما ہونے کی وجہ سے زیادہ تر زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عمدہ سُنہلا برازیل، سیلون میں دستیاب ہے۔

سنگِ تسہیل ولادت

یہ پتھر (پرندہ) گدھ کے آشیانے سے ملتا ہے۔ گدھ کی مادہ جب انڈا دینے

پر ہوتی ہے تو نر گدھ ایک قسم کا پتھر آشیانہ میں لاتا ہے۔ اس سے یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ پتھر اگر حاملہ عورت کی ران میں باندھ دیا جائے تو وضع حمل میں آسانی ہوگی۔ اس خاص صفت کی وجہ سے اس کا نام سنگ تسہیل ولادت ہے۔

سنگِ خطاطیف

عربی میں حجر الخطاطیف، خطاف عربی میں ابابیل کو کہتے ہیں۔ یہ پرندہ اپنے آشیانے میں دو قسم کے پتھر رکھتا ہے۔ ان دونوں پتھروں کا رنگ سرخ اور سفید ہوتا ہے۔ اس پتھر کو حجر العصفور بھی کہتے ہیں۔

سفید پتھر مرگی کے مریض کے گلے میں مثل لاکٹ ڈالنے سے اس مرض کا دورہ نہیں پڑتا۔ قوتِ باہ میں معاون ہے اور دافع یرقان بھی ہے۔ چشم بد کو دور کرتا ہے۔

سرخ پتھر بچے کے سرہانے رکھنے سے بچہ ڈر اور خوف سے محفوظ رہتا ہے۔

سنگ خطاطیف کے لئے مشہور ہے کہ ابابیل کے گھونسلے سے یہ پتھر حاصل کرنے کے لئے اس پرندے کے بچوں کو زرد رنگ میں رنگ کر گھونسلے میں رکھ دیا جاتا ہے تو ابابیل اس پتھر کو تلاش کرکے اپنے گھونسلے میں لاکر رکھ دیتی ہے، تاکہ اس کے بچوں کا مرضِ یرقان (پیلیا) جاتا رہے۔

قدرت نے اس پتھر میں یہ خاص صفت رکھی ہے کہ مرضِ یرقان دفع کرتا ہے۔

سنگِ مقصود

یہ نیم چمکدار پتھر ہے۔ اس کے دانے بنا کر تسبیح تیار کی جاتی ہے۔ قندھار (افغانستان) میں اچھا دستیاب ہے۔

سنگِ مریم

یہ غیر شفاف مٹیالے اور گلابی رنگ کا انتہائی نرم پتھر ہے۔ اس میں سیاہ رنگ کی لکیریں مثل جھاڑی کے دکھائی دیتی ہیں۔ درد زہ، وضع حمل میں آسانی کے لیئے عورت کے بازو میں باندھنا فائدہ رساں ہے۔ اس کی انگوٹھی بواسیر کو دفع کرتی ہے۔ سمندر کے کناروں سے دستیاب ہوتا ہے۔

سنگِ سرِ ماہی

یہ پتھر ایک خاص قسم کی مچھلی کے سر سے جس کا نام "پتھر چٹا" ہے، حاصل ہوتا ہے۔ اسے عربی میں حجر الاسمک کہتے ہیں۔ بڑی مچھلی سے بڑا اور چھوٹی مچھلی سے چھوٹا پتھر حاصل ہوتا ہے۔ اس پتھر کا مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک ہے۔ یہ پتھر سنگِ مثانہ اور سنگِ گردہ میں مفید ہے۔ سنگ گردہ و مثانہ کو توڑ کر خارج کر دیتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے۔ بچوں کے مرض پسلی چلنے (نمونیا) میں مفید ہے۔ یہ پتھر مچھلی کے سر میں سے چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کی صورت میں بھی ملتا ہے۔

سنگِ قبطی

اس پتھر کا رنگ سبزی مائل اور نرم بھر بھرا ہوتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں یہ پتھر مواد پیدا ہونے نہیں دیتا۔ جاری خون بند کر کے زخم بھر دیتا ہے۔ مرضِ سل میں بھی مفید ہے۔ امراضِ چشم کو دفع کرتا ہے۔

پانی میں پیس کر قدرے کھانا پرانی کھانسی اور مرض دمہ میں نافع ہے۔ درد مثانہ میں بھی سکون دیتا ہے۔ یہ پتّھر مصر میں ہوتا ہے۔

سنگِ مثانہ

یہ پتّھر آدمی کے مثانہ میں ہوتا ہے۔ گردے میں بھی پایا جاتا ہے۔ عربی میں حجر المثانہ کہتے ہیں اس کا مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔

طبّی طریقہ کار میں باریک پیس کر آنکھ میں لگانے سے جالا کاٹ کر اچھا کرتا ہے۔ اس پتّھر کو باریک پیس کر پینا گردہ کے پتّھر کو نکال دیتا ہے۔ سنگِ مثانہ پر اثر نہیں کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پتّھر تقریباً دس اقسام پر مبنی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اگر آدمی مقررہ مقدار میں پانی پیئے جس سے پیشاب آئے تو پتھری کے امکان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ماہر معدنیات کیمیائی تجربہ گاہ میں اس پتھر کے بنیادی اجزاء کا مطالعہ کر رہے ہیں کہ جسم میں اس کی بناوٹ کیونکر وجود میں آتی ہے تاکہ ان چیزوں کا استعمال ترک کرا دیا جائے۔

سنگِ چقماق

فارسی میں سنگ آتش، عربی میں حجر النار ہندی میں چھیکہ، انگریزی میں فلنٹ (FLINT) اور کیورسٹز بھی کہتے ہیں سخت قسم کا پتھر ہے۔ یہ سنگریزوں کی طرح دستیاب ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پتّھر پر لوہا مار کر آگ پیدا کرتے تھے۔ اس کا رنگ بھورا، سیاہ، سُرخ اور خاکی ہوتا ہے۔ وزن میں بھی بھاری ہوتا ہے۔ مزہ اور ذائقہ پھیکا، طبیعت میں سرد اور خشک ہے طبّی طریقہ کار

میں اس کا سفوف کنٹھ مالا پر چھڑکنے سے زخم خشک کرتا ہے۔ اس کا ٹکڑا ایک کپڑے میں باندھ کر حاملہ عورت کی ران میں باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ بعد ولادت فوراً اس پتھر کو ران سے کھول دینا چاہیئے۔ ورنہ خاص رطوبت خارج ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ قدیم ترین پتھر ہے۔ اس کو لوگوں نے ۵...... قبل مسیح دریافت کیا تھا۔ اس پتھر نے زمانہ قدیم کے لوگوں کی زندگی میں بہت ساتھ دیا ہے۔ برطانیہ کے ایک نئے عجائب گھر میں ڈھائی لاکھ سال قدیم چقماق ہے جس سے زمانہ قدیم میں آگ حاصل کی جاتی تھی۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں تقریباً پانچ ہزار سال قدیم چقماق محفوظ ہے اس سے پتھر کے زمانہ میں آگ پیدا کی جاتی تھی۔ چقماق کھریا کی تہوں میں پایا جاتا ہے۔ عمدہ قسم کا چقماق ڈنمارک میں دستیاب ہے۔

سونا مکھی

فارسی میں مرقشیشائی، حجر نشانی، عربی میں حجر النور، سنسکرت میں سورن ماکشی کہتے ہیں۔

یہ معدنی پتھر ہے اور یہ دھات اور پتھر کا مجموعہ ہے۔ اس کا رنگ نیلا، بعض پر سنہری رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ طبی طریقہ کار میں ورم پر لیپ کرنے سے اس کو تحلیل کرتا ہے۔ جسم میں حرارت پیدا کرتا ہے۔ بچوں کے گلے میں لٹکانے سے خواب میں ڈرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھ کی نظر کو تیز کرتا ہے۔ طبی طریقے کار سے پھوڑے کا مواد صاف کرکے زخم بھرتا ہے۔ ہڑتال کے ساتھ اس کا مرہم بدگوشت میں مفید ہے۔

سرکہ کے ساتھ اس کا لیپ مرض برص میں اکسیر ہے۔ غشی میں نافع ہے۔

بالوں کو سرخ، باریک اور گھونگر والے بنا دیتا ہے۔ اس پتھر سے لعل اور یاقوت کے نگینوں پر جلا دی جائے تو چمک اور آب تیز ہو جاتی ہے۔ یہ پتھر چین میں پایا جاتا ہے۔

سنگِ لحا غیطوس

یہ پتھر سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اس کی شناخت یہ ہے کہ اس میں کیچڑ کی خوشبو آتی ہے۔ خشک قسم کا پتھر ہے۔ مرگی کے مریض کو گلے میں مثل لاکٹ پہنانے سے مرض دفع کرتا ہے اور دورے نہیں پڑتے۔ جہاں یہ پتھر ہوتا ہے وہاں خطرناک چھوٹے کیڑے مکوڑے نہیں آتے۔ طبی طریقہ کار میں زخموں کو اچھا کرتا ہے۔

سنگِ مار مہرہ یا مہرہ مار

اس کو حجر الحیہ اور فادزہر بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سبز و سیاہی مائل اور بعض سانپ کے سر کے پچھلے حصے کی طرف سے دستیاب ہوتا ہے یہ نرم رہتا ہے لیکن ہوا لگتے ہی خشک اور سخت ہو جاتا ہے اس پتھر کی ایک اور قسم ہے۔ یہ زبرجد کی کان سے نکلتا ہے۔ یہ پتھر مثل ریڑھ کی ہڈی کے ہوتا ہے اس میں قدرت نے یہ خاص صفت دی ہے کہ سانپ کے کاٹے ہوئے مقام پر اس پتھر کو پانی یا دودھ میں گھس کر لگانے سے یہ چپک جاتا ہے، اور سارے زہر کو چوس لیتا ہے۔ لیکن جالینوس نے اس پتھر کے لئے لکھا ہے کہ اس میں ایک طرح کا زہر ہوتا ہے۔ گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے دافع نسیان ہے۔

سنگِ عنبری

اس پتھر پر سیاہ، سفید اور زرد نقطے سے معلوم ہوتے ہیں مثل عنبر کے خوشبو آتی ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر کو تراش کر خوبصورت برتن بنائے جاتے تھے یہ انتہائی خوشبودار ہوتے تھے۔ اس کے برتن میں کھانے سے سوداوی مرض نہیں ہوتا۔ زمانہ شاہی کے بادشاہ اس پتھر پر خاص توجہ اور نظر رکھتے تھے۔ سفید سنگِ عنبری کے برتن شاہی دستر خوان کی زینت رہے ہیں۔ پستی رنگ کا یہ پتھر خوبصورت ہوتا ہے۔

سنگِ بصری

فارسی میں سنگِ برم، عربی میں حجر الکحل توتیائی کرمانی اور سنسکرت میں کھریم کہتے ہیں، ذائقہ سرد و خشک۔ طبی طریقہ کار میں یہ زیادہ مقدار میں زہر کا اثر کرتا ہے۔ کم مقدار میں مقوی اعصاب، قابض، دافع تشنگی اور معدہ سے استفراغ کے ذریعے زہر نکالتا ہے، آنکھ کو درست رکھتا ہے۔ ناک، پیڑو اور بواسیر کے زخم بھرتا ہے۔ تپ لرزہ دفع کرتا ہے، اس پتھر کو روح توتیا بھی کہتے ہیں۔ ایران میں سیسہ کی کان سے اور بصرہ میں زیادہ دستیاب ہوتا ہے۔

سنگِ راسخ

یہ پتھر تانبہ کی کان سے نکلتا ہے۔ زہر ہے طبی طریقہ کار میں خضاب کا جزو ہے۔ نسخہ خضاب:۔ مازو چار حصہ۔ سنگِ راسخ دو حصے، پھٹکری نصف حصہ،

نوشادر ایک حصہ۔

طریقہ:۔ اس پتھر کی ریت آگ میں گرم کر کے اس میں مازو بھونیں مگر سیاہ نہ ہونے پائے۔ بقیہ جملہ ادویات کو پیس کر باریک کرلیں، پھر لوہے کے برتن میں ڈال کر لوہے کے دستے سے رگڑیں تاکہ سب باریک اور یک جا ہو جائیں۔

بالوں کو پہلے آملہ کے جوشاندہ سے دھوئیں۔ پھر خضاب لگائیں۔ دو گھڑی بعد خضاب دھو کر روغن چنبیلی لگائیں۔ بال بالکل سیاہ ہوں گے۔ نہایت عمدہ خضاب کا نسخہ ہے۔ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

سنگِ ارمیون

یہ عجیب لچسپ پانچ گوشہ پتھر ہے۔ اس کا رنگ سفید اور کبودی مائل آسمانی ہوتا ہے اگر اس کے سینکڑوں ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو اس کا ہر ٹکڑا مخمس رہتا ہے۔ یہ پتھر خود بھی مخمس ہوتا ہے۔ اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے سے عزت ووقار بلند ہوتا ہے اور حکام کی نگاہوں میں عزیز رہتا ہے۔ ایک دوسری قسم اس پتھر کی سبز نقطہ دار ہوتی ہے اس کو کسی عورت کے نام پر گھس کر مثل سرمہ آنکھ میں لگا کر اس کے سامنے جانے سے محبت بڑھتی ہے، اور اس کا سرمہ آنکھ کی روشنی تیز کرتا ہے۔ یہ روم کے پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔

سنگِ طارِ دالنوّم

نہایت سخت قسم کا پتھر ہے اس کا رنگ سفید کچھ سیاہی مائل اور مثل طحال کے رنگ کا چمکدار ہوتا ہے۔ بھاری سے بھاری ضرب اور چوٹ

سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ سورج کی روشنی میں دیکھا جائے تو دھواں سا نکلتا معلوم ہوتا ہے، اور شب میں دیکھنے سے روشنی کی کرنیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے یا یہ پتھر پاس رکھنے سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ اس پتھر کو انگلی یا جسم سے علیحدہ کرنے پر بھی چند روز تک اس کا اثر رہتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے اس پتھر کو گھس کر جذامی کی ناک میں آٹھ جو کے برابر اس کے قطرات ٹپکانے سے مرض دفع ہوتا ہے زمانہ قدیم میں صوفی اور درویشوں کے زیب تن رہا ہے۔

سنگِ سلیس

یہ پتھر بہت ہلکا ہوتا ہے۔ اس میں چھلنی کی طرح بہت باریک سوراخ ہوتے ہیں اس پتھر کو پاس رکھنے یا اس کی انگوٹھی استعمال کرنے سے دشمن اور مخالف زیر رہتے ہیں۔

سنگِ مراد

یونانی زبان میں اس پتھر کو سردطالیس کہتے ہیں۔ یہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ حکماء سابقین کی تحقیق کے مطابق جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو یہ پتھر فضا میں زمین سے کچھ اوپر اچھلتا ہے زمانہ قدیم میں لوگ اس کو اڑنے والا پتھر کہا کرتے تھے ارسطو کا اس پتھر سے متعلق کہنا ہے کہ اس سے شیاطین کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے درویش اور جادوگر اس کو خاص طور پر اپنے پاس رکھتے تھے لیکن کمیاب ہے۔ ہندوستان کے دکنی پہاڑی حصے سے دستیاب ہے۔

سنگِ سلیمانی

اس کو سنگِ سلیمانہ بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت میں پالنگ انگریزی میں (AGATE) عربی میں حجرِ سلیمانی کہتے ہیں۔ یہ بہت قدیم پتّھر ہے۔ عقیق کی کان سے دستیاب ہوتا ہے اور از قسم دو رنگا عقیق ہے۔ سفید، سیاہ، سُرخ پیلا، مختلف رنگ کا ہوتا ہے۔ اکثر اس میں دودھیا، بھوری، سیاہ، سفید اور مختلف رنگ کی دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔ بعض عقیق سلیمانی مثل آنکھ اور چاند کی طرح ہوتے ہیں اس میں قوس قزاح کے رنگ بھی ملتے ہیں۔ قدیم کتب میں اس کو شوُہام لکھا گیا ہے۔ سنگ سلیمانہ پر رنگ اچھّا چڑھتا ہے۔ چونکہ اس میں رطوبت جلد جذب کر لینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مزاج اور طبیعت اس کی گرم وخشک ہے۔ طبّی طریقہ میں خشکی بہت کرتا ہے۔ جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ دافع لقوہ و یرقان اور ام صبیان ہے۔ بچّے کے گلے میں ڈالنے سے خراب رطوبت جاری کرتا ہے۔

پاس رکھنے سے غم و غصّہ پیدا کرتا ہے۔ اس سے اکثر خوفناک اور ڈراونے خواب بھی دکھائی دیتے ہیں طبّی طریقہ کار میں آنکھ میں لگانے سے موتیا بند و جالے کو کاٹتا ہے۔ زخم پر چھڑکنے سے خراب گوشت کاٹتا ہے اور زخم بھرتا ہے۔ بالوں میں باندھنے سے دردِ زہ میں کمی ہوکر وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔

اس کی انگوٹھی جس کا نگینہ سیاہ وسفید ہو یا اس پتّھر کو پاس رکھنے سے عزّت میں اضافہ ہوتا ہے۔ محفل میں بزرگی اور حاکم وقت مہربان ہوتا ہے اس کا پہننا دافع یرقان ہے۔ اور حاکمِ وقت کو مسخر کرتا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بوساطت اپنے آبائے کرام ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت امیر علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ ایک روز رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ جزع یمانی کی انگوٹھی پہنے دولت سرا سے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے انگوٹھی مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس انگوٹھی کو پہن کر نماز پڑھے اس کی نماز ستر نمازوں سے افضل ہے۔

یہ نگینہ تسبیح پڑھتا اور استغفار کرتا ہے جس کا ثواب انگوٹھی پہننے والے کے حق میں دیا جاتا ہے۔ اس پتھر کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام سے دیجاتی ہے۔ اس کا مالا صوفی و درویش استعمال میں رکھتے ہیں۔

بعض کتب میں سیاہی وسفیدی مائل پتھر کی بہت تعریف لکھی ہے۔ عرف عام میں لوگ کئی رنگ کا سلیمانیہ بہتر سمجھتے ہیں۔ اس نگینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ڈھائی سفید لکیریں اندرون نگینہ ظاہر ہوں وہ زود اثر ہوتا ہے لیکن کوئی حدیث یا تجربہ اس قسم کا دستیاب نہیں ہوا۔

زمانہ شاہی میں سنگ سلیمانی کے پیالے، تسبیح کے دانے اور چاقو کے دستے بھی بنتے تھے۔ اس پتھر کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ میرزا افضل حسین قزلباش خلف میرزا ذاکر حسین مرحوم العروف ثاقب لکھنوی (بڑے داماد) کو شادی کے موقع پر سنگ سلیمانی کا ایک نادر و نایاب قلم (ہولڈر) دیا تھا۔ اس کی نب سونے کی پتھر سفید، گلابی اور زرد خوبصورت لہردار تھا موصوف کا انتقال مورخہ ۴ جولائی ۱۹۷۷ء بمقام دستگیر سوسائٹی ہوا۔ جنت البقیع کراچی میں سپرد خاک کئے گئے۔

اسی قسم کا عقیق سلیمانی کا دوسرا ہولڈر راقم الحروف کے پاس محفوظ

تھا۔ یہ نادر قلم لکھنؤ سے براستہ بمبئی کراچی آتے ہوتے سفر میں کہیں ضائع ہو گیا قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں سلیمانی عقیق کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ٹیکسلا سے دستیاب ہوا ہے۔ دو ہزار سال قدیم ہے۔ دوسرا ہار جس میں نسبتاً ملے والے ہیں۔ موہنجوداڑو سندھ سے ملا۔ یہ عقیق سلیمانی کا ہار تقریباً پانچ ہزار سال پرانا ہے۔ بھارت، مصر، عرب اور روس میں پایا جاتا ہے۔ اکثر دریاؤں کی تہوں سے بھی دستیاب ہے۔

سنگِ سریون

اس کا رنگ زرد، سرخ، سبز اور سیاہ ہوتا ہے۔ جس پتھر میں یہ چاروں رنگ اکٹھا ہوں وہ عمدہ مانا گیا ہے۔ سونا، چاندی اور تانبے کی کانوں سے دستیاب ہوتا ہے۔ معدنیات کے بخارات سے یہ پتھر وجود میں آتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے اس پتھر سات جَو کے برابر وزن میں گھس کر دو رنگ والا مرغ کے پتّے کے پانی میں گھول کر کج شدہ ہڈی کی جگہ مالش کرنے سے ہڈی صحیح ہو جاتی ہے۔ اسی پتھر کو سات جَو کے برابر پیس کر پارہ کے کشتہ میں ملا کر تانبہ پر ڈالنے سے تانبہ سفید مثل چاندی کے ہو جاتا ہے۔

سنگِ ستارہ

اس کو سنسکرت میں سورنا مکھی انگریزی میں چیری سو پراس (CHRYSOPRASE) اور مختلف زبانوں میں سُورنا گلی، کرسیو پر ہسرن سٹین کہتے ہیں۔

یہ بھورے اور براؤن رنگ کا خوشنما اور ریشمی چمکدار پتھر ہے۔ اس میں بہت چھوٹے چھوٹے ذرات ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ اس کا سنہرا رنگ معرفتِ الٰہی پیدا کرتا ہے۔ اس کے افعال و خواص لہسنیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ سنگِ ستارہ کو گھسنے سے اس میں برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں چاندی اور سونے کی ڈبیوں کے خوبصورت ڈھکنے تیار ہوتے تھے۔ یہ پتھر جاپان میں عمدہ پایا جاتا ہے۔

سنگِ سیاہ

عربی میں حجرالحبش کہتے ہیں یہ سیاہ، بھورا اور قدرے زردی مائل بھی ہوتا ہے بچوں کے گلے میں بطور لاکٹ استعمال کرانے سے بچہ نظر بد سے محفوظ رہتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں آنکھ کے ورم اور درد چشم میں نافع ہے۔

سنگِ کُرنڈ

فارسی میں سنبادہ، مختلف زبانوں میں کارنڈم، کورنڈ اور عربی میں نیاوج، سنسکرت میں کروی کہتے ہیں۔ سیاہ و سفید رنگ کا نرم پتھر ہے۔ سرخ رنگ کا بہت کم ملتا ہے۔ مزہ پھیکا، سرد و خشک۔ طبی طریقہ کار میں اس کا لیپ ورم دُور کرتا ہے۔ اس کا منجن دانت صاف کرتا ہے مسوڑھے مضبوط کرتا ہے۔ ہمراہ سفیدی بیضۂ مرغ جلے ہوئے پر لگانے سے اچھا کرتا ہے۔ ہمراہ موم دافع بواسیر ہے۔ اس کی راکھ خون بند کرتی ہے لیکن اس کو کھانا سخت نقصان دہ ہے زہر ہے، اعصاب کے لئے نقصان رساں ہے۔

سنگِ مرمر

عربی میں حجر الابیض اور انگریزی میں ماربل (MARBLE) اور کیمیائی نام کیلشیم کاربونیٹ ہے۔ غالباً اسی کو حجر النبی کہتے ہیں مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک ہے طبی طریقۂ کار میں مقوی اعضائے رئیسہ ہے! اور پیشاب کھل کر لاتا ہے۔ دافع حیضہ ہے۔ یہ پتھر ہر قسم کے غم کو دفع کرتا ہے۔ مارگزیدہ کے مقام پر رکھنے سے زہر چوس لیتا ہے اس کا منجن دانتوں کے جملہ امراض میں مُفید ہے۔ زعفران اور کشنیز سبز (دھنیے کے سبز پتے) کے پانی کے ساتھ ملا کر گرم لیپ کرنے سے ورم تحلیل کرتا ہے۔ ہمراہ گلاب دافع طاعون ہے۔ سنگِ مرمر کا ایک ٹکڑا جس پر کسی کے انتقال کی تاریخ تحریر ہو عشق و محبت ختم کرنے کی نیت سے اس پتھر کو دھو کر اس کا پانی بہ نیت جُدائی عاشق کو پلائیں نہایت جلد اثر ہوتا ہے یہ عمل چاند کی مخصوص تاریخوں میں زود اثر رہتا ہے۔ یہ پتھر پانی میں مکمل حل نہیں ہوتا عمارتیں سڑکیں، چونا، شیشہ اور سوڈا وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آفتاب کی تیز کرنوں سے بھی گرم نہیں ہوتا۔ پہلے رنگین پتھر کمیاب تھا۔

اس کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اس پتھر میں آرٹ کا کام خاص طور پر مصر کی قدیم مساجد میں نظر آئے گا۔ مصریوں نے سنگِ مرمر پر رنگین پتھروں سے جو نقش و نگار کئے ہیں وہ نایاب زمانہ ہیں۔ مشتری دیوتا کا ایک عمدہ مجسّمہ سنگِ مرمر، سونا اور ہاتھی دانت سے ۴۳۰ قبل مسیح اولمپیا کے میدان میں تعمیر کیا گیا۔ خانہ کعبہ کا فرش سنگِ مرمر کا ہے۔ ایک منبر مقام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قریب رکھا ہے۔ یہ سنگِ مرمر سے فنی آرٹ کا بہترین

نمونہ ہے۔ اس پتھر پر پانی اور کسی قسم کی ہوا کا اثر نہیں ہوتا۔ کراچی میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قبر کے تعویذ کے اطراف میں سنگِ مرمر کی خوبصورت جالیاں نصب کی گئی ہیں۔

جناب رضا حسین المعروف علامہ رشید ترابی کی قبر واقع امام بارگاہ سجادیہ نارتھ ناظم آباد کراچی پر سفید سنگِ مرمر کا ترشہ ہوا پھولدار بہ طرز رومال بنایا گیا ہے۔ یہ آرٹ کا بہترین نمونہ ہے۔ سنگِ مرمر پر نمک رگڑ کر پانی سے ڈھو ڈالیں تو بالکل شفاف و آبدار ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ضلع مردان، کوئٹہ اور راجستھان (بھارت) میں عمدہ دستیاب ہے۔

سنگِ موسیٰؑ

ایک قسم کا سیاہ پتھر ہے۔ سورج کی کرنوں کو جذب کر لیتا ہے۔ یہ زمانہ قدیم کی مشہور عمارتوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اثرات اور افعال و خواص کسی حد تک سنگِ مرمر سے ملتے ہیں۔

بعض مقامات پر یہ پتھر فرش میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ پتھر بھارت میں دستیاب ہے۔

سنگِ شجر

اس کو شجری عقیق بھی کہتے ہیں، یہ بلوری چمک کا آبدار پتھر ہے اس پتھر پر درخت جھاڑیاں، غروب آفتاب و ماہتاب کے نظارے، مختلف جنگلی جانوروں کی تصویریں، سین اور شکلیں فلکی ستاروں کی گردش ظاہر کرتی ہیں۔ یہ قدرتی عکس ہوتے ہیں در اصل

یہ عقیق ہی ہے۔ آفتاب اور اس پتھر کے درمیان ایک وقت اور ساعت ایسی آئی تھی کہ آفتاب کی کرن کے ذریعہ جس چیز کا عکس اس پتھر پر پڑ رہا ہو اس کا فوٹو اس پتھر کے جگر تک میں اتر جاتا ہے۔ یہ پتھر بڑا خوبصورت اور دلچسپ ہوتا ہے۔

اس کے افعال و خواص اور اثرات مثل عقیق یمنی کے ہیں لیکن اختلاف رنگ کی وجہ سے اثرات جداگانہ ہیں۔ اس پتھر میں قدرت نے یہ خاص صفت رکھی ہے کہ کسان کاشت کا کام کرتے وقت اپنے بازو پر باندھے تو پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک نادر و نایاب شجری عقیق جناب جہانگیر مرزا صاحب مرحوم خلف جناب نادر مرزا صاحب (بنگلہ پنج بھیاں لکھنؤ) کے پاس تھا۔ موصوف کا انتقال مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۲ء کو کراچی میں ہوا۔ (برادرِ نسبتی لاولد تھے)۔ اس پتھر میں غروب آفتاب کا منظر اور پہاڑ کے دامن میں سبزی اور اس کے نیچے کا پانی کے ساتھ عکس تھا۔ اس شجری عقیق میں چھ رنگ تھے۔ یہ قابلِ دید شجری بازو بند میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس پتھر کو خوشنا ٹین، تمباکو، الائچی رکھنے کی خوبصورت چاندی کی ڈبیوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ضلع باندہ بھارت کے دریاؤں میں دستیاب ہے۔

عقیق

فارسی میں عقیق، سنسکرت میں ہلیک، اور انگریزی میں کارنیلین (CORNELIAN) اس کے اور مختلف نام اگیٹ، کورز، واگمٹ ہیں۔ سُرخ سفید، زرد، دودھیا، کلیجی رنگ، بھورا رنگ کا چمکدار پتھر ہے۔ بہ نسبت عقیق یمنی کھمباتی عقیق بہتر شمار نہیں ہوتا۔ یہ کھمباتی عقیق بمبئی سے قریب کھمبات

(بھارت) سے مختلف رنگوں اور سائز میں دستیاب ہے یہ بھی اچھے اثرات کا حامل ہے بشرطیکہ صاف اور بہتر ہو لیکن مزاج میں غصہ اور اُمور میں الجھنیں پیدا کرتا ہے عقیق یمنی میں چار رنگ مثل کلیجی (قہوی، جگری) زرد، سفید اور مثل پختہ اینٹ کا افضلیت میں شمار کیے گئے ہیں۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ اس پتھر میں سلیکا، لوہا اور کوارٹرز کی آمیزش ہے۔ مفرح قلب و مقوی نظر ہے۔ گلے میں پہننے سے غم اور غصہ دُور کرتا ہے۔ منہ سے خون آنا اور چوٹ سے خون جاری ہونے کو بند کرتا ہے۔ اس کا شمار مذہبی پتھروں میں کیا جاتا ہے اس کو بزرگانِ دین نے زیادہ اپنایا۔ صوفیا کرام، درویش اور جوگی اپنے استعمال میں زیادہ رکھتے ہیں۔ یہ انتہائی قدیم پتھر ہے بارہ سو قبل مسیح سے استعمال میں آرہا ہے سب سے اعلیٰ اور بہتر عقیق یمنی ہے۔ یہ پتھر شعاعیں اخذ کر کے صاحبِ انگشتری کے جسم میں منتقل کرتا ہے اس کی ریز (عکس) جسم میں بہت جلد سرایت کرتی ہیں صحت و تندرستی کے لئے اچھے اثرات رکھتا ہے۔

اس کی انگوٹھی عصمت و شہادت کی طرف طبیعت کو راغب کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم ۔۔۔ ہیانہ طرز کے حضرات اس پتھر کا مالا استعمال کیا کرتے تھے۔ اس کے نگینے کی انگوٹھی مزاج میں چڑچڑے پن کو دفع کرتی ہے۔ دُنیاوی امور کے لئے بڑا معاون نگینہ ہے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اپنے پر عدم اعتماد و غیر مستقل مزاجی اور حوصلہ شکنی جاتی رہتی ہے۔ عقیق کو گلے میں بطریق لاکٹ استعمال کرنے سے اختلاجِ قلب اور دھڑکن دُور ہوتی ہے۔

دافع خفقان ہے۔ کلیجی کے رنگ والے عقیق کی انگوٹھی عورتوں کے زیادتی خون کو روکتی ہے۔ عقیق پر کندہ الفاظ ہمیشہ اپنی اصلی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

عقیق میں جہاں اور بہت سے اثرات ہیں۔ یہ خاص صفت ہے کہ دل سے کینہ و نفاق دُور کرتا ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ اور بہتر عقیقِ یمنی ہے۔ اس کے پہننے سے مزاج میں سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ پتھر شیاطین کے مکرو فریب کو دُور کرتا ہے۔ دشمنوں کو زیر کرتا ہے۔ عقیق بزدلی کو دُور کر کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ سیاہ عقیق بچّے کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے بچّہ نظرِ بد سے محفوظ رہتا ہے۔ یہی عقیق دردِ سر کے لئے مفید ہے۔ بعض عقیق میں ابرک کی طرح پر ہوتے ہیں اور بڑے پتھر میں رگیں نمایاں نظر آتی ہیں۔

طبّی طریقہ کار سے اس کا سُرمہ آنکھ کی بصارت کے لئے مفید ہے اور اس کا منجن پایوریا میں اکسیر ہے۔ لیکن اس کو کھانے سے معدہ میں مختلف قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو شخص کافور و مشک کے ساتھ قدرے چنبیلی کے تیل میں عقیق کو گھس کر ماتھے پر لگا کر حاکم کے سامنے جائے حاکم مہربان ہو۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ مومن کو پانچ چیزیں پاس رکھنا چاہئیں (۱) انگشتری (۲) مسواک (۳) تسبیح (۴) سجادہ (۵) کنگھی۔ عقیق کی تسبیح پھرانے اور ذکرِ خدا کرنے سے بعوض ہر دانے کے چالیس حسنہ اس کے نامۂ اعمال میں از جانب پروردگارِ عالم لکھے جاتے ہیں۔ ارشادِ رسولؐ ہے کہ " العقیق ینفی الفقر " یعنی عقیق پہننا فقیری کو دُور کرتا ہے برکت اور خوشی میں زندگی بسر ہوتی ہے۔ عقیق کے منکوں کا مالا بنا کر پہننے کا رواج بہت قدیم ہے۔ اس سے غم اور غصّہ دفع ہوتا ہے اور پروردگارِ عالم کی طرف عبادت کا رجحان بڑھتا ہے۔ یہ پتھر عبادت گزاروں میں ہمیشہ سے بہت مقبول رہا ہے۔ عقیق کی انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے عہد حضرت خاتم الانبیاؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جاری رہی۔ اس کا پہننا باعث ثواب ہے۔ ارشاد رسول ؐ ہے کہ (فوائد القرآن سن طبع ۱۹۰۳ء) کوئی قیمتی چیز چوری ہو جائے اور کسی شخص پر شک ہو تو انگوٹھی عقیق پر سورۃ زالزال پڑھے۔ ساتھ ہی اس شخص کا نام لے جس پر شبہ ہو۔ اگر اس شخص نے چوری کی ہوگی تو انگوٹھی حرکت میں آجائے گی۔ (خلوص نیت شرط ہے)۔

انتہائی سرخ عقیق حضرت امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے یہی سرخ رنگ کا عقیق قبولیت دعا کا سہارا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جواہرات کے عقیق کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا چالیس درجہ زیادہ شرف رکھتی ہے۔ یہ نگینہ نفاق کو ختم کرتا ہے۔ حدیث میں عقیق زرد اور سفید کے افعال وخواص کی بہت تعریف ہے (حلیۃ المتقین درطبع ۱۳۲۸ھ)

عقیق کی پیدائش کے متعلق حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر عبادت مناجات کر رہے تھے۔ دفعتاً آپ کی نظر زمین پر پڑی۔ قادر مطلق نے حضرت کے روئے مبارک کے نور سے عقیق پیدا کیا اور اپنی ذات کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ جس ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہوگی۔ بشرطیکہ وہ دوستداران علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو، اس ہاتھ کو عذاب آتش جہنم سے محفوظ رکھوں گا۔ یہ نگینہ ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

خوش اعتقاد حضرات میت کے دفن ہوتے وقت مردے کے منہ میں عقیق رکھ دیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے عقیق کی انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی۔ یہ عقیق سرخ رنگ کا تھا۔

کسی پر احسان کر کے جتانا اس کو شرمندہ اور اپنے ظرف کو ظاہر کرنا ہے۔

ارشاد حضرت ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ و آلہ والسّلام ہے کہ میرے لئے بہشت سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام عقیق سُرخ لائے تھے۔ مجھے اس کو پہننے کے لئے کہا تھا اور میری اُمت کو بھی اس کے پہننے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے ایک شخص نے چوروں کی شکایت کی کہ مجھے راستہ میں لُوٹ لیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی کیوں نہیں پہنتا شر سے محفوظ رہے گا، اور فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی اندوہ غم سے محفوظ رکھتی ہے۔ آئمہ معصومینؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ عقیق سفر میں جمیع بلاؤں سے نگہبانی کرتا ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السّلام نے اپنے خادم موسوم بہ صافی سے حالاتِ سفر میں عقیق زرد کی انگوٹھی پہننے کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہن کر عبادت کرنا ثواب عظیم ہے۔

منقول ہے کہ سلیمان اعمش ایک روز منصور عباسی کے گھر بغرض خدمت حاضر تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کو تازیانہ مار کر باہر لایا گیا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے ہاتھ میں انگوٹھی کس نگینہ کی تھی۔ سلیمان اعمش نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ عقیق نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اے سلیمان اعمش اگر عقیق کی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں ہوتی تو یہ شخص ہرگز تازیانے نہ کھاتا۔

سلیمان کہتا ہے کہ میں نے حضرتؑ سے عقیق کے مزید فوائد دریافت کئے تو آں حضرتؑ نے فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی ہاتھ کٹنے سے بچاتی ہے اور قتل ہونے سے امان دیتی ہے۔ قبولیت دُعا کے لئے بہترین نگینہ ہے۔ روزی اور رزق میں بھی یہ پتھر معاون ہے۔

یہ نگینہ فقیر و درویشی سے بے خوف رکھتا ہے۔ اس نگینہ کے متعلق یہی اقوال حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ہیں۔

ارشاد حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام ہے کہ انگشتری عقیق غم و رنج کو دُور کرتی ہے۔

عبد الرحمٰن بن قصیر سے روایت ہے کہ ایک شخص کو بسبب محبت اہل بیت علیہ السلام حاکم وقت نے کسی جرم میں طلب کیا، اتفاقاً اس کا گزر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان کی طرف ہوا حضرت نے کسی شخص کو حکم دیا کہ انگوٹھی عقیق کی اس کے پاس پہنچا دو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کی تاثیر سے اُس شخص کو تکلیف و ضرر نہیں پہنچ سکا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہننے والا زندگی خوش بسر کرتا ہے اور پروردگارِ عالم اس شخص کو آفات سے محفوظ رکھے گا، عقیق حفاظت و نگہبانی کرتا ہے۔

مولانا شیخ بہاؤ الدین محمد علی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ نگینہ عقیق سحر اور جادو کو باطل کرتا ہے۔

حضرت جبرئیلؑ بحکم رب العالمین حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا کہ خداوند عالم بعد تحفۂ درود و سلام فرماتا ہے کہ اے رسولؐ تم انگشتری عقیق دستِ راست میں پہنو اور اپنے پسر عم سے بھی یہی کہہ دو۔

حضرت علی علیہ السلام سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

خود کو کسی اچھے شغل میں مصروف رکھو

ایک پہاڑ ملک یمن میں ہے اس نے اقرار وحدانیت رب العزت، میری رسالت تمہاری اولاد کی امامت کا اعتراف کیاہے۔ تمہارے دوستوں کو بہشت میں اور تمہارے دشمنوں کو جہنم میں داخل ہونے کا مُقر ہوا ہے جس کی وجہ سے قدرت نے اس کے استعمال میں بہت سے فوائد رکھے ہیں۔

عقیق کے نگینہ کی احادیث میں بکثرت فضیلتیں ہیں۔ یہ تمام نگینوں سے افضلیت رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ بشیر نے آپ سے استفسار کیا کہ کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کس واسطے تم عقیق سُرخ وسفید و زرد سے غافل ہو۔

ایک روایت کے مطابق بہشت میں تین پہاڑ ہیں، عقیق سُرخ خانۂ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف ہے۔ عقیق زرد خانۂ حضرت فاطمہ زہرا علیہ السّلام سے اور عقیق سفید خانۂ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مشرف ہے۔ ایک مقام پر پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست داران آل محمدؐ انگوٹھی عقیق کی کسی بھی رنگ کی پہنے۔ سوائے بہتری وہ شخص بُرائی نہ دیکھے گا۔ فراغت روزی عافیتِ بلا ہوگی۔ ظالم بادشاہ اور مخالف حاکم کے شر سے محفوظ رہے گا۔

جن چیزوں سے انسان ڈرتا اور خوف زدہ ہوتا ہے ان سے امان پائے گا ایک کتاب میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے حضرت علی علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی دست راست میں پہننے والا مقربانِ خدا میں داخل ہوتا ہے حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا کہ مقربان کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ آپ نے نگینہ سُرخ

پہننے کی زیادہ تعریف فرمائی ہے۔

آغا جعفر مشہدی نے رسالہ "النصوص" میں تحریر فرمایا کہ سرخ رنگ کا عقیق اور رنگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد زرد رنگ کا عقیق نقش کے لیے مناسب ہے۔

ابوطاہر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے عرض کیا کہ مولا آپ سوائے عقیق کے اور نگینوں کو کیوں نہیں اختیار فرماتے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عقیق کی فضیلت زیادہ ہے۔ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے عرش پر بخط نور لکھا دیکھا (انا اللہ لا اِلٰہَ اِلَّا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ باخی علی و نصرتہ بہ تا آخیر اسمائے پنجتن ؑ)

جس زمانے میں حضرت آدم علیہ السّلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ وارد زمین ہوئے۔ آپ نے بوسیلۂ پنجتن پاک دعا کی۔ بہ برکت اسمائے متبرکہ فوراً قبول ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے تبرکاً بعد اسم احدیت اسمائے مبارکہ موصوفہ عقیق پر کندہ کرا کے انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنی اسی وقت سے یہ سنّت حضرت کے فرزندان صالحین میں جاری ہوئی ہے۔

ایک اور واقعہ کتاب میں نظر سے گزرا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام بہ ہمراہی چند اشخاص تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک غیر آباد مقام پر کسی شخص کی لاش ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے پڑی تھی۔ حضرت نے وہاں قیام فرمایا اور ایک شخص کو یہ دیکھنے کے لئے حکم دیا کہ اس میت کے ہاتھ میں انگوٹھی ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ عقیق کی انگوٹھی داہنے ہاتھ میں ہے۔ امامؑ نے اس نگینہ سے دریافت فرمایا

کہ تو نے اس شخص کی حفاظت کیوں نہ کی؟

نگینہ نے بہ تعمیل حکم امام وقت سے عرض کیا کہ مولا یہ شخص نجس تھا قزاقوں نے اس کو ہلاک کیا۔ لیکن میں نے اس کا دستِ راست اور بالائی حصّہ جسم ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے سے محفوظ رکھا۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو وہ صبح جاگتے ہی کسی چیز پر نظر کرنے سے پہلے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف پھیر کر اس کو دیکھے اور سورۃ اِنَّا اَنزَلنَاہُ پڑھے تو پروردگار عالم اس شخص کو تمام دن آفات اور بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ اس نگینہ کی انگوٹھی برکت و خوش مزاجی بڑھاتی ہے، خلوص پیدا کرتی ہے۔ اور عام طور پر یہ پتھر ہر انسان کے لئے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ افلاطون نے لکھا ہے کہ سفید عقیق حافظہ بڑھاتا ہے زرد عقیق حاجت روا، اور سُرخ نگینہ سے دُوسروں کی نگاہ میں عزیز رہتا ہے۔

عقیق کو رنگ دینے میں اصلی شہد کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بے رنگ عقیق کو پہلے روغن میں جوش دے کر پھر گندھک کے تیزاب میں جوش دیتے ہیں اور اندرونی و بیرونی حصّوں کو رنگ دیتے ہیں۔ روغن اس پتھر کے سوراخوں میں جمع ہو کر جذب ہو جاتا ہے، اور گہرا سُرخ رنگ اس پتھر کا نکل آتا ہے۔ (یہ طریقہ قلمی نادر کتاب سے نقل کیا ہے۔ رنگ دینے کے لئے فن سے واقف ہونا ضروری ہے)۔

یورپ کے ڈاکٹر اسمتھ جن کی زندگی قیمتی پتھروں کے ریسرچ میں صرف ہوئی۔ عقیق کے متعلق اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس پہاڑ پر کئی سو سال متواتر سورج اور چاند کی کرن پڑتی رہے اُس چٹان کے اندر ایک قسم کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے

یہ مختلف سیاروں سے تاثر حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہی مادہ عقیق کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس پتھر کی شعاعیں جسم انسانی میں انجکشن کا کام دیتی ہیں جس سے قلب انسانی کے مسامات کھلتے ہیں جس کی وجہ سے آکسیجن گیس جو حیاتِ انسانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ قلب انسان کو فرحت اور طاقت دیتی ہے جس کی وجہ سے چہرہ پر سرخی نمایاں ہو جاتی ہے اس خوش مزاجی اور خوش حالی سے محنت و کام میں رغبت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان ترقی کرتا ہے۔

عقیق پر لکھنے کا طریقہ سجی اور برگ عرعر دونوں کو باریک کھول کر کے سرکہ میں ملا دیں۔ اس سے عقیق پر جو چاہیں لکھ خشک کر لیں بعد میں آگ پر تھوڑا گرم کریں۔ پھر عقیق کو سرد کر کے دوا اس پر سے صاف کر دیں جو بھی تحریر ہو گا صاف ظاہر ہو گا۔ مصنوعی عقیق جرمن سے آتا ہے شیشہ کا عقیق بھی تیار کر لیا گیا ہے۔ (کراچی) فیفنی آرٹ گیلری میں عقیق سرخ کا ایک چھوٹا اور نایاب کبوتر محفوظ ہے۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں عقیق کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ہڑپا کی قدیم یادگار ہے تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہے۔

اچھا عقیق یمن، افغانستان، عرب، برازیل اور دریائے روم کے کنارے سے دستیاب ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ کھمباتی عقیق بھارت میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی ملنے کا امکان ہے۔

فاط

فارسی لفظ ہے۔ اس پتھر کا رنگ زرد، سفید اور سبزی مائل ہوتا ہے۔
مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ کار سے ہر قسم کا زہر دفع کرتا ہے۔
سر د پانی میں گھس کر پلانے سے زہر حشرات الارض دفع کرتا ہے۔
ہر قسم کے درد میں بھی مفید ہے۔ یہ پتھر فارس اور ترکستان میں پایا جاتا ہے۔

فیروزہ

سنسکرت میں پیرج، فارسی میں فیروزہ اور انگریزی میں ٹرکوئس (TURQUOISE) اور ٹرکینیا بھی کہتے ہیں روغنی چمک کا مشہور پتھر ہے۔ اس کا رنگ سبز اور سبزی مائل ہلکا و گہرا سفیدی مائل، آسمانی رنگ کا ہوتا ہے۔ بعض فیروزے نیلے رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ سب سے اعلیٰ قسم فیروزی رنگ کا ہے۔ اس کا مزہ پھیکا اور مزاج سرد و خشک ہے۔ یہ تین دھاتی اجزا کا مرکب بتایا جاتا ہے۔ جس میں المونیم۔ فولاد، تانبہ اور فاسفورس شامل ہے۔ یہ بڑا قدیمی پتھر ہے اور پہاڑ کی پرانی چٹانوں سے دستیاب ہوتا ہے۔ جواہرات میں دوسرے درجہ پر مانا گیا ہے۔ پختہ اور اچھے فیروزے کا رنگ مستقل قائم رہتا ہے۔ ایسے نگینے کی چمک اور آب زیادہ ہوتی ہے۔ بعض کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ اس کو کچا فیروزہ کہتے ہیں۔ یہ آگ میں نہیں پگھلتا، بلکہ بھورا ہو جاتا ہے۔ اچھے فیروزے پر تیزاب کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن رنگ متاثر ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر بہت کم نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

فیروزہ مفرح، مقوی نظر و معدہ ہے۔ دماغ کو تقویت دیتا ہے امراضِ دل، مثلاً خفقان، اختلاج وغیرہ میں فائدہ مند ہے۔

طبی طریقہ میں دافع اسہال و سنگ گردہ، امراض چشم و امراض رحم میں مفید ہے۔ اس کا سُرمہ مقوی بصر ہے۔ دل پر مثل لاکٹ لٹکانے سے تقویت ہوتی ہے۔ بازو پر باندھنے سے ڈر اور خوف دور ہوتا ہے۔ دشمن کے مقابلے میں کامیاب کرتا ہے۔ شاہی زمانہ میں روسا، شوقین فن سپاگری میں ماہر اور پہلوان بڑے فیروزہ کا بازو بند و جوشن استعمال کرتے تھے۔ گھوڑوں کے

شوق رکھنے والے حضرات کے لئے اچھا پتھر ہے۔

پختہ اور اچھے فیروزہ میں یہ خاص صفت ہے کہ صاف اور اچھی ہوا و فضا میں اس کا رنگ اور صاف ہو جاتا ہے۔ مکدر و خراب ہوا میں رنگ کم رہتا ہے۔ مزاج میں محبت و ملنساری پیدا کرتا ہے۔ بقول ارسطو اس پتھر کے پہننے سے دل میں رحم اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ اچھے رنگ کا فیروزی فیروزہ عمدہ قسم کا کہلاتا ہے۔ ہر بیماری خاص طور پر مرض ذیابیطس (پیشاب میں شکر) کے لئے مفید ہے۔ یہ مقوی معدہ ہے۔

شیخ ابراہیم کفعمی علیہ الرحمۃ اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتب مصباح اور تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے کہ فیروزہ کی انگوٹھی جس کے ہاتھ میں ہو گی۔ سانپ اور بچھو کے گزند سے محفوظ رہے گا۔

ارسطو کا قول ہے کہ فیروزہ ہمیشہ لوگ عجم پہنتے تھے، اور اس کو زیب گلو کرتے تھے۔ اس کے استعمال سے انسان رحم دل اور خدا ترس رہتا ہے۔

تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ فیروزہ ہمراہ رکھنا قتل اور غرقابی دریا و بجلی کے صدمے سے محفوظ رکھتا ہے۔ فیروزہ ساتھیوں اور احباب میں عزیز رکھتا ہے۔ یہ پتھر چشم زخم (نظر بد) سے حفاظت کرتا ہے۔ اس نگینہ کو صبح و شام دیکھنے والا خوشی میں زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو وہ میرے آگے دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے تو میں اسے ناکامیاب واپس نہیں کرتا۔

مولانا حسن طبری علیہ الرحمۃ نے کتاب "مکارم الاخلاق" میں روایت کی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دستِ مبارک میں فیروزہ کی انگوٹھی

تھی اس پر (اَللّٰہُ اَلْمَلِکُ) کندہ تھا۔

اس انگوٹھی کے لئے حضرت امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ نگینہ حضرت جبرئیل خمی مرتبتؑ کے لئے بہشت بریں سے لائے تھے، اور یہی فیروزہ آں حضرتؐ نے حضرت امیر المؤمنینؑ کو عطا فرمایا تھا، کتاب فرحت الغری میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیروزہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ مکروہات مومن و مومنہ کو دفع کرتا ہے، اور میں اس مومن کو دوست رکھتا ہوں جو پانچ انگوٹھیاں ہاتھ میں پہنے۔ ارشاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ:

جس کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہوگی اس کی حاجت پوری ہوگی، اور دُعا مستجاب ہوگی۔ قلب عبادت کی طرف رجوع ہوگا، اور طبیعت میں نرمی و خلوص پیدا ہوگا۔ ماہ شوال میں چاند دیکھ کر فیروزہ پر نظر کرنے سے مہینہ خیر و خوبی سے گزرتا ہے۔

کنز الحقائق میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ فیروزہ مفلسی اور محتاجی دفع کرتا ہے۔

علی بن محمد ضمیری سے منقول ہے کہ میں نے جعفر بن محمود کی دختر سے عقد کیا اس کو میں بہت دوست رکھتا تھا۔ لیکن اس سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ نے تبسّم فرما کر ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی فیروزہ کی لے اُس پر یہ آیت (رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ) کندہ کرالے اور پہن لے راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب الحکم امام عالی مقامؑ عمل کیا اُسی سال پروردگار عالم نے فرزند عطا کیا۔ (مذکورہ آیت اُس کے اصل کے بغیر کندہ نہ کرائیں)۔

حضرت علی علیہ السّلام منجلہ اور انگوٹھیوں کے فیروزہ کی انگوٹھی جس پر (اللّٰہُ الملِكُ الحق) کندہ تھا پہنتے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ فیروزہ کی انگوٹھی جس پر (اللّٰہُ الملِكُ الحق) کندہ ہو اُس کا پہننا اور اس پر نظر کرنا بہت ثواب اور حسنہ ہے۔

قاسم ابن علی روایت کرتے ہیں جس کو سید ابن طاؤس نے نقل کیا ہے کہ صافی خادم حضرت امام علی نقی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میں حضرت سے رخصت ہو کر بغرضِ زیارت امام رضاؑ چلا، آپ نے مجھ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس سفر میں تمہارے پاس انگوٹھی فیروزہ ہونا ضروری ہے ایک شیر تمہارے راستے کا صدراہ ہو گا۔ اس شیر کو انگوٹھی فیروزہ دکھا دینا اور کہنا کہ میرے مولا نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو راستے سے دُور ہو جا، شیر چلا جائے گا۔

فیروزہ جو تمہارے ہاتھ میں ہو اُس پر ایک طرف (اللّٰہُ الملِكُ) اور دوسری طرف (الملك للّٰہ الواحد القہار) نقش کندہ کرالو۔ ایسا نگینہ حیوانات درندہ سے بچاتا ہے۔ بوقتِ جنگ دُشمن پر فتح بھی حاصل ہوتی ہے۔

صافی کہتا ہے بخدا سفر میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا، جو آنحضرتؑ نے فرمایا تھا۔ جب زیارت سے فارغ ہو کر واپس آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک بات رہ گئی جو تم کو سفر میں پیش آئی اور جس کا تمہیں علم نہیں۔ تم شہر طوس (خراساں) میں ایک شب قریب روضہ میرے جدِ بزرگوار سو رہے تھے۔ اُسی وقت ایک گروہ جِن زیارت مرقدِ منورہ کے لئے جا رہا تھا۔ تمہارے ہاتھ میں جو انگوٹھی تھی اُس پر ان کی نظر پڑی، انھوں نے نقش پڑھا اور اس انگوٹھی کو اُتار کر لے گئے۔ اپنی قوم کے ایک بیمار کو اس انگوٹھی کو دھو کر

پلایا، پھر انگوٹھی لاکر پہنا گئے۔ لیکن یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنائی تھی، جب تم بیدار ہوئے تب تم کو بہت تعجب ہوا کہ یہ انگوٹھی داہنے ہاتھ میں تھی، بائیں ہاتھ میں کیوں کر آگئی اور اپنے سرہانے ایک یاقوت پایا اس کو تم اپنے ہمراہ لائے ہو۔ بازار میں لے جاؤ۔ یہ یاقوت باعوض اسّی اشرفی فروخت ہو جائے گا۔ یہ جنوں کا ہدیہ ہے، جو تمہارے لیے لائے تھے۔ صافی کہتا ہے کہ میں نے وہ یاقوت بازار میں دکھایا تو اسّی اشرفی کو فروخت ہوگیا۔

فیروزہ دفع بلا اور حفاظت کے لیے اچھا پتھر ہے۔ یہ کسی آفت یا حادثہ سے قبل فوراً چیخ جاتا ہے اپنے اوپر اثر لے کر انگوٹھی پہننے والے کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ چیخا ہوا نگینہ انگلی سے فوراً نکال دینا بہتر ہے۔ ورنہ نقصان اور نحوست پیدا کرتا ہے۔ وہ انگوٹھی جس کا نگینہ گر گیا ہو قطعی نہ پہننا چاہیے کیونکہ یہ مصیبت اور پریشانی کا سبب بنتی ہے۔ حضرت عبید اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فیروزہ سینہ کشادہ اور دل کو قوی کرتا ہے۔

اس پتھر کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے! افغانستان میں اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ مشہد میں اس کے تراشنے کے کارخانے ہیں۔

فیروزہ کا رنگ صاف اور بہتر کرنے کا طریقہ:۔

فیروزہ کو روغن بادام میں چھتیس گھنٹہ رکھنے سے اس کا رنگ تیز ہو جاتا ہے لیکن مستقل نہیں رہتا۔

حکمائے سابقین نے اس کی مقدارِ خوراک زیادہ سے زیادہ صرف ½ رتی رکھی ہے۔ ایک نایاب اور نادر فیروزہ نادر شاہ کے بازو بند میں تھا۔ اس پر سنہری حرفوں میں آیاتِ قرآنی کندہ تھیں۔ سلطنت ایران میں جواہرات کے

عجائب گھر میں فیروزہ جڑے ہوئے شاہی تحفے محفوظ ہیں۔ سب سے عمدہ فیروزہ نیشاپور، مشہد، کرمان (ایران) کا مانا گیا ہے اس کو جواہر ایرانی سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ایران میں دو ہزار سال قبل سے فیروزہ دستیاب ہے۔ وہاں فیروزہ کے نگینہ کی تیاری میں تقریباً دو سو کاریگر روز مشغول رہتے ہیں۔

یہ پتھر نیپال، تبت، امریکہ اور افغانستان میں بھی پایا جاتا ہے۔

فرطاسیا

یہ پتھر شب کو آگ کے شعلہ کے مانند دور سے جھلکتا نظر آتا ہے اس کے قریب جنگلی جانور اور حیوانات جاتے گھبراتے ہیں اس کی بو جانوروں کے لئے زہر کا اثر کرتی ہے۔ بڑے بڑے صحرا اور پہاڑ کے دامن میں پایا جاتا ہے۔

فرسلوس

اس پتھر کا رنگ بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ آگ میں ڈالنے سے غائب ہو جاتا ہے۔ پارہ کے ساتھ آگ پر رکھنے سے پارہ کو منجمد کر دیتا ہے اور چاندی کو نرم کرتا ہے۔ یہ پتھر مشکل سے دستیاب ہوتا ہے زمانہ شاہی میں کیمیا سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس پتھر کے متلاشی تھے۔

اس کو گلے میں ڈالنے سے حافظہ تیز ہوتا ہے۔ اور قوت باہ بڑھاتا ہے۔

ایک نادر قلمی کتاب میں اس پتھر سے متعلق تحریر ہے کہ یہ سکندر بادشاہ کے خزانہ میں خاص طور پر محفوظ رکھا گیا تھا۔

طبی طریقہ میں اس پتھر کو گائے کے دودھ میں گھس کر برص کے داغ پر

لگانے سے سفید داغ کو بالکل دور کر دیتا ہے۔

ارسطو نے بھی کئی جگہ اس پتھر کی تعریف لکھی ہے۔

کسوٹی

فارسی میں سنگ آزمائش، عربی میں حجر السحک اور انگریزی میں ٹچ اسٹون (TOUCH STONE) کہتے ہیں۔ مشہور کالا پتھر ہے۔ اس سے صراف سونا چاندی گھس کر اس کے رنگ سے خالص اور ملاوٹ کی شناخت کرتے ہیں۔

مزہ کڑوا، مزاج سرد و خشک اور زہر ہے۔ طبیؔ طریقہ میں تلی اور دوسرے قسم کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ معدے کے کیڑے مارتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس پتھر کو باریک پیس کر مثل سرمہ آنکھ میں لگانے سے نظر تیز ہوتی ہے۔ شہر پانی پت (بھارت) میں بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار کے ستون اصلی کسوٹی کے ہیں۔ یہ ستون انتہائی خوبصورت اور بالکل سیاہ رنگ کے ہیں۔ اکثر صراف انہیں ستون پر ہی سونا پرکھ لیتے ہیں۔

کرمانی

یہ پتھر جنگل میں کچھار سے دستیاب ہوتا ہے۔ (جہاں شیر ببر رہتا ہے)۔ اس کا رنگ بالکل سیاہ، طحال (تلی) کی مانند ہوتا ہے۔ یہ پتھر بڑی مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ طبی طریقہ میں اس کو باریک پیس کر قدرے پھٹکری ملا کر دودھ کے ساتھ چند قطرے ناک میں ٹپکانے سے مرض جذام جاتا رہتا ہے۔ یہ پتھر اس مرض کے لئے مفید ہے۔

گاؤ زہر

فارسی میں سنگِ گاؤ، عربی میں حجر البقر سنسکرت میں گئو روچن کہتے ہیں یہ پتھر اکثر گائے کے ماتھے اور پتہ کی تھیلی سے نکلتا ہے۔ رنگ زردی مائل اور سفید بھی ہوتا ہے۔ مزاج سرد و خشک، مزہ کڑوا ہوتا ہے۔

طبی طریقہ میں گردہ و مثانہ کی پتھری کو نکال دیتا ہے۔ پیشاب زیادہ لاتا ہے۔ جسم فربہ کرتا ہے، اور بچوں کے دردِ پسلی میں فائدہ رساں ہے۔ بقدر ایک چاول بچوں کے لئے مفید ہے۔ یہ پتھر قوتِ باہ میں بھی اکسیر ہے۔

گومیدک

فارسی میں زرقون، انگریزی میں زرکون (ZIRCON) اور ہیسی، رتن، جایا منٹو اور زرگن بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سُرخ، زرد، خاکی، بھورا اور سفید بھی ہوتا ہے۔ یہ چمکدار قدیمی پتھر ہے۔ زمانہ قدیم کی بہ نسبت آجکل اِسے زیورات میں کم استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس پتھر میں کچھ ایسے ذرّے ہوتے ہیں جو اس کی چمک اور آب کو روکتے ہیں۔ سب سے عمدہ نارنجی اور شربتی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پتھر کی انگوٹھی پہننے سے عزت و وقار اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ یہ پتھر بدرُوح کے اثرات کو زائل کرتا اور قوتِ باہ بھی بڑھاتا ہے۔ فالج زدہ مریض کے جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ اس کی انگوٹھی سے نیند گہری آتی ہے۔ طبی طریقہ میں اس کا کشتہ فالج کے مریض کے لئے مفید ہے۔ اس کی ایک ادنیٰ اور معمولی قسم مثل کہربا کے ہوتی ہے۔

اصلی پہت [illegible] ہے اور سیاہ داغ عیب کے جاتے ہیں۔ برہما، فرانس

امریکہ، ناروے سیلون اور پاکستان میں پایا جاتا ہے۔

لہسنیا

یہ ایک سخت قسم کا پتھر ہے۔ انگریزی میں کیٹس آئی (CAT'S EYE) چشم گربہ، عین الالہریہ، چانو، چی گان، دیدریا، کینو زن کہتے ہیں۔ یہ پتھر بلی کی آنکھ کے مانند بلوری چمک کا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ کسی قسم کا بھی ہو لیکن ہر پتھر میں ایک سفید دھاری مثل ڈورے کے ہوتی ہے۔ جوہری اس کو سوت کہتے ہیں۔ جو کہ آفتاب کی روشنی میں دیکھنے سے چمکیلی نظر آتی ہے۔ یہ دھاری ہمیشہ سفید ہی رنگ میں ہوتی ہے اس پتھر کی یہ چمکیلی دھاری لہریں مارتی نظر آتی ہے۔ سفید لہسنیا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس پتھر کو عورت دودھ میں دھوکر پیئے تو حمل قرار نہیں پاتا۔ اس پر تیزاب کا اثر نہیں ہوتا۔ عورت کے بالوں میں باندھنے سے دردِ زہ میں کمی کرتا ہے۔ بچوں کے گلے میں ڈالنے سے نظرِ بد، ٹونہ اور امراض بلغمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کو پہننے سے خواب بد نظر نہیں آتے۔ بالی نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔

تحفہ عالم شاہی میں اس پتھر کے متعلق تحریر ہے کہ دشمن کو زیر کرتا ہے اگر کوئی شخص میدانِ جنگ میں بھی ہو تو اس پتھر کو پہننے والا شخص دشمنوں سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ جنگ وجدل میں گھر جاتے پر کشتوں میں لیٹ رہے تو مخالفین کو یہ شخص خون آلود دکھائی دے گا۔

یہ پتھر آفت اور مصیبت سے بچاتا ہے۔ اسرائیلی باشندے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے اثرات کچھ نیلم سے ملتے جلتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر پر کندہ نہیں کیا جاتا تھا۔ لہسنیا میں چادر، پرت، بجری یعنی ریت اور خراب دھاریاں عیب

سمجھی جاتی ہیں۔

ایک نایاب اور نادر لہسنیا بابو بھان سنگھ مرشد آباد (بنگال) کے پاس تھا۔ یہ بھارت، برازیل اور امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

لاجورد

سنسکرت میں راجہ ورت، انگریزی میں لیپز لازولی (LAPISLAZULI) اور راون بھی کہتے ہیں۔ یہ پتھر گہرا و ہلکا نیلا زردی مائل اور آسمانی رنگ کا ہوتا ہے اس میں رگیں نہیں ہوتیں۔ صرف نقطے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پر سفید اور سنہری داغ ہوتے ہیں۔ یہ نرم قسم کا ہوتا ہے۔ ماہرین سائنس کا کہنا ہے کہ یہ پتھر تانبہ اور کوئلہ کی گیس سے بنتا ہے۔

سونے یا چاندی کے گیس کا عمدہ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک اور دھلا ہوا سرد و خشک ہو جاتا ہے۔ طبی طریقہ میں دافع صفرا، و سودا و مالیخولیا ہے۔ دردِ گردہ و وحشت اور سوداوی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ اس کی انگوٹھی جسم کے مسّوں کو ختم کرتی ہے۔ یہ مفرح و مقوی دل ہے۔ درد چشم دفع کرتا ہے۔ ارسطو نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ جس کے پاس یہ پتھر رہے گا چشم خلائق میں عزت پائے گا۔ محفل میں وقار بلند کرتا ہے۔ دوسروں کی نگاہوں میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔ مسٹر بلاٹینی نے اس کو نیلم سے تشبیہ دی ہے۔

شیخ الرئیس نے بھی اس پتھر کو مالیخولیا کے لئے مفید لکھا ہے۔ یہ پتھر بے خوابی کو دور کرتا ہے، دل کو تسکین دیتا ہے۔ نیند نہ آنے کے مرض میں مفید ہے۔ اسقاطِ حمل سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس پتھر کے پہننے والے پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اس کا

سرمہ آنکھ کے لئے مفید اور پلکوں کے گرنے کو روکتا ہے۔ مرض برص میں بھی مفید ہے۔ شورہ کے ساتھ اسے گرمی پہنچائی جائے تو عمدہ رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کے شمعدان، چاقو اور خوبصورت چھریوں کے دستے بنائے جاتے تھے۔ اس کے دانوں کو مالا اور زیورات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ عہد قدیم میں برِ صغیر کی عمارتوں میں اس کو خوبصورت پھول اور پتّوں میں تراش کر استعمال کیا گیا ہے۔ افغانستان میں عمدہ اور کثرت سے پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے پہاڑی علاقہ میں بھی دستیاب ہے۔

لعل

مشہور چمکدار سرخ پتھر از قسم جواہر ہے۔ یاقوت کی اعلیٰ اور بہترین قسم کا نام لعل ہے۔ یہ سخت اور وزنی ہوتا ہے۔ اس کے مختلف اقسام اور نام ہیں۔ رنگ کے لحاظ سے اس کو ارغوانی، رمانی، پیازی، نقمی، دوشابی، بیکانی، عقربی اور قطبی وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔ سنسکرت میں مانکیہ اور انگریزی میں اسے روبی (ROBY) کہتے ہیں۔ مزہ کڑوا ہوتا ہے۔ معتدل حرارت مائل، دافع بواسیر خونی ہے۔ اس کا سُرمہ روشنی بڑھاتا ہے۔ مقویّ قلب ہے۔ دافع امراض حرارت وسوداوی ہے۔ اس کی انگوٹھی طبیعت کو خوش رکھتی ہے اور محبّت پیدا کرتی ہے۔

یہ پتھر اعصاب کو قوّت دیتا ہے۔ اچھے ذرائع پیدا کرتا ہے۔ دافع غم و غصّہ ہے۔ معرفت کا معلّم ہے۔ اگر اس پتھر کا رنگ کم ہو جائے تو کچھ اہم تبدیلی کے امکانات ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اس کا نگینہ پیلا رنگ اختیار کرلے تو لڑائی کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ جگر کی خرابی کو دور کرتا ہے۔

لعل کے متعلق ایک انگریز نے اپنی کتاب میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر لعل کو کسی باغ کے چاروں کونوں سے چھوا دیا جائے تو اس جگہ کی تمام فصل، بجلی، طوفان، آندھی اور کیڑوں سے ایک سال تک محفوظ رہے گی۔ مزید یہ کہ خواب پریشاں اور احتلام سے محفوظ رکھتا ہے غم اور فکر دور کرتا ہے۔

واضح رہے کہ لعل، یاقوت، ہیرا وغیرہ قیمتی جواہرات کے متعلق سائنسی طریقہ پر کان کنی سے پتہ چلا کہ یہ سب پتھر ایک قسم کے جواہرات ہیں رنگوں کے لحاظ سے نام اور اثرات مختلف ہو گئے۔

زمانہ قدیم میں زیادہ تر پتھر جزائر شرق الہند سے آتے تھے۔ ۱۵۰۲ء میں "مارکوپولو" نے اپنی کتاب سیاحت کے بارے میں شائع کی، اس میں تحریر کیا کہ افغانستان میں لعل بعض مقامات پر کافی نظر آئے۔ اس کو بدخشاں بھی کہا جاتا ہے اس لئے بدخشاں کے علاقہ میں ایک کوہ تسکنان نامی ایک پہاڑ ہے وہاں سے عمدہ دستیاب ہے۔ عہد قدیم میں اس جگہ پے در پے چند زلزلہ کے شدید جھٹکے آئے جن کے صدمے سے یہ پہاڑ شق ہو گیا اس جگہ سے بیضہ مرغ کے برابر تک کچھ چھوٹے ٹکڑوں کے ساتھ یہ پتھر برآمد ہوا۔ وہاں کی عورتوں نے جب یہ نگینے دیکھے تو اُٹھا لئے اور خیال کیا کہ کپڑوں میں اس سے اچھا رنگ آ جائیگا۔ انھیں دھویا اور گھسا تاکہ رنگ نکلے لیکن رنگ نہ نکلا۔ آخر چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جوہریوں کی نظر پڑی اور وہ اُٹھا لائے۔ نگینہ تر شوائے اور بادشاہوں کے ہاتھ فروخت کئے گئے۔ لعل کو ولس کے شہزادے ایڈورڈ نے ۱۳۴۶ء کی جنگ میں خاص طور پر پہنا تھا۔ افغانستان، یمن، نیو ساؤتھ ویلز اور برما میں اچھا دستیاب ہے۔

لاقطُ الظفر

یہ سفید و خاکی قسم کا نرم پتّھر ہے۔ اس میں خاص صفت یہ ہے کہ کٹے ہوئے ناخون کو اپنی طرف کھینچتا ہے، جو زمین پر گرے ہوئے ہوں چُن کر اُٹھا لیتا ہے۔ ارسطو نے اس پتّھر کے لئے لکھا ہے کہ خون حیض اس پتھر پر ڈالنے سے یہ ریت کی طرح ذرّہ ذرّہ ہو جاتا ہے۔ اس پتّھر کو پیس کر ہیرے پر ڈلنے سے ہیرے کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ طبّی طریقہ میں انسان کے لئے زہر قاتل ہے۔

مَرجانِ سُرخ

فارسی میں بسّد سنسکرت میں پَروال، انگریزی میں کورل (CORAL) عربی میں عقیق البحر، (سمندری عقیق) اور کوریلیم پروالہ، بیکالم، سادھوچی اور تاڑلے کہتے ہیں۔ اس کو مونگا بھی کہتے ہیں۔ عمدہ قسم کا گہرا سُرخ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ یہ سُرخ، گلابی، بھورا، ہلکا زرد، اور سفید ہوتا ہے مشہور چیز ہے۔ کلام پاک کے سورۂ رحمٰن میں پروردگار عالم نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آیت ۲۲ میں مرجان کا تذکرہ کر کے بتادیا کہ یہ خاص نعمت ہے۔ بعض جواہر پتّھر ہیں جبکہ مرجان پانی میں نمود حاصل کرتا ہے۔ یہ سمندر کی تہہ میں پتّھر سے چمٹا ہوا شہد کے چھتہ کی مانند سوراخ دار سُرخ رنگ کی لکڑی ہے پتّھر سے اُگتا ہے۔ اس کی جڑ بھی ہوتی ہے۔ اس کی شاخوں میں پھل اور پتّے نہیں ہوتے۔ جڑ اور شاخ دونوں کے افعال و خواص اور اثرات جُداگانہ ہیں۔ مونگے کی جڑ کو طب میں بیخ مرجان کہتے ہیں۔ عہد قدیم کے کیمیا گروں نے اس کو اپنے مقصد میں کافی استعمال کیا یہ پارہ کو مختلف اجزاء کے ساتھ منجمد کر دیتا ہے۔

طبّی طریقہ میں مرض لقوہ و فالج کو دفع کرتا ہے۔ بدن کے رعشہ میں مُفید ہے۔ مقوی معدہ و جگر ہے۔ امراض مثانہ میں فائدہ رساں ہے۔ تلّی اور خونی دست میں اس کا لاکٹ مُفید ہے۔ بچوّں کے گلے میں ڈالنے سے جادو، ٹونہ، سحر، دونا و بچوّں کی کھانسی، اور ڈراؤنے خواب سے محفوظ رکھتا ہے! اس کی انگوٹھی تنگدستی کو دفع کرتی ہے۔ مرگی والے مریض کے لئے جب شمس و قمر میں اتحاد ہو اور زہرہ سے قربت نہ ہو اس وقت سونا و چاندی ہم وزن کی انگوٹھی پر مرجان لگوا کر استعمال کریں۔ مرض مرگی میں انتہائی مفید ہے۔ یہ انگوٹھی مرض گٹھیا کو بھی دفع کرتی ہے (صرف صاحبِ علم ہی سے یہ انگوٹھی تیار کرائی جائے)۔ اختلاجِ قلب و دل کی دھڑکن میں فائدہ پہنچاتا ہے۔ جالینوس نے لکھا ہے کہ بہتے ہوئے خون کی جگہ پر مرجان کا سفوف چھڑکنے سے خون کا بہنا رک جاتا ہے۔ شکم پر باندھنے سے پیٹ کی تمام بیماریاں دفع ہوتی ہیں فیضی آرٹ گیلری (کراچی) میں زمانہ قدیم کے مرجان سے مُزیّن لباس محفوظ ہے اس لباس میں عمدہ قسم کے مرجان کی شاخوں سے خوبصورت درخت بنایا گیا ہے۔ چھری کانٹوں کے دستے بھی بنائے جاتے تھے۔

عمدہ مرجان، بحر ہند، خلیج فارس، بحر روم اور افریقہ کے مقام مرشی جاپان اور کراچی سے قریب سمندر میں بھی بعض جگہ کہیں کہیں سے دستیاب ہوتا ہے۔

موتی

فارسی میں مروارید، عربی میں لولو، سنسکرت میں موکتکم، انگریزی میں پرل (PEARL) اور موکتا ہیرا لاسس، یارگریٹا، چونتی، پالی، اشمی، زمانہ قدیم میں دُرِ دریا بھی کہتے تھے۔ جو موتی انتہائی خوبصورت و صاف اور بغیر آمیزش

کا ہو اس کو دُر خوشاب کہتے ہیں۔ اس کی عزت اور قدر زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے۔ یہ خشخاس کے دانوں سے لے کر کبوتر کے انڈے کے برابر تک ہوتا ہے۔ رنگ میں سفید آبدار مثل دودھ عمدہ خیال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ہلکا گلابی، سیاہی مائل بھورا اور خاکی بھی ہوتے ہیں قیمتی اور گوہری چمکدار ہوتا ہے اس کی شکل گول یا صراحی دار ہوتی ہے اس موتی سے مراد سچا موتی ہے۔ عمدہ موتی کو معتدل جگہ پر رکھنا بہتر رہتا ہے۔ ہر چھ ماہ بعد ہوا دینا ضروری رہتا ہے۔ اصلی موتی میں دھنک (قوس وقزح) کی طرح ہلکے رنگ جھلکتے معلوم ہوتے ہیں سرکہ و نوشادر میں گھل جاتا ہے۔ سچے موتی کو اصلی شراب کاٹ دیتی ہے لیکن اس کے لئے کئی ہفتہ درکار ہوتے ہیں۔ مزہ اس کا پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے جس موتی میں سفیدی دودھ کی طرح جھلکے اس کو "شیر خام" زردی مائل کو "تبنی" سرخی مائل کو "دروی" ذرا سبزی مائل کو جس میں قوس قزح کی طرح چمک ہو "تورصاحی" اور موم کی طرح ہلکا گرے رنگ میں "شمعی" سیاہی مائل "رطوبانی" بالکل گول کو "دُر غلطاں" جس کے دونوں کونے یکساں ہوں "بغنوی" چوڑے موتی کو "شلمی" قدرے لمبے موتی کو جو جڑے ہوئے ہوں "کمردار" کہتے ہیں اچھا موتی کافور اور مُشک کی خوشبو اور آفتاب کی تیز کرنوں سے بھی خراب ہو جاتا ہے۔

موتی سمندر سے سیپ کے پیٹ میں پیدا ہو کر نکلتا ہے صدف ایک سمندری کیڑا ہے اس کا جسم نہایت سخت ہوتا ہے دونوں بازوؤں پر کچھوے کی طرح سخت ہڈی کی ایک سپر ہوتی ہے جس کے ذریعہ یہ پانی کے جانوروں سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ جانور پانچ سال میں جوان ہو جاتا ہے اور بارش کے دوران یہ پانی

سے اوپر آجاتا ہے۔ سیپ میں تین پردے ہوتے ہیں۔ پہلا پردہ سیاہی مائل سبز رنگ کا یہ پوست کہلاتا ہے۔ دوسرے پردے میں سیکڑوں خلئے ہوتے ہیں یہ چونے سے بھرے رہتے ہیں انہیں خانوں کے قریب رنگ پیدا کرنے کے قدرتی مادے رہتے ہیں۔ یہ پوست در پوست ہوتے ہیں۔ اسی پردے میں موتی تیار ہوتا ہے جس قدر بڑا قطرہ پانی کا صدف کے منہ میں جاتا ہے اتنا ہی بڑا موتی بنتا ہے اگر اتفاقیہ طور پر صدف کے اندر قطرے کے ساتھ کوئی لکڑی کا باریک تنکا، ریت یا ننھا سا کنکر چلا جائے تو یہ کیڑا اس کو نکال نہیں سکتا بلکہ اسی کے گرد پرت لگانا شروع کر دیتا ہے۔

موتی کی تیاری کے وقت یہ چیز اسی میں رہ جاتی ہے۔ بخارات صدف کے مزاج کے لحاظ سے بہتر ہوتے ہیں تو موتی عمدہ تیار ہوتا ہے۔ صدف جب پانی کی تہہ میں بیٹھتا ہے اور وقت زیادہ گزر جائے تو اس میں مثل گھاس کے جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے موتی خراب اور عیب دار ہو جاتا ہے جس طرح درخت سے وقت پر پھل علیحدہ نہ کر لیا جائے تو پھل سڑ کر خراب ہو جاتا ہے۔ ماہرین کو پتہ چل جاتا ہے کہ موتی شکم صدف میں مکمل ہو گیا تب ہی غوطہ خور نکالتے ہیں۔

واضح رہے کہ آفتاب جس زمانہ میں برج حمل میں رہتا ہے اس زمانہ کی بارش کو آب نیساں کہتے ہیں۔ یہ کیڑا آب نیساں کا قطرہ لے کر پانی کی تہہ میں چلا جاتا ہے اس بارش کے پانی کا موتی عمدہ رہتا ہے۔ جس طرح بچہ شکم مادر میں پرورش پاتا ہے بالکل اسی طرح صدف میں موتی بنتا ہے۔ موتی میں رنگ دریاؤں اور سمندر کے کیمیاوی خواص سے بنتے ہیں اس میں کاربونیٹ آف لائم

شامل رہتا ہے۔ اچھی صدف صبح سویرے برآمد ہو کر شمال کی طرف اپنے دہن کو کھولتی ہے تاکہ نسیم سحری کے سبب اس کا موتی صفاف اور مجلّیٰ رہے۔ نقلی موتی اصلی موتی کی طرح بھاری اور روزنی نہیں ہوتا۔ سیاہ رنگ کا موتی جوہریوں میں کاکا باسی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ہلکا سیاہ اور سرخی مائل بھی ہوتا ہے۔ نظر بد اور دفع مرض بطور لاکٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ اصلی موتی کا رنگ، بدبو اور خراب پسینہ، چربی اور دھوئیں سے خراب ہو جاتا ہے۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ اس کے استعمال کرنے والے کی شادی کامیاب رہتی ہے اور زندگی خوشگوار بسر ہوتی ہے۔ موتی مزاج میں پارسائی پیدا کرتا ہے۔ مقوی روح ہے۔ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر کے صبر و استقلال پیدا کرتا ہے۔ جسم کو قوت دیتا ہے۔ مفرح ہے۔ وہم و خفقان کو دفع کرتا ہے۔ خونی دست، صفرا و نافع اسہال ہے۔ منہ سے خون آنے کو بند کر دیتا ہے۔ دافع امراض جگر و بواسیر اور دل و گردہ ہے۔ سرمی موتی صرف آنکھ کے لئے بہترین رہتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھ کی سفیدی اور کمزوری کو دور کرتا ہے۔ زمانہ شاہی میں اس کا چونا پان میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کا کشتہ مقوی قلب، مقوی دل و دماغ ہے۔ کشتہ کو قدرے معمولی طور پر شربت بنا کر پیا جائے تو آنکھ سے پانی بہنے کو بند کرتا ہے۔ موتی کو ریزہ ریزہ کر کے چالیس روز تک شیر خوار بچے کو کھلانے سے بچہ خسرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ عرق گلاب میں اس کا سفوف حل کر کے چہرہ پر ملنے سے چہرہ روشن رہتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مرجان کے ساتھ موتی کو اپنی خاص نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ موتی جنت کی نعمت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ غم حسینؑ میں آنکھ سے گرنے والے آنسو قیامت کے دن پروردگار عالم موتیوں میں تبدیل کر دے گا۔

امام بخاریؒ باب تزوج النبیؐ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ رسُول خدا کے پاس تشریف فرما تھے کہ حضرت خدیجہؓ تشریف لائیں تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ ان کو جنّت میں ایسے گھر کی بشارت سُنا دیجئے جو موتی کا ہوگا۔

اہل ہنود کی پُرانی کتب میں بھی موتی کا بہت ذکر ہے۔ عہد قدیم میں دیوتاؤں پر موتی چڑھانا بہت ثواب خیال کیا جاتا تھا۔ مصر میں بھی اس کا استعمال بہت ہوا اب سے قریب ایک صدی قبل صوبہ بنگال میں غیر شادی شدہ لڑکیوں کو عفت کا باعث خیال کرتے ہوئے استعمال کرایا جاتا تھا اور موتی کو پاک روح تصوّر کیا جاتا تھا۔ ہندو کتب میں لکھا ہے کہ سیتا جی کی شادی کے موقع پر کان اور ناک میں اعلیٰ قسم کے موتیوں سے جڑے ہوئے زیور استعمال کرائے گئے تھے۔ قدیم دور میں موتیوں کی بڑی تجارت ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ تاوان اور خراج کے طور پر بھی موتی وصول کیے جاتے تھے زیورات میں استعمال کرنا خواتین کے لیے مبارک سمجھا جاتا تھا۔ سچا موتی ناپاک خیالات اور سحر کو دفع کرتا ہے۔

اسقاطِ حمل کے لیے ایک دانہ موتی ڈوری میں باندھ کر حاملہ کی کمر میں باندھا جائے تو اسقاطِ حمل سے عورت محفوظ رہتی ہے! اس کی انگوٹھی مزاج میں خوشی پیدا کرتی ہے۔

موتی صاف کرنے کا طریقہ:۔

کچے چاول بھگو کر پیس لیں اس سے موتی کو خوب ملیں صاف اور آبدار ہو جائے گا۔

عہد قدیم میں ماہرین فن کئی طریقوں سے مصنوعی موتی بھی تیار کر لیا کرتے تھے

یہ اصل موتی کے مانند معلوم ہوتا تھا۔ رہو مچھلی کی آنکھ میں چاروں طرف کی رطوبت کو صاف کرلیں اور درمیانی حصہ یعنی آنکھ کا سفید دانہ (تخم) پر روئی لپیٹ کر ایک ہانڈی میں جس کے نصف حصہ تک بھینس کی پیوسی (وہ دودھ اُسی دن بچہ پیدا ہو اور بھینس کے بچے نے دودھ نہ پیا ہو) چار انگل اس پیوسی کے اوپر کپڑے کی پوٹلی میں وہ آنکھ لٹکا دیں۔ ہانڈی کا منھ بالکل بند کردیں تاکہ بھاپ نہ نکل سکے! اس ہانڈی کے نیچے ہلکی آنچ آگ کی دیں اس طرح کہ جوش کھائے لیکن اُبلنے نہ پائے صرف سر و پتی گرم ہو پھر آنکھ نکال کر سیندور میں دبا کر دھوپ میں دن بھر رکھ دیں۔ دوسرے دن فوراً کپڑے سے صاف کر ڈالیں آنکھ مثل موتی کے ہو جائے گی۔

موتی کو اُجلا اور آبدار کرنے کا طریقہ:۔

پھل لگکرونده کی لُبدی بنالیں انڈے کی زردی میں اس لُبدی کو موتی کے ساتھ احتیاط سے خوب پکائیں موتی صاف ہو جائے گا۔

سرخ موتی کو مجلا کرنے کا طریقہ:۔

اسفند فارسی، پھٹکری، کافور، زیتون کو ہموزن باریک کھرل کرلیں پھر دودھ میں گوندھ کر موتی اس میں پوشیدہ کردیں اور آٹے کے گولے میں رکھ کر گولے کو آگ کی بھوبھل میں احتیاط سے رکھ دیں تاکہ ہلکا پک جائے تھوڑے وقت کے بعد نکال لیں۔ موتی سفید اور نورانی ہو جائے گا۔ یہ طریقہ کار فنی اصول پر مبنی ہیں۔

شاہی زمانہ میں نواب ملکہ جہاں زوجہ ثانی محمد علی شاہ بادشاہ اودھ ہندوستان کے پاس ایک ایسی پازیب تھی جس میں عمدہ صراحی دار سچے موتی اور نگینے جڑے ہوئے تھے۔

لکھنؤ کے کاریگر نے اُسے نہایت صناعی سے تیار کیا تھا اسمیں خاص صفت یہ تھی کہ جب پازیب کے پھول کو کھول دیا جائے اور گچھے کو اوپر کی جانب کھینچا جائے تو گٹے سے گھٹنے تک جالی دار موتیوں کی جراب کی طرح پنڈلی کے چاروں طرف لچک دار طرز میں لپٹ جاتی اور جب درمیان سے کیل نکال دی جائے تو خود بخود کھسل کر گٹے کی طرف پازیب بن جاتی یہ پازیب شہزادی نواب امیر جہاں بیگم کو ملکہ جہاں کے بعد ترکہ میں ملی تھی اس کے متعلق تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ پازیب محل سے چوری ہوگئی۔

دُنیا کی حسین ترین عورت الزبتھ ٹیلر کے پاس ایک نادر سچا موتی ہے جس کا نام "الزبتھ ٹیلر" ہے یہ موتی لاکٹ میں جڑا ہوا ہے اس کی تاریخی حیثیت چار صدی سے زیادہ پُرانی ہے۔ یہ بھی شاہی خاندان کے شہزادوں کے ہاتھوں کے ذریعے یورپ کے دولت مند افراد تک پہنچا۔ موتی سیلون، لنکا، بصرہ، جاوا، جاپان، آبنائے فاسفورس، سویڈن، امریکہ، فن لینڈ، سماٹرا سے دستیاب ہوتا ہے۔

مقناطیس

اس کو فارسی میں سنگِ آہن رُبا، اور انگریزی میں میگنٹ (MAGNET) عربی میں حجر المقناطیس کہتے ہیں. اس پتھر میں سب سے زیادہ قوت اس کے سروں میں ہوتی ہے۔ لوہے کا ایسا ٹکڑا جس میں کسی دوسرے لوہے کے ٹکڑے کو اپنی طرف کھینچنے کی صلاحیت ہو مقناطیس کہلاتا ہے۔ قدرت نے زمین کو ایک بہت بڑی مقناطیسی طاقت عطا کی ہے۔ زمانہ قدیم میں مقناطیس سے مختلف بیماریوں کا علاج کیا جاتا تھا۔ اس علاج کی بُنیاد قدرتی ہے مختلف نئے طریقہ علاج

کی وجہ سے اس کے ذریعے علاج متروک ہو گیا لیکن اب یہ طریقۂ علاج پھر سے شروع کیا گیا۔ امریکہ، روس اور جاپان میں اس پر ریسرچ ہو رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ جس طرح بجلی کے تاروں میں کرنٹ گردش کرتا ہے بالکل اسی طرح مقناطیس بھی انسانی خون اور رگوں میں تیز رفتاری اور حدت بڑھاتا ہے۔ یہ کوئی طریقۂ علاج نہیں بلکہ ایک سائنٹیفک طرز علاج ہے۔ اس میں مختلف قوت کے مقناطیسی اعضاء پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ مقناطیسی علاج کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان سوتے وقت اپنا سر شمال کی جانب رکھے تو نیند پر سکون آتی ہے۔ بے خوابی کے لئے مقناطیس کے ٹکڑے پلنگ کے پاؤں کے نیچے رکھے جاتے ہیں یا مقناطیس کا ایک ٹکڑا کچھ منٹ کے لئے سرہانے رکھ دیا جاتا ہے جوڑوں کے درد اور ورم میں بھی یہ بڑا کارآمد ثابت ہوا ہے اس کا جسم سے چھونا ہی کافی ہوتا ہے۔ مقناطیس سے چھو کر پانی کے اثرات میں بھی تبدیلیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اصلی مقناطیس جب ہتھیلی پر رکھا جائے گا اور دوسرا ایسا ہی مقناطیس ہتھیلی کی پشت پر مس کریں تو وہ فوراً چپک جائے گا یعنی مقناطیسی قوت جسم کے اندر تک اثرانداز ہوتی ہے۔

مقناطیسی علاج میں پرہیز بھی ضروری ہے اس کے آدھا گھنٹہ قبل اور آدھا گھنٹہ بعد ٹھنڈی چیزوں کا استعمال منع ہے مقناطیس کا پانی بلڈ پریشر کے مریض کے لئے نقصان دہ ہے۔

تقسیم ہند سے قبل ۱۹۴۷ء میں جموں و کشمیر میگنیٹو کیور انسٹی ٹیوٹ (MAGNATO CURE INSTITUTE) نامی ایک ادارہ قائم ہوا تھا۔ یہ ادارہ مقناطیسی طریقہ کی تعلیم دیتا تھا۔ میرے صاحبزادے اخلاق حسن نے اس انسٹی ٹیوٹ سے رابطہ قائم کیا اور اس علاج کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ مذکورہ بالا ادارہ کے ممبر ہوئے اس ادارہ نے ایک تحریری سند بھی دی۔

مقناطیس کو روغن زیتون میں تر کرنے سے اس کی کشش ختم ہو جاتی ہے لیکن بکرے کے خون سے دھونے کے بعد پھر وہی اثر آجاتا ہے۔ اس میں خاص و عجیب صفت یہ اور ہے کہ پیاز اور لہسن کے عرق میں تر کریں تو اس میں لوہے کو کھینچنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے لیکن سرکہ میں ڈالنے سے پھر وہی اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص لوہے کا ریزہ یا برادہ پی گیا ہو اس کو دودھ میں مقناطیس گھس کر پلانے سے فوراً ریزہ اور برادہ قے کے ساتھ برآمد ہو گا۔ زہر کے بجھے ہوئے ہتھیار کا زخمی شخص دودھ میں مقناطیس کو گھس کر پی لے تو زہر باطل ہو جاتا ہے۔ مقناطیس کو پیر میں باندھنے سے مرض گٹھیا دفع ہوتا ہے۔ درد عرق النسآ کو بھی دفع کرتا ہے۔ اس پتھر کو حاملہ کی ران پر باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔

مصنوعی مقناطیس بھی عام ہو گیا ہے۔ اس میں کشش کرنے کی خاصیت پیدا کر دیتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں متحدہ عرب جمہوریہ کے ایک شہر جس کا نام "مقناطیسیہ" آباد تھا۔ اس شہر سے قریب ایک عجیب پتھر دستیاب ہوا۔ اس میں یہ خاص صفت تھی کہ لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا اور اس کو اگر لٹکا دیا جائے تو اس کا ایک کونہ ہمیشہ شمال کی طرف اور دوسرا کونہ جنوب کی سمت رہتا تھا۔ اس وقت سے اس کا نام مقناطیسی پتھر رکھا گیا۔ اس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی حصے میں سمتوں کا رخ معلوم کیا جا سکتا ہے مقناطیسی سوئی بتا دیتی ہے کہ مشرق و مغرب کس رخ پر ہیں اس مقناطیسی آلہ کو قطب نما کمپاس کہتے ہیں۔ اس کی دریافت گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ چونکہ اس پتھر سے

جہازوں کو سمت اور راستہ بتانے میں مدد ملتی رہی۔ جس کی وجہ سے اس کو "رہنمائی پتھر" بھی کہتے ہیں۔ مقناطیس نقلی اور مصنوعی بھی تیار کر لیا گیا ہے۔ اس میں بجلی کے زور سے لوہے کے ٹکڑوں میں مقناطیسیت دی جاتی ہے۔

کوہ مقناطیس۔ یہ پہاڑ دریائے قلزم کے پہاڑوں سے ملحق ہے۔ اس پہاڑ پر مقناطیس پایا جاتا ہے۔ یہاں کے ملاح بوجہ خوف اپنی کشتیوں میں آہنی کیلیں استعمال نہیں کرے۔

نیلم

فارسی میں یاقوت کبود، سنسکرت میں اندر نیلم اور انگریزی میں سیفائر (SAPPHIRE) اور نیلا، سوری رتن، چانک سیاک زلیفمر دبھی کہتے ہیں۔ نیلے رنگ کا قیمتی چمکدار پتھر ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے، جسم و آنکھ کو طاقت دیتا ہے۔ ملین طبع ہے۔ اس کی انگوٹھی جسم کو جلدی امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کا نیلا رنگ علامت وفا و خلق حسنہ پیدا کرتا ہے۔ زردی مائل نیلا، سیاہی مائل نیلا، اور سیاہ، سفیدی مائل نیلا، سبزی مائل نیلا اور کبود رنگ لیکن مثل مور کی گردن کا نیلا رنگ کا اچھا اور قیمتی ہوتا ہے۔ ہر شخص کے موافق نہیں آتا، جس کی موافقت کرتا ہے۔ اس کو ترقی اور مالا مال کر دیتا ہے۔ ورنہ سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

بعض نیلم جو منحوس ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں: جس نیلم کے اوپری حصے میں بادل کی سی چمک ہو وہ روپیہ اور عمر کو نقصان کر سکتا ہے جس میں چھائیاں اور کریک ہوں (چٹخا ہوا ہو) وہ نیلم نہایت نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ جس میں رنگ کا ایک جگہ

زیادہ اور گہرا ہو اور دُوسرا حصّہ مثل سفید شیشہ کے معلوم ہو تو وہ پتھر مزاج میں غصّہ اور لڑائی کا مادّہ پیدا کرتا ہے۔ تیسرے وہ نیلم جس میں پتھر کا ایک الگ ٹکڑا نظر آئے وہ کسی حادثہ میں ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔

عام طور پر تین رتی سے زیادہ وزن کا نگینہ زود اثر ہوتا ہے۔ اس نگینہ کی انگوٹھی پہننے والے کے مزاج میں سختی پیدا کرتی ہے۔ کمزور آدمی اپنے میں قوت اور طاقت محسوس کرتا ہے۔ جفا کشی اور استقلال کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے۔ صاحب انگشتری کو اپنی شہرت بہت عزیز رہتی ہے۔ یہ پتھر صحت اور تندرستی رکھنے میں بڑا معاون خیال کیا جاتا ہے۔ کمر میں باندھنے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔ اہل ہنود کی کتب میں اس کا بہت ذکر ہے۔ زمانۂ قدیم کے ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ اس کے پہننے والے پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اور عہدِ قدیم میں اس کو اہلِ یونان اپنے عظیم دلیوی، دلیوتاؤں پر چڑھانا ثواب سمجھتے تھے۔ دلی تمناؤں میں معاون اور محبت و پریم بڑھاتا ہے۔ حکیم افلاطون نے لکھا ہے کہ نیل گوں نیلم استعمال کرنے سے دوستوں کی نگاہ میں انسان عزیز رہتا ہے۔ ہمّت و حوصلہ بڑھاتا ہے اور آسمانی رنگ کا نیلم کسی فن میں کامل کرتا ہے۔ یورپ کا مشہور عالم مسٹر روبی بنونی یہ اس سلسلے کا فنی ماہر تھا اُس نے عجیب بات لکھی ہے کہ نیلم کا تعلق خاص موکل سے ہے اس کے استعمال سے یہ موکل تابع رہتا ہے۔

نیلم کو آفتاب کی کرنوں میں رکھنے سے نیلے رنگ کی شعاع ظاہر ہوتی ہے۔ سنہری اور روپہلی چمک کے بھی نیلم ہوتے ہیں۔

اس پتھر کا لگاؤ آسمانی بجلی سے خاص طور پر ہے۔ جو نیلم پہاڑوں پر سے دستیاب ہوتے ہیں وہ رنگ کے لحاظ سے اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں۔ اصلی نیلم کو

صاف پانی میں ڈالنے سے اس پتھر کا رنگ بھی ویسا ہی نظر آتا ہے۔

نیلم مفرح دل و دماغ اور دافع زہر خون ہے۔ دشمنوں کو زیر کرتا ہے۔ اس نگینہ کی انگوٹھی پہننے سے اولاد پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔

یہ نگینہ اپنے نام اور ستارے کے مطابق پہنا جائے تو بہتر رہتا ہے۔ نام کے لحاظ سے موافقت دیکھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مختصر کچے چاول میں نگینہ رکھ کر پڑھوا لیا جائے۔ (کراچی کے حضرات نگینہ پڑھوانے کے لئے بذات خود ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں) بیرون شہر کے حضرات جو نیلم کے استعمال کا ارادہ رکھتے ہوں۔ مندرجہ ذیل تفصیل تحریر کریں تاکہ چاول پڑھ کر روانہ کئے جاسکیں۔ نگینہ استعمال کرنے والے شخص کا پورا نام اگر کوئی دوسرا نام مع عرفیت ہو تو ضرور لکھیں۔ والدہ کا نام مع عرفیت، نگینہ کا رنگ (ہلکا یا گہرا) اور وزن۔ یہ نگینہ رات میں سرہانے رکھ کر سو رہیں۔ اگر خواب میں پانی نظر آئے تو نقصان نہ دے گا۔ پانی کے علاوہ اور کوئی چیز نظر آئے تو اس پتھر کو پہننا مناسب نہیں۔

انگلینڈ میں کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکہ وکٹوریا کے لئے تیار ہوا تھا، اس میں ایک نیلم جڑا ہوا ہے۔ یہ زمانہ قدیم کا مشہور نیلم ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں یہ نیلم سینٹ ایڈورڈ کی انگوٹھی میں سے نکالا گیا تھا۔

ملکہ ایلزبتھ دوم کی ملکیت میں ایک انگوٹھی ہے اس میں ایک بڑا نیلم جس کے چاروں طرف ہیرے اور لمبے یاقوت جڑے ہوئے ہیں محفوظ ہے۔ نیلم سیلون لنکا، برما، سیام اور آسٹریلیا سے دستیاب ہوتا ہے۔ اچھے قسم کا نیلم کشمیر میں بھی پایا جاتا ہے۔ لنکا جواہرات کی ایک بڑی منڈی ہے۔ سیام کے جنوبی مشرق

حصّے میں بھی نیلم پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی ملنے بھی ملنے کا امکان ہے۔

ہیرا

عربی میں الماس، سنسکرت میں ہیرکم اور انگریزی میں ڈائمنڈ (DIAMOND)۔ یہ انگریزی نام یونانی ہے جس کے معنی بہت زیادہ سخت اور مضبوط۔ اس کو ڈایامنٹ، ایڈی مس، الماہین، جونسیاک اور بجرم بھی کہتے ہیں عظیم القدر جواہر ہے۔ اصلی اور خالص ہیرا بے رنگ ہوتا ہے۔ جمادات میں سب سے زیادہ چمکدار ہوتا ہے۔ مزاج سرد وخشک ہے۔ یہ دُنیا بھر میں مشہور ہے۔ تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح کی قدیم داستانوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ عہد قدیم میں لوگ اس کی آب و چمک اور روشنی کی وجہ سے آگ والا پتھر کہتے تھے اس میں یہ خاص صفت ہے کہ روشنی کی شعاعیں اس سے ٹکرا کر واپس ہو جاتی ہیں۔ اگر سفید ہیرے کے کناروں پر موم لگا کر آفتاب کے سامنے رکھیں تو قوس قزح جیسا رنگ معلوم ہوتا ہے۔ بڑے ہیرے میں اکثر چہرہ اُلٹا نظر آتا ہے۔ شاہی پتھر کی حیثیت سے اس کی اہمیت اور قدر تھی۔ شروع زمانہ میں ہیرے کی پیدائش کو راز میں رکھا جاتا رہا۔ شہنشاہوں کے خزانوں میں بے نظیر اور نادر ہیرے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ اس میں چمک کے ساتھ تڑپ بھی ہوتی ہے۔

ہیرا خالص کاربن ہوتا ہے اس میں وہی بنیادی اجزاء ہوتے ہیں جو کوئلہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی چھ مشہور قسمیں ہیں۔

(ا) "بلوری"۔ یہ صاف اور شفاف چمکدار ہوتا ہے۔

(ب) "سیابی"۔ اس میں پارہ جیسی جھلک ہوتی ہے۔

(ج) "زاغی"۔ یہ معمولی سیاہی بق والا ہوتا ہے۔

(د) "حبشی": اس میں سیاہی رہتی ہے۔

(ہ) "نباتی": یہ معمولی شربتی رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن "رنگین ہیرے" نادریات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب میں چمکدار اور شفاف ہیرے کو 'برہمن'، شہد جیسے رنگ والے کو 'کھتری'، پیازی چمکدار کو مولیش، اور بھورے رنگ والے کو، شودر، کہتے تھے ان کی پوجا بھی کیجاتی تھی۔ اس کو دل پر مثل لاکٹ لٹکانے سے تقویت ہوتی ہے۔ رنج وخوف اور مرض مرگی کو دفع کرتا ہے، تسہیل ولادت ہے۔ اس کا کھانا کم سے کم مقدار میں بھی زہر قاتل ہے۔ تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ ہیرے کو پاس رکھنے سے انسان آسمانی بجلی سے محفوظ رہتا ہے۔

گریۂ اطفال کے لئے مفید ہے، دشمن پر غلبہ، دفع سحر اور دافع آفات ہے۔ حاملہ عورت کو اس کے بروقت باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ چشمۂ الماس کے پانی سے اگر صاحب جذام وفالج زدہ غسل کرے تو صحت ہوتی ہے۔

ہیرا قوت ارادی بلند کرتا ہے، تکان اور سستی پیدا نہیں ہونے دیتا۔ بمقابلۂ یاقوت یہ پتھر بہت قوی ہے ڈر اور خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔ فائدہ کرتا ہے تو بہت جلد اثر پذیر ہوتا ہے۔ چار رتی وزن کا ہیرا زود اثر رہتا ہے۔ انگوٹھی پہننے والے کی عزت ووقار بڑھاتا ہے اور سانپ سے محفوظ رکھتا ہے۔

طبیعت میں تیزی، فطرت اور عقل بڑھاتا اور سوچ سمجھ میں معاون ہے اس پر سورج کا خاص اثر رہتا ہے۔ مشغول ومصروف حضرات کے لئے اچھا پتھر ہے۔ ازدواجی تعلقات میں معاون ہے اور محبت بڑھاتا ہے۔

طبی طریقۂ کار میں ہیرا خود زہر ہے۔ لیکن زہر کا اثر زائل کرنے میں مفید ہے۔ اس کا کشتہ کیمیا میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ پارہ کو تمام کر دیتا ہے۔ (یہ ایک علیحدہ فن ہے)

ہیرے کو جلانے سے اس کے شعلہ کا رنگ نیلا مائل سفید ہوتا ہے۔ زمانۂ قدیم میں ہیرے کو جادو، سحر و آسیب دفع کرنے کے لئے خاص طور سے پہنتے تھے۔ اس کو پیٹ پر باندھنے سے خرابیٔ پیٹ دفع کرتا ہے۔ اور معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ ہیرا تندرستی پر اچھا اثر ڈالتا ہے اور بحث و مباحثہ کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ داغ دار ہیرا نحس اور سرخ دھبے والا خونی ہوتا ہے۔ ہیرے کو منہ میں رکھنے سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔

معمولی ہیرے کی کنی (ہیرے کا ذرہ) بھی اگر کوئی کھا لے تو مشکل ہی سے بچتا ہے۔ عہد قدیم میں فوج کے اعلےٰ افسر کو ہیرے کی انگوٹھی دی جاتی تھی تاکہ جنگ میں فوج کے پسپا ہونے پر افسر دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بادشاہ کی ہدایت تھی کہ ہیرا انگوٹھی سے نکال کر کھا لیا جائے اس طرح دشمن کے قبضہ میں فوجی افسر زندہ نہیں جا پاتا تھا اور فوجی راز محفوظ رہتے تھے۔ یہ جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ اگر اس کو فوراً ہی چند گھٹل پانی میں پیس کر دودھ کے ساتھ پلائیں یا بکرے کا کچا جگر کھلا دیں تو قے سے نکل جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تازہ گرم دودھ اور گائے کا گھی پلانے سے استفراغ کرایا جائے تاکہ کل ہیرا خارج ہو جائے بعد یخنی روغن دار پلانا سودمند ہے۔

اصلی ہیرا بکرے کے خون میں ڈال کر خوب پکانے سے وزن کم ہو جاتا ہے۔ یہ روشنی کو منعطف (REFLECT) بھی کرتا ہے۔

اس میں یہ خاص خوبی ہوتی ہے کہ آفتاب کی کرنوں میں رکھنے کے بعد اس کو اندھیرے میں لے جائیں تو کچھ دیر زیادہ منور اور درخشاں نظر آتا ہے۔ یہ اس کی معدنی طاقت ہے اور ہیرے کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا وزن قیراط یا گرام میں ہوتا ہے۔

(ایک قیراط = ۰.۲ گرام)

ہیرا جہاں زیادہ دستیاب ہوتا ہے وہاں آسمانی بجلی زیادہ گرتی ہے۔

یہ زیورات میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ بادشاہوں کے تاجوں اور تختوں کی زینت رہا ہے۔

قیمتی و نیم قیمتی ہیرے کی تفریق کے لئے کوئی خاص اصول نہیں اس جواہر کی قیمت کا انحصار اس کی خوبصورتی، عمدگی، وزن، کمیابی، رنگ خاص قسم کی بلوری چمک دمک میں پائیداری اور تراش وکٹاؤ پر ہوتا ہے۔ ہیرا تراشنے میں اگر اس کے کسی حصے کو غلط تراش دیا جائے تو پھر اس کی اصلاح ذرا مشکل سے ہوتی ہے۔ اس پر جِلا کرنے والے اپنے ہاتھ میں چمڑے کے دستانے پہنتے ہیں۔ لیکن ہیرے پر جلا کرنے والوں کی نگاہ جلد خراب ہوجاتی ہے۔ روم کے لوگ ہیرے کو بطور جواہرات استعمال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس سے دوسرے قیمتی پتھروں پر کندہ کیا کرتے تھے ۱۵۵۶ء میں برک نامی شخص نے ہیرے پر نقش کھودنے کا فن ایجاد کیا۔ کندہ کرنے کا طریقہ یہودیوں نے مصریوں سے سیکھا۔

ہیرا ہی صرف ایسا پتھر ہے جو ایک ہی کیمیائی جزو سے بنتا ہے۔ اور سب پتھروں میں زیادہ سخت ہے۔ اس کا ٹوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے اس لئے یہ کاٹا جاتا ہے۔ اس سے تمام چیزوں پر خراش ڈالی جاسکتی ہے۔ ہندوستان میں گولکنڈہ کی ہیروں کی کانوں کا ذکر اکثر وبیشتر کتابوں میں تحریر ہے۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن (ہندوستان) سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کسی زمانہ میں گولکنڈہ ہیرے کی تجارت کی منڈی تھی۔

برازیل بھی ہیرے کے لئے مشہور تھا۔ ہیرا زیادہ تر سونے کے ساتھ دریاؤں

کے بیسن میں کنکروں اور پتھروں سے دستیاب ہوا ہے۔

یہ پتھر پہاڑی سطحوں کے کنکروں اور پتھروں سے بھی حاصل کیا جاتا رہا ہے لیکن جنوبی افریقہ میں اس کی تاریخ کچھ مختلف ہے۔ شروع شروع یہاں بھی ہیرا دریا کے کنکروں اور پتھروں میں ملتا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد نئے ذرائع دریافت کئے گئے۔ عام طور پر ہیرا کوئلے کے ساتھ کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ سینکڑوں سال ہیرا بننے میں لگ جاتے ہیں۔ جب یہ نکالا جاتا ہے تو ایک کھردری معدنیات سے مشابہ ہوتا ہے اور کافی مرحلے طے کرنے کے بعد ہیرا تیار ہوتا ہے۔ عہد قدیم میں جس مقام پر ہیرا دستیاب ہوتا تھا وہاں انسان کو ڈسنے والے خطرناک جانور ہوا کرتے تھے جس کی وجہ سے ہیرا نکالنے میں مشکل ہوتی تھی اور مختلف ترکیب سے حاصل کیا جاتا تھا۔ ہیرا جب دستیاب ہوتا تو مثل بلور کے مجموعہ یا گچھے کی شکل میں ہوتا ہے۔ تراشنے کے بعد اس میں برقی چمک اور شعاعیں نکلتی ہیں جو کسی جواہر میں نہیں پائی جاتیں۔ نقلی ہیرا غیر شفاف ہوتا ہے۔

سیاہ ہیرا شیشے کو کاٹنے۔ شیشے کو پالش کرنے اور چٹانوں میں برما کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لعض صنعتوں میں اس کا استعمال بہت ضروری ہوتا ہے۔

اقوام قدیم میں ہیروں کو خزانوں کی ساکھ سمجھا جاتا تھا۔ قدرتی حالت میں ہیرے کھردرے کنکروں کی حالت میں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہیرے کی عمر کی کوئی حد نہیں۔

اتفاقات کا کسی کو کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۹۶۷ء میں ایک آدمی نے ایک بچے کے پاس ایک عجیب قسم کا پتھر دیکھا۔ یہ بچہ ہوپ ٹاؤن جو دریائے اورنج پر واقع ہے۔ ایک کھیت میں کھیل رہا تھا۔ یہ اعجوبہ پتھر گول تھا۔ اس شخص نے یہ پتھر بچے سے حاصل کر کے جب ماہر معدنیات کو دکھایا تو ہیرا نکلا۔ یہ ۲۲ ۱/۲ قیراط

وزنی تھا۔ اس ہیرے کو پیرس میں ۱۸۶۷ء کی نمائش میں بھی دکھایا گیا۔ پھر ہیرے حاصل کرنے کے لئے دریاؤں کی کھدائی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ اورنج اور وال دونوں دریاؤں کے رخ بدلے گئے تاکہ سطح سے کھود کر ہیرا نکالا جائے۔

ان دریاؤں کی سطحوں سے تقریباً ۸۵ ۹/۳ قیراط وزنی تک کے ہیرے کے ٹکڑے نکالے جا چکے ہیں۔

اسی زمانے میں دریائے وال کی خشک سطح میں ہیرے کی کئی کانیں دریافت ہوئیں۔ اس میں "کمبرلے" کان مشہور ہے لیکن اٹھارہویں صدی عیسوی سے بیشتر ہیرا صرف گولکنڈا ہندوستان میں اچھا نکلتا تھا۔ یہ صدی ہیروں کے لئے بہت مشہور ہے۔ اس دوران جو شخص جتنا زیادہ دولت مند ہوتا تھا۔ اتنا ہی زیادہ ہیرے استعمال کرتا تھا یا اس کے پاس محفوظ ہوتے تھے۔ دریاؤں سے نکالے ہوئے ہیرے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ اس کی قیمت مارکیٹ اور زمانے کے لحاظ سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

۱۸۸۸ء میں بغیر تراشے ہوئے ہیرے کی قیمت دنیا میں دو پونڈ سے تین پونڈ فی رتی ہوا کرتی تھی، لیکن صاف کئے ہوئے اور تراشے ہوئے ہیرے کی قیمت زیادہ تھی۔

اکثر ہیروں کی تہہ سبز پتوں پر ہوتی ہے۔ نگینہ بنانے میں عام طور پر ۳۵ سے ۶۰ فیصد حصہ صاف کرنے میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ شروع میں اس کا وزن قیراط کے نرخ میں ہوتا تھا۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا مختلف ملکوں میں وزن اور تول بدلتا رہا۔ ہندوستان میں جواہرات رتی سے وزن کئے جاتے ہیں۔ ایک رتی ۷/۸ قیراط کے برابر ہوتی ہے۔ ۱۹۰۷ء میں اوزان اور پیمائش کی بین الاقوامی مجلس نے

پیرس کے ایک جلسہ میں طے کیا کہ تمام دُنیا میں ایک ہی وزن اور پیمائش کے اوزان رکھے جائیں۔

دُنیا کے تقریباً اسّی (۸۰) مشہور ہیروں میں سے چند مندرجہ ذیل کا مختصر ذکر۔

الیاکس نظام ہیرا:۔ یہ مشہور ہیرا حیدر آباد دکن کے خزانے میں بغیر ترشہ ہوا محفوظ تھا۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہاں کے کسی گھوڑ سوار کو راستہ سے ملا تھا۔ اس وقت ریاست کے وزیر مال لالہ چندولال اور نظام حیدر آباد جو خود بھی جوہر شناس تھے جب اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو پتہ چلا کہ "کلورا" کی کان کا ہے اس کا وزن ۲۷۴ قیراط تھا یورپ کے مشہور جوہری ہاربرٹ نے اس کی بڑی تعریف لکھی ہے۔

جیک ڈائمنڈ:۔ نظام حیدر آباد دکن کے خزانہ کا یہ بھی مشہور ہیرا تھا۔ اس کو یاقوبی ہیرا بھی کہتے تھے نایاب اور نوادرات میں شامل تھا۔ میر عثمان علی خاں نے اسے ایک صدی قبل کسی بیرون ملک سے حاصل کیا تھا۔ اس کا وزن ۱۸۴۶٫۷۵ قیراط تھا۔ ایک ہیرا "کلی نان" (CULLINAN) ۱۵ جنوری ۱۹۰۵ء کو پریمیر کان "ٹرانسوال" دریا کے قریب نکالا گیا۔ ۴ انچ لمبا، ۲½ انچ چوڑا، اور دو انچ موٹا تھا۔ اس کا وزن ۶۲۱٫۲ گرام یا ۳۶-۹۵- ایک پونڈ یا ۳۱۰۶ قیراط تھا۔ اس ہیرے کا نام سرتھامس کلے نان کے نام پر رکھا گیا تھا جو کہ پریمیر کمپنی کے صدر تھے۔ اس ہیرے کو ٹرانسوال کی حکومت نے سنہ ۱۹۰۷ء میں ۱۵۰۰۰۰ لاکھ پونڈ میں خرید کر بادشاہ ایڈورڈ کو بطور عطیہ پیش کیا۔ اس ہیرے کے نو بڑے اور چھیانوے چھوٹے مزید ٹکڑے کیے گئے تھے۔ یہ تمام ہیرے تاج میں جڑے ہیں۔ یہ تاج لندن کی نمائش گاہ میں موجود ہے۔ "کلی نان ہیرا" تقریباً دُنیا کا وزنی ہیرا ہے۔

ایک دوسرے ہیرے کا وزن اس سے بھی بڑھ گیا ہے۔ یہ ۱۸۹۵ء میں برازیل میں نکالا گیا تھا۔ اس کا وزن ۹ ۔ ۶۳۱ گرام یا ۵ ۔ ۳۱۵۹ قیراط ہے۔

تیسرا دنیا کا سب سے وزنی ہیرا ایکسل سر (EXCELSIOR) مانا جاتا ہے۔ یہ ۱۸۹۳ء میں اورنج آزاد اسٹیٹ کی ایک کان سے نکالا گیا تھا۔ یہ ہیرا ۲½ انچ لمبا۔ ۲ انچ چوڑا اور ایک انچ موٹا ہے۔ اس کا وزن ۶ ۔ ۱۹۹ گرام یا ۱۵۹۵۲ قیراط ہے۔ اس ہیرے کا جب کوئی خریدار نہ مل سکا تو ۱۹۰۳ء میں ایک سو اکیس ٹکڑوں میں کاٹ دیا گیا۔

۱۹۳۴ء میں جے کوملس جانکر" نے ہیری سیر کان سے ایک ہیرا نکالا، اس کا وزن ۷۲۶ قیراط تھا۔ یہ فوزہی ڈائمنڈ کارپوریشن نے ۷۵ ہزار پونڈ میں خرید کیا۔ لعد میں یہی ہیرا بہت زیادہ قیمت پر امریکہ میں فروخت ہوا۔

ان کے علاوہ ایک اور بڑا ہیرا "جوبلی" ہے۔ یہ ۱۸۹۵ء میں جے گریس فاونٹین کی کان سے اورنج آزاد اسٹیٹ میں نکلا تھا۔ اسی سال ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی تھی۔ اس ہیرے کا وزن ۸ ۔ ۶۵۰ گرام تھا۔ لیکن صاف کرتے وقت اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ایک اور ہیرا جس کا وزن ۶۰۰ قیراط سے زیادہ تھا، اسی کان سے ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان میں پایا گیا تھا۔

ہندوستان میں بھی کئی نایاب ہیرے دستیاب ہوئے۔ ان میں ۹۶۰۷ قیراط کے وزن کا ہیرا ۱۸۸۱ء میں مدراس میں پایا گیا۔ ایک ہیرا شہنشاہ اورنگ زیب کے خزانے میں ۱۶۶۵ء میں تھا، یہ بہترین تراش کا اور اس کا وزن ۲۸۰ قیراط تھا۔ اس کے متعلق مزید تفصیل نہیں مل سکی۔ دنیا کے بڑے ہیروں میں راجہ صاحب فتح پور

(بھارت) کے پاس "گوبند" نامی ہیرا تھا، اس کا سائز لیموں کے برابر اور قیمت نوے ہزار پونڈ بتائی جاتی تھی۔

دُنیا کا مشہور "کوہ نور" ہیرا۔ یہ ہیرا پندرہویں صدی عیسوی میں گولکنڈا کی کان سے نکلا ہوا اپنی نوعیت کا انوکھا ہے جس کا وزن ۸۰۰ کیرٹ تھا۔ یہ ہیرا دُنیا کا قدیم ترین ہے۔ اس کی کہانی چار ہزار سال سے کتب میں درج ہے۔ تاریخی حیثیت سے اس کا واقعہ عجیب دلچسپ ہے۔ اہل ہنود اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ یہ ہیرا ایک صدی قبل مسیح راجہ اُجین کے قبضہ میں رہا اس کے بعد شاہان مالوہ کی ملکیت میں آیا پھر علاؤالدین خلجی کے پاس پہنچا۔ بقول مورخین پانی پت کی لڑائی کے بعد "کوہ نور" مغل بادشاہ ہمایوں کے پاس محفوظ ہوگیا۔ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ یہ ہیرا نادر شاہ کے پاس رہا۔ اس کے قتل کے بعد احمد شاہ ابدالی اس کو افغانستان لے جانے میں کامیاب ہوا۔ پھر حالات نے رخ بدلا تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس آیا۔ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب میں سکھ فوج کو شکست دی تو سر ہنری لارنس نے ڈاکٹر جان لاگن کو حکم دیا کہ قلعہ لاہور میں قیمتی جواہرات کی فہرست بنائیں اس وقت قلعہ کی موتی مسجد کے توشہ خانہ میں رنجیت سنگھ کا سونے کا تخت جواہرات سے آراستہ، ہاتھی کا ہودہ اور نادرات وقیمتی اشیاء محفوظ تھیں۔ ڈاکٹر لاگن کی فہرست میں کوہ نور ہیرا بھی شامل تھا، ایسٹ انڈیا کے بورڈ نے طے کیا کہ اس ہیرے کو ملکہ وکٹوریہ کو بطور تحفہ پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر لاگن نے ہیرے کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے تین آدمیوں کا انتخاب کیا ان میں دیوان دینانا تھ نورالدین اور امرتسر کا کرڈیتی سکھ جو حکومت کا خزانچی بھی تھا شامل کر لیا گیا اس خزانچی نے تفصیل معلوم کی تو پتہ چلا کہ شاہ شجاع والی افغانستان نے جب رنجیت سنگھ

سے پناہ طلب کی تو رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع الملک پر دباؤ ڈالا کہ کوہ نور ہیرا اس کے حوالے کر دے لیکن شاہ نے ایک قیمتی پکھراج دیا۔ یہ پکھراج بھی ضبط کر لیا گیا تشدد کرنے پر ہیرا شاہ کو حوالہ کرنا پڑا۔ مہاراجہ نے اسے اپنے خزانہ میں محفوظ کر لیا۔ ۱۸۳۶ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ سخت بیمار ہوا۔ نجومیوں نے مشورہ دیا کہ "کوہ نور" کو خیرات کر دیا جائے۔ مہاراجہ نے حکم دیا کہ اس ہیرے کے بجائے نقد رقم خیرات کی جائے اس طرح یہ ہیرا ظاہر نہ ہو سکا۔

"کوہ نور" کو لندن روانگی سے قبل ڈاکٹر جان لاگن ہر وقت اپنے کمر میں باندھے رکھتا تھا اور حکم تھا کہ رہائش گاہ پر سخت پہرہ رہے۔ ۱۸۴۹ء میں لارڈ ڈلہوزی لاہور آیا۔ ڈاکٹر جان لاگن نے ایک خاص تھیلی میں ڈلہوزی کے حوالے کر دیا۔ اس نے ۶ اپریل ۱۸۵۰ء کو رائل نیوی کے ذریعہ ایچ۔ ایم۔ ایس منڈیا نامی جہاز سے براستہ بمبئی لندن بھیج دیا۔ اس نایاب ہیرے کا بکس خود وزیر اعظم نے اپنے ہاتھ سے قصر بکھنگم میں کھولا اور ملکہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لندن میں اس کے لئے بہت خوشی کے ساتھ جشن منایا گیا۔ کوہ نور کو تراش کے لئے ہالینڈ روانہ کر دیا گیا تاکہ نئے طرز میں ہو جائے۔ ادھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لڑکے دلیپ سنگھ کو لندن لایا گیا تاکہ نئے طرز میں ترشا ہوا کوہ نور ہیرا وہ اپنے ہاتھ سے ملکہ کی خدمت میں پیش کر دے اس سلسلے میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں پروگرام کے تحت اس نادر ہیرے کو آداب شاہی کے طرز میں پیش کر دیا گیا۔ اس ہیرے کے متعلق مشہور ہے کہ جس کے پاس رہا اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاریخی حالات سے بھی یہی پتہ چلتا ہے مثلاً "کارتار" جنگ میں شکست کھا کر قتل کر دیا گیا۔ "اوجین" کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی۔ "شاہ رخ" اندھا ہو کر قتل کیا گیا۔ "شاہ شجاع" قید

میں اندھا ہوا۔ مہاراجہ رنجیت فالج میں مبتلا ہوا۔ کھڑک سنگھ کو زہر دیا گیا۔ شیر سنگھ کو گولی ماری گئی وغیرہ۔ برطانیہ کا عروج زوال میں تبدیل ہوا۔ یہ مشہور ہیرا ملکہ میری کے تاج میں جڑا ہوا ہے۔ ملکہ ایلزبتھ نے تاجپوشی پر جو تاج پہنا تھا، اس میں یہ ہیرا لگا ہے! اس ہیرے کے لئے مشہور ہے کہ عورت کو راس آتا ہے۔ لیکن مردوں کے لئے نحس اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے! ان تواریخی ہیروں میں جہاں دلچسپی ہے وہاں بادشاہوں کے زوال، ان کی روایتی وابستگی خاص طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔

ایک اور ہیرا "ارلو" نامی ہندوستانی طرز پر تراشہ ہوا جس کا وزن ۴-۱۹۹ کیرٹ ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ ہیرا روس کی ملکہ دوم کیتھارائن کو ۱۷۷۳ء میں دیا گیا تھا۔

شاہ نامی ہیرا بھی ہندوستانی ہے۔ گولکنڈا کی کان سے دستیاب ہوا تھا اس کا کنارہ ایسا ہے کہ ڈورے میں باندھ کر بطور لاکٹ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور روس کے خزانے میں موجود ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ اس ہیرے پر اس کی تاریخ اور ایک نقش سے نظام شاہ کا نام ظاہر ہوتا ہے۔ اس ہیرے پر دوسرے نقش سے ۱۵۹۱ء اور شاہجہاں کا نام ظاہر ہوتا ہے۔ تیسرا نقش ایرانی شاہ فتح علی کا ہے جس کا تعلق ۱۸۲۴ء سے ہے۔ اس کا وزن ۷۰-۸۸ قیراط ہے۔

کچھ ہیرے، "فلورین ٹائن"، گرینڈ ڈیوک آف نیوز کنی آسٹریلین بلو نامی پندرھویں صدی سے مشہور ہیں۔ اور ہندوستانی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔

"پٹ یا ریجینٹ" نامی ہیرا حیدر آباد دکن (بھارت) سے مسٹر پٹ نے جو فورٹ سینٹ جارج مدراس کے گورنر تھے۔ بیس ہزار پونڈ میں خریدا تھا۔ گولکنڈا

سے ۱۵۰ میل کے فاصلے پر کستنا کی کان سے نکالا گیا۔ یہی ہیرا پھر گورنر پٹ نے "ڈیوک آف آرلینس" کے ہاتھ تقریباً ایک لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ میں فروخت کیا اس کا وزن ۱۴۱ قیراط تھا۔ تراشنے کے بعد ۱۳۵ قیراط رہ گیا۔ اس ہیرے کو تراشنے اور بنانے میں دو سال کا عرصہ لگا اور تراشنے میں پانچ ہزار پونڈ صرف ہوئے۔ یہ ہیرا فرانس پہنچا۔ ۱۷ اگست ۱۷۹۲ء میں انقلاب فرانس میں چوری ہوا لیکن چور اُسے علیحدہ نہ کر سکے آخر واپس کرنا پڑا۔ اب اس وقت پیرس میں ہے۔ یہ تمام ہیرے ۱۷۵۳ء میں برطانوی عجائب خانہ میں لائے گئے تھے۔ کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکہ وکٹوریہ کے لئے تیار ہوا تھا، اس تاج میں ایک ہیرا "سیکنڈ اسٹار آف افریقہ" نامی لگا ہوا ہے۔

ٹرانس وال کے عہد میں یہ ہیرا ۱۹۰۷ء میں شاہ ایڈورڈ ہفتم کو پیش کیا گیا تھا۔

ایک ہیرا "تاج ماہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ہیرا میر جملہ کے ہاتھوں شاہجہاں کو پیش کیا گیا تھا۔ یہ خاندانِ مغلیہ سے نادر شاہ کے ہاتھوں سے گزرتا ہوا شاہ فارس کے پاس پہنچا۔ اس کا وزن ۱۴۶ قیراط تھا، اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے انوکھا اور بڑی خاص آب و تاب کا ہیرا تھا۔ اب یہ شاہی خزانہ ایران میں بتایا جاتا ہے۔

ایک نادر ہیرا "الماس شاہ عباس" کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۸۳۲ء میں جب شاہ عباس مرزا کی فوج نے خراسان کا محاصرہ کیا تو یہ نادر ہیرا ایک اجنبی آدمی کے ذریعہ شاہ عباس مرزا کے ہاتھ آیا، اس کا وزن ۳۰ قیراط تھا۔ یہ ہیرا ایک طرف سے چوڑا تھا، "الماس اکبر شاہ جہانگیر شاہ" شاہجہاں کے عہد تک خاندانِ مغلیہ میں رہا۔ اس ہیرے پر شاہجہاں نے دونوں طرف طغرے کندہ کرائے تھے جس پر ۱۰۲۸ء کندہ تھا۔ یہ ہیرا اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں لاپتہ ہوگیا۔

"المااس نیپولین"، کے نام سے مشہور تھا۔ شاہ نپولین بونا پارٹ سے آٹھ ہزار پونڈ میں خریدا تھا۔ جب نپولین کی شادی ہوئی تو اس نے اپنی تلوار کے قبضہ میں مزین کرایا تھا۔

برازیل ڈائمنڈ اسٹار آف ساؤتھ:۔ یہ نایاب ہیرا ۱۸۵۳ء میں برازیل کی کان سے دستیاب ہوا اس کا وزن ۸۸۔۲۶۱ قیراط تھا اور یہ چالیس ہزار ڈالر میں فروخت ہوا۔ بعد میں تراشہ گیا اور مہاراجہ بڑودا نے خرید کیا تھا۔
اسی قسم کا دوسرا ہیرا بھی برازیل سے دستیاب ہوا تھا یہ مسٹر ڈرسڈن کے نام سے منسوب و مشہور ہے۔ بندے کی شکل میں تھا اسے بھی مہاراجہ بڑودا نے خرید کیا تھا۔

دریائے نور:۔ یہ "اولول"، ہیرا مغل اعظم سے منسوب ہے۔ ماہرین کے خیال میں ہندوستانی ہیروں میں اعلیٰ ترین تھا۔ یہ گولکنڈا کی کان کلور سے سترھویں صدی میں دستیاب ہوا اور سری رنگم کے مندر ترا چناپلی میں برہما کی مورتی کی آنکھ کی جگہ نصب تھا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایک فرانسیسی سپاہی نے مندر کے پوجاری سے مل کر اُسے حاصل کر لیا اور انگریزی جہاز کے ایک کپتان کے ہاتھ دو ہزار ڈالر میں فروخت کیا۔

ناسک (NASSAK):۔ اس ہیرے کا نام ایک "ناسک" جگہ کے نام سے منسوب ہے۔ جو بمبئی سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ہیرا جوار کے مندر میں تھا مرہٹوں کے دور میں اسے مندر سے نکال لیا گیا اور ۱۸۱۸ء میں مال غنیمت کے طور پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں آیا۔ پھر ایک مشہور جوہری نے اسے خرید کر لیا۔ اس کی شکل مخروطی تھی لیکن بعد میں خوبصورت طرز میں

تراشہ گیا۔ ۱۸۳۷ء میں مارکولس آف ویسٹ منسٹر نے خرید کیا اور اب تک اس کے خاندان میں محفوظ ہے اس کا وزن ۳/۹ ۸۹ قیراط تھا اب ۱/۲ ۸۰ قیراط ہے۔

پولار اسٹار (POLAR STAR):۔ یہ خوبصورت ہیرا صرف چالیس قیراط وزن کا ہے اور روس کی ملکیت میں تھا۔

ہُوپ (HOPE):۔ یہ انوکھا اور رنگین ہیرا بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کا وزن ۴۴ ۲۴ قیراط ہے۔ رنگ اس کا نیلم جیسا ہے۔ یہ گولکنڈا کے کلورا کان سے دستیاب ہوا تھا مسٹر نادر نے اپنی سیاحت کے دوران ۱۶۴۲ء میں خرید کیا اور ۱۶۶۸ء میں مسٹر لوئس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ ہیرا انقلاب فرانس کے بعد ۱۷۹۲ء سے ۱۸۳۰ء تک لاپتہ رہا۔ ۱۸۴۰ء میں اس کے منحوس اثرات کے متعلق بہت سے مختلف مضامین شائع ہوئے۔ پھر یہ ۱۸۶۸ء میں فروخت ہوا اور امریکہ چلا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں فرانس کے ایک بڑے جوہری نے خریدا اس کی قیمت اندازاً ۲۴۰۰۰ ڈالر تھی۔ یہ ہیرا اب تک بدنصیبی کے لئے مشہور ہے۔

پاشا آف ایجپٹ (PASHA OF EGYPT):۔ یہ چالیس قیراط کا خوبصورت اور آب وچمک میں بے نظیر ہیرا ابراہیم وائسرائے آف مصر نے اٹھائیس ہزار ڈالر میں خریدا تھا مصری جواہر خانہ میں سب سے اعلیٰ یہی ہے۔

بغداد کے خلیفہ مامون الرشید کی شادی کی خوشی کے موقع پر محل کی چھت سے چھوٹے چھوٹے ہیرے تمام مہمانوں پر برسائے گئے۔ تاریخی لحاظ سے تخمیناً ان ہیروں کی قیمت اس وقت پندرہ لاکھ ڈالر سے زائد تھی۔

نقلی ہیرا بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ شیشہ سے بنتا ہے۔ کچھ چالاک لوگ ایک اصلی ہیرا اور دوسرا نقلی تلے اوپر جوڑ دیتے ہیں۔ یہ دیکھنے میں ایک ہی معلوم ہوتا ہے لیکن

خوردبین سے اس کا جوڑ معلوم ہو سکتا ہے۔ گرم پانی، تیل یا اصلی شراب میں ترکیبی ہیرا ڈالنے سے ٹکڑے جدا ہو جاتے ہیں۔ ترکیبی ہیرا بنانے میں کافی اخراجات ہوتے ہیں۔

ایک فرانسیسی کیمیاگر جس کا نام موئشن تھا۔ اس نے ترکیبی ہیرا مثل اصلی کے بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اخراجات زیادہ ہونے پر تجارتی نقطۂ نظر سے یہ تجربہ کامیاب ثابت نہ ہوا۔

کچھ اور لوگوں نے بھی ترکیبی ہیرے بنانے میں مختلف طریقے اختیار کئے لیکن مستقل طور پر کارآمد ثابت نہ ہو سکے۔ الزبتھ ٹیلر کے تاج میں تمام گراں بہا ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام ہیروں کی مجموعی قیمت کا اندازہ چھ کروڑ روپے لگایا گیا ہے اس تاج کے لئے مشہور ہے کہ زیادہ دیر تک اس پر نظر رکھنے سے ہیروں کی چمک دمک کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔

قدرتی ہیرا تیار ہونے میں سینکڑوں سال لگتے ہیں جبکہ مصنوعی ہیرا سائنسدان چند مہینوں میں تیار کر لیتے ہیں۔ کارخانوں میں آگ کی بھٹیوں میں ایک مقررہ وقت تک مصنوعی اِمی ٹیشن کی قلمیں رکھی جاتی ہیں۔ ان قلموں میں کیمیائی اجزاء شامل کئے جاتے ہیں اور آگ کی حرارت سے رنگ چڑھ جاتا ہے پھر ان کو تراش اور خراش کر مثل اصلی ہیرے کے بنایا جاتا ہے مصنوعی شناخت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر بھی بہت سے رنگ پوشیدہ رہتے ہیں۔

ہیرے کی مشہور کانیں کانگو، پرتگال، انگولا کی حبر، ساؤتھ افریقہ، گھانا، جنوبی روڈیشیا، ٹانگانیکا، بورنیو، اورنیو، آسٹریلیا، ساؤتھ ویلز و برطانوی گنی میں ہیں۔

یاقوت

فارسی میں بہرمانی، سنسکرت میں مانکیہ پدم راگ اور انگریزی میں (RUBY)
اور اولیس، روبن کہتے ہیں۔ اس کا رنگ گہرا سُرخ، گلابی، نارنجی، زعفرانی، ارغوانی
چمکدار ہوتا ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ سیاہی مائل خراب مانا گیا ہے۔ مزہ پھیکا مزاج
سرد و خشک و معتدل ہے۔ اس پتھر کی سختی نو درجہ ہوتی ہے۔ اور یہ ہیرے سے
کٹ سکتا ہے اگر فلٹر سے اس کی روشنی کی شعاع پاس ہو جائے تو نقلی ہوتا ہے
رنگ میں سُرخ مثل کبوتر کی آنکھ عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم کی ایک نادر کتاب
میں تحریر ہے کہ اس پتھر کی خلقت آب شیریں سے ہوتی ہے جو دو پتھروں کے
درمیان ایک عرصہ تک رہتا ہے۔ یہ پانی گاڑھا ہو کر صاف اور سنگین ہو جاتا ہے۔
پتھروں کی گرمی اور حدت اس کو پختہ کر کے سخت کر دیتی ہے۔ اس جواہر میں کیمیائی
طور پر ۹۰ فیصد ایلومینا ڈیڑھ سو فیصد چونا اور معمولی مقدار میں کرومیم شامل ہوتی ہے۔
اس کو کئی درجہ دے کر مختلف نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ سُرخ احمری، گہرا لال،
سُرخ اودی، گلابی رنگ، سُرخ نارنجی، گہرے لال میں پیلا رنگ ظاہر کرے۔
سُرخ، لیموی، زردی مائل، یاقوت رمانی، جس کا رنگ انار کے دانہ سے مشابہ ہو۔

بقول ارسطو یاقوت شریف و نفیس ہے اس میں کچھ نقطے معلوم ہوتے ہیں
اور مختلف قسم کے عکس ہوتے ہیں۔ کان سے نکلتا ہے۔ یہ پتھر سب جواہرات سے
افضل کہا گیا ہے اور بڑا قبول نظر ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم کے شعراء اس جواہر کو
اپنے لب محبوب سے تشبیہہ دیتے تھے۔ یاقوت کو شب چراغ بھی کہا گیا ہے۔ یہ فراغ
دلی محبت اور شفقت بڑھاتا ہے۔ پرانے زمانے میں رسم شادی کے لئے

یاقوت کی انگوٹھی کی بڑی اہمیت تھی۔ ازدواجی زندگی میں بڑا معاون پتھر ہے۔ زمانہ حال میں بھی انگوٹھی پہننا نیک شگون اور پختگی کا باعث رہتا ہے۔ اس کو وفاداری رفاقت و دوستی کا معاون سمجھا جاتا ہے۔ تعلقات بہتر رکھتا ہے۔ فکر اور پریشانی دُور کرتا ہے۔ اس میں حرارت زیادہ ہے اس کا رنگ مزاج میں تیزی اور پھرتی پیدا کرتا ہے۔ ترقی روزگار میں ذرائع پیدا کرتا ہے امور معاش کے لئے اچھا پتھر ہے۔

جوہری حضرات اس کو کئی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں، چولان، جسکا رنگ گاڑھا سُرخ ہو، بنوسی معمولی سیاہی مائل، کھیرا، اس کا رنگ سُرخ کھقی، اطلسی، یہ گہرا سُرخ یاقوت ہے۔

طبی طرز میں اس کا سُرمہ آنکھ کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور یہ پتھر مرض طاعون سے محفوظ رکھتا ہے اس کو رگڑنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مفرح قلب و مقوی اعضائے رئیسہ ہے اور رطوبت خشک کرتا ہے۔ مفرح ہے۔ وحشت اور دافع زہر ہے۔ خفقان کو فائدہ کرتا ہے۔ یاقوت کے پیالے میں شراب رکھنے سے اس کا نشہ اور تیزی زائل ہو جاتی ہے۔

یاقوت جاری خون بند کر دیتا ہے۔ اور مصفی خون ہے۔ یہ پتھر کُل جواہرات سے افضل ہے۔ اس کے دیکھنے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔ اس کو املی کے پانی سے صاف کیا جا سکتا ہے۔

خراب پسینہ، بدبو، دھواں، اصلی یاقوت پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔ اس جوہر میں چیر (بیت) مثل ابرق کی چادر کے شگاف وار دھاریاں و نیز زردی مائل رنگ عیب سمجھے جاتے ہیں۔

بقول حکمائے سابقین یہ جواہر استقلال، ہمت اور طاقت برقرار رکھتا ہے۔

مرض مرگی، ہیضہ، طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔ خون کو باقاعدہ متحرک رکھتا ہے۔ اس کی انگوٹھی گٹھیا کے مرض میں مفید ہے۔ دل میں شیطانی حرکت پیدا نہیں ہونے دیتا۔ خونی امراض میں بھی مفید ہے۔ روح کو طاقت دیتا، پیاس کی شدت کم کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے مرض گٹھیا نہیں ہوتا۔ اور اس کی انگوٹھی امراضِ قلب کو دفع کرتی ہے۔

اس پتھر کے متعلق مستند کتب میں نظر سے گزرا ہے کہ تمام پہاڑوں سے پہلے اس پتھر نے ولایتِ اہل بیت علیہ السلام کا اقرار کیا۔ ارشاد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہے کہ یاقوت ہاتھ میں پہننے سے فقر و پریشانی دفع ہوتی ہے۔ آپ کے دستِ مبارک میں منجملہ اور انگوٹھیوں کے یاقوت کی انگوٹھی بھی تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے کہ یاقوت فقیری زائل کرتا ہے۔ شیخ محمد بن بابویہ علیہ الرحمۃ کتاب ثواب الاعمال میں آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ یاقوت کی انگوٹھی پہننا مسنون اور ثواب ہے۔ یہ نگینہ سب سے افضل ہے۔ جناب مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ علیؑ بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں ہر مومن کے لئے یاقوت کی انگوٹھی بہتر جانتا ہوں۔ بعض کتب میں ان ہی حضرات سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی انگشتری جو حالتِ رکوع میں سائل کو آپ نے مرحمت فرمائی تھی وہ یاقوت سُرخ کی تھی۔ اس کا وزن پانچ مثقال اور چاندی چار مثقال (کل انگشتری تقریباً تین تولہ ساڑھے چھ ماشے وزن کی تھی) قیمت اس کی چھ سو خروار نقرہ اور چار خروار طلائی تھی۔ کتب میں اس کے متعلق تحریر ہے کہ وہ انگوٹھی طوق بن حران کی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ابن کناد کی تھی۔ جس وقت حضرت علی السلام نے اس کافر کو قتل کیا اس کے ہاتھ میں

یہ انگشتری تھی۔ یہ انگشتری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دی گئی۔ آنحضرتؐ نے وہ انگشتری حضرت علی علیہ السلام ہی کو عطا فرمادی۔ آپؑ نے اس کو زیبِ انگشت فرمایا۔ تہذیب المتین جلد ۱ اور دیگر کتب میں تحریر ہے کہ ایک روز ہمراہ حضرت خاتم الانبیاءؐ مع دیگر اصحاب نماز ظہر مسجد میں ادا فرما رہے تھے کہ ایک شخص بصورت سائل مسکین صفوف نماز کے گرد پھر رہا تھا۔ اور سوال کر رہا تھا۔ جب کسی نے توجہ نہ کی تو اس نے دستِ دُعا ربّ العزت کی بارگاہ میں بلند کئے اور کہا کہ میں نے تیرے رسولؐ کی مسجد میں سوال کیا۔ کسی نے مجھے کچھ نہ دیا۔ اب میں محروم ہو کر جا رہا ہوں۔ یہ الفاظ حضرت علی علیہ السلام نے سُنے۔ آپؑ نے انگشتِ مبارک کو اس کی طرف حرکت دی۔ مسکین قرینہ سمجھ گیا۔ اس نے جلد انگشتری اُتار لی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے واقف ہوئے۔ بعد فراغت نماز دستِ مبارک بجانب آسمان بلند فرمائے اور مناجات کی، ابھی مناجات حضرتؐ کی ختم نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل علیہ السلام نے نزول فرمایا اور اس آیت سے بشارت دی۔ (اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ) یعنی یقیناً (صرف ایسا ہی ہے کہ) اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں (ایسے ایمان والے ہیں جو) نماز پڑھتے ہیں اور بحالتِ رکوع (اثنائے نماز میں) زکوٰۃ دیتے ہیں۔

حاکم وادنیٰ وفضل کوئی نہیں ہے کہ تصرف تمہارے امور میں کرے۔ مگر خدا اور رسولؐ اور وہ شخص ہیں جو اور نماز قائم کرتے ہیں اور اثنائے نماز میں بحالت رکوع زکوٰۃ دیتے ہیں۔

صحبت جلد اثر کرتی ہے

بعض کتب میں اس طرح تحریر ہے کہ بوقت نماز ظہر جنات و بنی آدمؑ حاضر تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بھی بصورت سائل آکر درمیان صفوں کے پھرتے تھے۔ جب وقت رکوع آیا پشت حضرت علیہ السّلام آکر کھڑے ہو گئے اور سوال کیا۔ حضرتؑ نے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ انگوٹھی دستِ مبارک کرامت ظہور سے سائل کی طرف چلی گئی اس واقعہ سے ملائکہ میں ایک گفتگو اور غلغلہ پیدا ہوا اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بے شمار نعمتیں آپ کے خاندان کے لیے پروردگار عالم نے عطا فرمائی ہیں۔ آں حضرتؐ نے حضرت علی علیہ السّلام سے اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ نعمت فانی اور ناپائیدار دنیا ہے۔ اس کے حلال مال میں حساب اور حرام میں عذاب ہے۔

مناقب مرتضوی اور امام غزالیؒ نے کتاب سرّ العالمین میں بھی یہی واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ انگشتری حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السّلام کی تھی اور تبرکات انبیاء علیہم السلام میں داخل ہے۔ جب یہ انگشتری حضرت علی علیہ السلام نے سائل کو دے دی۔ پھر ائمہ طاہرین علیہم السّلام کو کیوں کر پہنچی۔ بہ حیثیت میراث ہونے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اس انگشتری کو کافی رقم میں خرید فرمایا تھا ایک روایت میں ہے کہ سائل ملک تھا۔ اور ملائکہ حرص و طمع سے پاک ہوتے ہیں یہ انگشتری واپس حاضر خدمت کر دی ہو۔

بعض علمانے تحریر فرمایا ہے کہ یہی انگشتری حضرت صاحب الزمانؑ شریک القرآن عجل اللہ فرجہ (بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السّلام) کے پاس موجود ہے۔ اس انگشتری پر حضرت علی علیہ السّلام نے کلمات (سُبحان من تخہی مانی لہ عبد)

کندہ کرائے تھے۔ اس واقعہ کو محمد بن بابویہ علیہ الرحمۃ نے کتاب امالی میں تحریر فرمایا ہے کہ شانِ نزول آیہ شریف حضرت امام باقر علیہ السّلام کی ایک حدیث اس طرز پہ ہے کہ ایک جماعت یہودیوں کی جن میں عبداللہ ابن سلام و اسد ابن یامین و ابن صوریا جو مشرف باسلام تھے۔ ایک روز حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے یوشع ابن نون کو اپنا جانشین اور وصی کیا تھا آپ کا وصی کون ہوگا۔ آپ کے بعد ہمارا پیشوا کون ہوگا۔ پس آیہ مذکورہ نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھو اور مسجد میں چلو۔ جب وہ لوگ ہمراہ حضرت گئے، دیکھا کہ مسجد سے ایک سائل جا رہا ہے۔ حضرتؐ نے اس سائل سے دریافت فرمایا تمہیں کسی نے کوئی چیز دی ہے۔ اس سائل نے عرض کیا کہ یہ انگوٹھی مجھے ایک مرد نے دی ہے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ کس حالت میں دی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حالتِ رکوع میں۔

یہ سن کر حضرت خاتم الانبیاءؐ نے اور اہلِ مسجد نے تکبیر کہی۔ حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السّلام میرے بعد تمہارا ولی ہے۔ سب نے کہا ہم راضی ہیں۔

ہر دو احادیث میں ایک دوسرے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا شریکِ نماز ہونا اور دوسری میں حضرت کا اس وقت تشریف لے جانا جب سائل واپس جا رہا تھا ممکن ہے سائل کو دوبارہ انگوٹھی دی ہو اور دوبار آیت نازل ہوئی ہو جیسا کہ سورۃ فاتحہ ایک بار مکۂ معظمہ میں بوقت نماز فرض اور دوسری دفعہ جب قبلہ بیت المقدس سے مکۂ معظمہ کی طرف تبدیل ہوا۔ کسی امر کی تکرار سے اس کے استحکام اور بلیغ ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ۲۴ ذوالحجہ کو

کو نزول آیت ہے۔ اسی روز سائل کو انگوٹھی مسجد میں مرحمت کی گئی۔ کتاب "آیات جلی" سنہ ۱۳۳۲ھ میں تحریر ہے کہ سب سے مستند اور سب سے قوی قول خود اللہ جل شانہٗ کا ہے جو اس واقعہ پر پورا حاوی ہے۔

صاحب کشاف و علامہ نیشاپوری و حافظ ابونعیم و ثعلبی وغیرہ جو مشہور مفسرین ہیں اور علماء ہیں صحاح ستہ و مسند ابن حنبل و مناقب منازل و نسائی میں تصریحاً تحریر کرتے ہیں کہ ان آیات کا مقصد و مفہوم اس طور پر ہے کہ حافظ حامی تمہارے دین کے اور اولیٰ تصرف کرنے کے لئے تمہارے کاموں میں یہی تین ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ پیدا کرنے والا اور عالم تمہارے خیر و شر کا ہے۔ دوسرے رسولؐ کہ پیغمبر مبین تمہارے افعال حلال و حرام کے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ کہ صفت ان کی یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اور حالتِ رکوع میں سائل کو زکوٰۃ مرحمت فرماتے ہیں۔

آیت میں خلاقِ عالم نے اپنی عنایت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس طور پر کہ جس کلمہ سے اپنا اور اپنے رسولؐ کا وصف بیان فرمایا۔ اسی کلمہ سے حضرت علی علیہ السّلام کی بھی صفت بیان فرمائی۔

حضرت علی علیہ السّلام بھی انہیں اوصاف سے متصف ہیں۔ ان کے حکم کے مخالف خدا و رسولؐ کے مخالف ہیں۔ ع

انگوٹھی دی جو سائل کو علیؑ نے غُل ہُوا ہر سُو
گدا کو مرتبہ حیدرؑ نے بخشا ہے سلیماں کا

اسی سلسلے میں ایک واقعہ اور عرض کر دوں جس کے متعلق منقول ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے ایک انگوٹھی اپنے پدر بزرگوارؐ سے طلب فرمائی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بعد فراغت نماز عشاء۔ انگوٹھی اپنے خالق سے طلب کرنا

جو میرے عطا کرنے سے بہتر ہوگی۔ راوی کہتا ہے کہ صدیقہ عالمؑ نے لبعد فراغت نماز عشاء دُعا کی۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ چیز مطلوبہ زیر جائے نماز موجود ہے۔

جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی جائے نماز کے نیچے دیکھا۔" انگوٹھی یاقوت نہایت بیش بہا خوش رنگ موجود ہے۔ آپ بہت خوش و مسرور ہوئیں۔ دستِ مبارک میں پہنی۔ جب آپ نے آرام فرمایا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ داخلِ بہشت ہیں، جس میں تین قصر عالی شان ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ مکان کس کے ہیں۔ بتایا گیا کہ جناب سیدہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

آپ ایک قصر عالی شان میں تشریف لے گئیں۔ اس قصر میں ایک مقام پر ایک تخت یاقوت تین پائے پر رکھا ہوا دیکھا، چوتھا پایہ ایک طرف جھکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کا چوتھا پایہ کیوں نہیں ہے۔ بتایا گیا کہ خاتونِ جنت جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے ربّ العزت سے ایک انگوٹھی طلب کی تھی اس تخت کے پایہ سے یاقوت نکال کر انگوٹھی معظمہ کو عطا ہوئی ہے۔

جب خواب سے بیدار ہوئیں تو آپ نے پدر بزرگوار کی خدمت میں کیفیت خواب بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ اے دختر نیک اخترؑ خدا تعالیٰ ہمارے اہل بیت کے لئے نعمت ہائے آخرت بہشت میں عطا کرے گا۔ نعمت ہائے دنیا فانی ہے۔ پس اے فاطمہؑ آج شب کو یہ انگوٹھی زیر جائے نماز رکھ دینا۔ اور دُعا کرنا پروردگار اس انگشتری کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جناب سیدہ علیہا السّلام نے ایسا ہی کیا۔ سوتے میں پھر وہی قصر بہشت خواب میں دیکھا۔ اب اس تخت یاقوت کا پایہ جُڑا ہوا تھا۔ آپؑ نے دریافت فرمایا۔ جواب ملا کہ جو خاتونِ جنتؑ اس تخت کی مالک ہیں انھوں نے انگوٹھی مطلوبہ واپس کر دی جس کی وجہ سے یہ تخت اپنی اصلی

حالت میں آگیا۔ معصومۂ عالم نے آخرت کی زینت کو ترجیح دی۔ یہ جواہر جنت کی نعموں میں سے ہے۔

تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ یاقوت سُرخ پاس رکھنے سے جلالت قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے۔ نگاہوں میں عزت سے دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو عبداللہ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ نگینہ یاقوت میں سب سے زیادہ ثواب اور فخر ہے۔ بچوں کے گلے میں ڈالنے سے مرض الصبیان نہیں ہوتا۔

حاملہ عورت کے باندھنے سے اِسقاطِ حمل کا ڈر نہیں رہتا۔ صاحبِ ورم کے لیے مُفید ہے۔ یہ پتھر زندگی میں معاون و مبارک ہے۔ پانی میں غرقابی اور بجلی کے نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ انگوٹھی یاقوت فقر و محتاجی سے بچاتی ہے۔

مولانا شیخ حُر علیہ الرحمۃ نے ہدایت الائمہ میں روایت کی ہے کہ نقش نگینہ مولا مشکل کشا علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام مندرجۂ ذیل تھا۔ (لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین)۔

بعض کتب میں نگینہ یاقوت پر (الملک اللہ یا اُفَوِّضُ اَمرِیْ اِلَی اللہِ یا العِزَّةُ لِلّٰہ) کندہ کرانے کی ہدایت ہے۔

ارسطو نے یاقوت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ یہ دشمن کو زیر رکھتا ہے اس کے اثرات سے انگوٹھی پہننے والے پر کتے کا حملہ اور بھونکنا اثر نہیں کرتا۔ اس پتھر کے پہننے سے حوصلہ اور قوت ارادی وسیع ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑے مرحلہ میں جھجک نہیں ہوتی۔

پہلے زمانہ میں یاقوت ہندوستان کے بعض ایسے مقامات سے دستیاب ہوتے ہیں جہاں چاول بوئے جاتے تھے۔ ان کھیتوں کے چوہے اپنے بلوں سے باہر پھینک دیتے تھے۔

ایک نایاب یاقوت ۱۸۷۷ء میں زار روس کے تاج میں کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔ اس کا وزن تقریباً سو قیراط تھا۔ قدیم ایران کے ساسانی خاندان کے بادشاہ جن کے پاس شطرنج کے مہرے یاقوت اور زمرد کے تھے۔

ایک اور نادر و نایاب یاقوت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس چودہ تولہ وزنی تھا۔ اس پر احمد شاہ اور اورنگ زیب کے نام کندہ تھے۔ شہنشاہ ایران کے پاس ایک نادر یاقوت محفوظ تھا جس کا وزن ۷۲ کیرٹ تھا۔ یہ نادر یاقوت چار بادشاہ کے تاج کا ہے۔

تیموریہ یاقوت:۔ یہ اعلیٰ قسم کا نادر یاقوت ہے تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ "کوہ نور" ہیرے کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔

شب افروز:۔ یہ یاقوت نوشیرواں کے خزانے میں رہا۔ اس کو "کوکب" کا لقب دیا گیا تھا۔ شب کی تاریکی میں چراغ کی طرح روشن نظر آتا تھا اکثر کتب میں اس کو "گوہر شب چراغ" بھی لکھا گیا ہے۔

سلطان ملک شاہ نے اپنا ایک قاصد سلطان ابراہیم کے پاس بھیجا جب یہ قاصد سلطان کی خدمت میں پہنچا تو موسم سرد تھا۔ قاصد نے دیکھا کہ سلطان کے سامنے ایک طشت میں زرین آتش دان رکھا ہے اس میں سرخ روشنی نظر آ رہی ہے۔ قاصد حیران رہ گیا۔ پتہ چلا کہ یہ سب سرخ نادر و نایاب یاقوت ہیں۔

کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکہ وکٹوریہ کے لئے تیار ہوا تھا۔ اس کے جڑاؤ جواہرات

میں ایک بہت بڑا یاقوت لگا ہوا ہے، یہ ۱۳۵۷ء میں شاہی خزانہ کو دیا گیا تھا۔ یہ یاقوت بہت مشہور ہے۔

برما میں اس کی کانیں بہت پرانی ہیں۔ افغانستان کے بدخشاں کے صوبہ میں بھی یاقوت کی کانیں بہت قدیم ہیں۔ عمدہ قسم کا سیام کے جنوبی شرقی علاقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ سیلون۔ مڈغاسکر، کیلیفورنیا، لنکا اور جنوبی افریقہ میں خوب ملتا ہے اور پاکستان میں بھی دستیاب ہے۔

یشب

فارسی میں سنگ یشیم، عربی میں حجر الیشم، اور انگریزی میں جیسپر (JASPER) اور ایری سوسا کہتے ہیں۔ یہ پتھر انگوری، کچھ زردی مائل، کافوری بھورا، دودھیا، سبز کاہی رنگوں کا ہوتا ہے۔ اور بعض پر خاکی دھاریاں ہوتی ہیں۔ قدرے چمکدار سخت ترین معدنیات میں سے ہے۔

مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ طبی طریقہ میں زخم اچھا کرنا۔ اس کا کشتہ مقوی باہ ہے۔ سانپ کے زہر کو دفع کرتا ہے۔ جاری خون کو بند کرتا ہے۔ اس کی تختی بطور لاکٹ مقوی دل و دماغ ہے۔ دافع خفقان و وسواس ہے اور اختلاج قلب میں مفید ہے۔ اس کے استعمال سے عمر بڑی ہوتی ہے۔ تقریر کی صلاحیت بڑھاتا ہے سحر کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ نظر بد اور آسمانی بجلی کے ضرر سے محفوظ رکھتا ہے۔ گردن میں بطور لاکٹ پہننے سے مرض خناق و سل دفع کرتا ہے۔ ہاتھ اور بازو پر باندھنے سے ڈر اور خوف جاتا رہتا ہے۔ اس کو اکثر ہول دل کے لئے گھس کر پیتے بھی ہیں۔ حکمائے قدیم کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ امراض دل میں اس کی تختی گلے میں لٹکانے

سے فرحت اور قوت ہوتی ہے اور حافظہ بڑھتا ہے۔ شاہی زمانے میں اکثر حضرات اپنی تسبیح میں اس کی تختی رکھتے تھے، اور ہر نماز میں تسبیح پڑھنے کے بعد یہ تختی اپنے سینے سے مَس کر لیا کرتے تھے۔ اس سے سکون قلب ہوتا ہے۔ بچّہ کے گلے میں باندھنے سے گریہ کم ہوتا ہے اور بچّہ کا ڈرنا موقوف ہو جاتا ہے۔

یشب کی انگوٹھی پہننے والا احباب ور محفل میں عزیز رہتا ہے۔ احتلام اور پریشان کن خواب سے محفوظ رہتا ہے۔

سنگِ یشب کی انگوٹھی دشمنوں کو زیر کرنے میں خاص طور پر اچھی ہے پاس رکھنے سے مخالف پر غالب ہے۔ یہ پتھر بحث اور تقریر میں معاون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم کے بادشاہ اور پہلوان اس پتھر کو اپنی کمر میں باندھا کرتے تھے۔ تلوار، برچھے اور قرولی کے دستے اسی یشب کے پتھر کے بنوائے جاتے تھے۔ اس پتھر کو منہ میں رکھنے سے پیاس کی شدّت کم ہوتی ہے۔ اس پتّھر پر برج آتشی کے وقت تعویذ کندہ کرایا جاتا ہے۔ تعویذ جسم سے ہر درد کو دفع کرتا ہے۔ پہلے سنگِ یشب کے متعلق روم کے رہنے والوں کو معلوم ہوا کہ وہاں کے آتش فشاں پہاڑوں کی چٹانوں میں موجود ہے۔ یہ پتّھر روم سے اٹلی لایا گیا۔ اٹلی کے کاریگروں نے اس کی تراش شروع کی۔ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد سے سنگِ یشب کے بٹن خنجر کے دستے اور مختلف چیزوں میں استعمال کیا جانے لگا۔ انیسویں صدی عیسوی میں یشب کو رنگنے کا طریقہ ایجاد ہوا اور اس کی صنعتی ترقی میں اضافہ ہوا۔

۱۸۰۵ء میں یشب کی بھاری تعداد برازیل میں معلوم ہوئیں۔ لیکن برازیل کی خانہ جنگی سے یہ پتّھر دوسرے ممالک جا سکا۔ صرف ۱۸۴۲ء میں کچھ یشب جرمنی بھیجا گیا تھا۔ پیرس کے عجائب گھر میں ایک نادر و نایاب یشب محفوظ ہے جس پر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا مبارک چہرہ کندہ ہے۔

اس پتھر کی عہدِ قدیم میں کتب کی جلد بندی کی جاتی تھی۔ چنانچہ پاکستان قومی عجائب گھر (کراچی) میں بھی چند کتب محفوظ ہیں جن کی جلد اسی پتھر سے تیار کی گئیں۔

موتی و سیپ
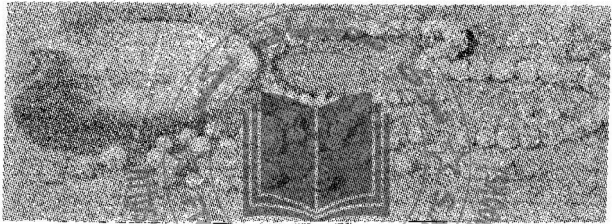
ہیرا چٹان کے ٹکڑے میں
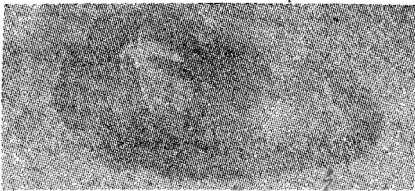
پیغمبر اسلامؐ، ائمہ معصومین علیہم السلام و بزرگانِ دین

کی انگشتریاں اور ارشادات

انگوٹھی مرد اور عورت کے لئے سُنّتِ موکدہ ہے۔ انگوٹھی کو دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنے لیکن بعض احادیث کے مطابق بائیں ہاتھ میں بھی استعمال کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس پر کوئی مقدس نقش، اسم یا متبرک نگینہ نہ ہو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ جو شخص داہنے ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرتا ہو اور اس کی نیت آپؐ کی سنت کے مطابق ہو، لوم محشر اگر وہ پریشان ہوگا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کے اور حضرت علی علیہ السّلام کے پاس پہنچا دوں گا (حلیۃ المتقین در مطبع مقبول پریس دہلی ۱۳۲۸ھ)

رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جانوں کی تصاویر نگینہ پر کندہ کرکے پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ شکل پھول وہلال کی بظاہر کوئی قباحت نہیں سوائے نقوش مخصوص یا مقدس نام اور کچھ نگینہ پر کندہ کرنا مناسب نہیں۔

نگینہ خلقی ہو یا شکل شجری یا کندہ کیا ہوا، جس انگوٹھی پر اسمائے باری تعالیٰ یا ائمہ معصومین علیہ السّلام کندہ ہوں۔ اس کو بحالتِ نجاست مس کرنا یا بیت الخلا لے جانا اور ایسے نگینے کو درمیان سے ترشوانا جس سے حروف کٹ جائیں منع ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ جس سکّہ یا دینار و درہم پر اسمائے اقدس الٰہی منقش ہوں ان کو بھی نجاست میں مس کرنا، بیت الخلا لے جانا، اور استنجے کے وقت ہاتھ میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ بعض علمائے نے بحالت مذکورہ بالا

نگینہ، عقیق یمنی، در نجف، فیروزہ اور حدید کو بغیر نقش کے بھی بسبب ان نگینوں کی فضیلت مس کرنا یا پاس رکھنا منع فرمایا ہے۔ بہتر ہے کہ عقیق یمنی، در نجف، یاقوت اور فیروزہ کی انگوٹھی صرف دائیں ہاتھ کی انگلی میں استعمال کی جائیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔

رسالت مآبؐ و ائمہ معصومین علیہم السلام کی انگشتریاں چاندی کی تھیں۔ ان حضراتؑ نے سونے کی انگوٹھی مرد کو پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ صرف عورتیں سونے کی انگوٹھیاں پہن سکتی ہیں۔ سُنّت ہے کہ انگوٹھی چاندی کی ہو، لوہا، فولاد، پیتل کی انگوٹھی مرد اور عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔ تمام قسم کے برتنوں کا استعمال خواہ کتنے ہی قیمتی پتھر اور اعلےٰ جواہرات کے بنے ہوں جائز ہے لیکن طاہر اور پاک ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے مرد کو سونے کی انگشتری پہننا جائز قرار نہیں دیا۔ اس کو پہن کر نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز نجران کے چند عیسائی مدینہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی طرف خاص توجہ نہ کی۔ یہ عیسائی عثمانؓ بن عفان اور عبداللہ بن عوف کے پاس گئے۔ جن سے پہلے شناسائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے توجہی کی شکایت کی۔ یہ دونوں اشخاص ان عیسائیوں کو لے کر حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں آئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان لوگوں کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ ہونے کی یہ وجہ بتائی کہ تم لوگ سونے کی انگشتری اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر یہ لوگ

واپس آئے۔ دوسری مرتبہ یہی عیسائی بغیر ان چیزوں کے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور اسلام پیش کیا۔ ان عیسائیوں نے انکار کیا طے ہوا کہ مباہلہ کیا جائے جو مشہور واقعہ ہے۔ اسلام نے اسراف بیجا کی اجازت نہیں دی ہے۔ لیکن انگوٹھی خریدنا اس کے تکلف اور تیاری نگینہ میں صرف کرنا جائز قرار دیا ہے۔

تہذیب المتین جلد ۱ حصہ ۲ میں تحریر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت ذوالقرنین علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت لقمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب انگوٹھی داہنے ہاتھ کی انگلی میں استعمال کرتے تھے۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی انگشتری کا نگینہ گول تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگشتری نقرئی اور منقش تھی۔ یہ انگشتری بہ حیثیت میراث ہونے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کافی رقم میں خرید فرمائی تھی۔

ائمہ معصومین علیہ السلام انگشتریاں داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ علامہ شوستری علیہ الرحمۃ نے کتاب احقاق الحق میں تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب انگشتریاں داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ صرف معاویہ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی۔ انگوٹھی پہننا پیغمبروں کی سنت ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انگشتری داہنے ہاتھ میں پہننا

سنّت آدم علیہ السّلام ہے اور یہ طریقہ ان کے فرزندوں میں رائج ہے بعض احادیث میں وہ نگینہ جو متبرک نہیں ہے بائیں ہاتھ کی انگلی میں بھی پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ انگشتری انگشت شہادت یا انگشتِ میانہ میں نہ پہنو یہ طریقہ قوم لوط کا ہے۔

انگشت کوچک (چھنگلیا) میں پہننا بہ نسبت اور انگشت کے بہتر اور اچھا ہے۔

قصص الانبیاء میں تذکرہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کو انگشتری ملی اس وقت پانچوں انگلیوں میں آپس میں مکالمہ ہوا۔ انگشتِ بز (انگوٹھا) نے کہا کہ میں سر پنج ہوں۔ انگشت شہادت نے کہا کہ میں بوجہ اسم باسمہ کے قابلِ عزت ہوں اور تم سب میں بزرگ ہوں۔ انگشت چہارم نے کہا کہ میں لائق ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے پانچویں انگلی (چھنگلیا) سے ارشاد فرمایا کہ تو نے کچھ نہیں کہا۔ اس نے عرض کیا کہ اے پیغمبرِ خدا سب نے اپنی اپنی بزرگی اور فخر پہ ناز ظاہر کیا۔ میں ان سب سے چھوٹی اور حقیر ہوں۔ مجھے کچھ کہنا لازم نہیں۔

پس پروردگار عالم نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کو حکم فرمایا کہ اس چھوٹی انگلی (چھنگلیا) میں انگوٹھی پہننا بہتر و خوب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی کا نگینہ ہشت پہلو تھا۔

اسی سلسلے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ انگشتری انگشت پنجم (چھنگلیا) کی آخیر پور میں پہنو۔ انگلی کے سرے پر نہ پہنو، یہ بھی طریقہ قوم لوط کا ہے

حضرت امام رضا علیہ السّلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کا نقش

انگشتری جو آپ نے توریت سے استخراج فرمایا تھا وہ یہ ہے:

صبر تو جرا صدق تنج) یعنی صبر کر اے موسیٰ زحمت و مشقت و عبادت طاعت پر اور تحمل کر محنت و مصیبت پر تاکہ اجر و ثواب تجھ کو ملے راست گوئی کو اپنا شعار کر تاکہ نجات و رستگاری حاصل ہو۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ نقش انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ تھا (سُبحانَهٗ بَعَنَ الجِنَّ اَلجِنَّ بِکَلِمَاتِهٖ) تمام جن و انس ان کے تابع فرمانبردار تھے (بحوالہ کتاب فوائد القرآن)۔ نیز ارشادِ گرامی ہے کہ نقش انگشتری حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ابن مریم جو آپ نے انجیل سے استخراج فرمایا تھا یہ ہے (طوبیٰ لِعَبدٍ ذَکَرَ اللّٰہَ مِن اَجلِهٖ وَالوَیلُ لِعَبدٍ نَسِیَ اللّٰہَ اَجلَهٗ) حضرت ابراہیمؑ کو قدرت نے جو انگشتری حضرت جبرئیل کے ذریعہ بھیجی تھی اس میں چھ مندرجہ ذیل کلمات کندہ تھے:

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

(۳) لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیم (۴) فَوَّضتُ اَمرِی اِلَی اللّٰہِ

(۵) اَسنَدتُ ظَهرِی اِلَی اللّٰہ (۶) حَسبِیَ اللّٰہُ۔

حکم ہوا کہ ابراہیمؑ یہ انگشتری پہن لو میں تم کو نجات دوں گا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے یہ انگشتری پہن لی اور حکم خدا سے آگ فوراً سرد ہو کر گلزار ہو گئی۔

حضرت خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ)۔

مولانا شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا ایک نگینہ انگشتری

حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کی اور ارشاد فرمایا کہ نقاش سے اس نگینہ پر "محمدؐ ابن عبداللہ" کندہ کرا لائیں۔

نقاش نے کندہ کر کے نگینہ واپس کیا حضرت علی علیہ السلام نے جب ملاحظہ فرمایا تو بجائے محمد ابن عبداللہ کے محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ حضرت نے نقاش سے ارشاد فرمایا کہ محمد ابن عبداللہ کے بجائے محمد رسول اللہ کیوں کندہ کر دیا۔ نقاش نے عرض کیا کہ آپ درست فرماتے ہیں لیکن عجیب واقعہ ہوا۔ میرے ہاتھ کانپنے لگے بلا قصد "محمدؐ رسول اللہ" نگینہ پر کندہ ہو گیا۔

حضرت علی علیہ السلام اس نگینہ کو لے کر خاتم النبیینؐ کے پاس تشریف لائے اور کل کیفیت بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ محمدؐ ابن عبداللہ اور محمد رسول اللہؐ دونوں نام میرے ہیں اور پھر انگشتری مذکور آپ نے دست حق پرست میں پہن لی۔ دوسرے روز جب اس پر نظر پڑی تو زیر نگینہ "علیؑ ولی اللہ" بھی کندہ تھا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا۔ اے رسولؐ اللہ ارشاد رب العالمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا نقش نگین اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی انگوٹھی پر "اٰمَنَ المتوکلون" کندہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی چار انگشتریاں تھیں۔ ایک عقیق پر تین سطروں میں کندہ تھا ماشاء اللہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ (فوائد القرآن صفحہ ۱۲۴)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بوساطت اپنے آبائے کرامؑ کے ارشاد فرماتے ہیں کہ انگشتری حضرت علی علیہ السلام چاندی کی تھی اور اس پر "نعم القادر" کندہ تھا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کی انگوٹھی پر "حسبی اللہ" کندہ تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ایک انگشتری کے نگینے پر "الحمدللہ اور دوسری پر" اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ "کندہ تھا۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ایک نگینے پر "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" کندہ تھا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے نگینے پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیّ" کندہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی انگشتری پر "خزی وشقی قاتل الحسینؑ بن علیؑ" کندہ تھا۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ نقش نگینہ امام محمد باقر علیہ السّلام "ظنی باللہ حسنٌ وبالنبی المؤتمن وبالوصی ذی المنن۔ بالحسنؑ والحسینؑ" کندہ تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے نگینہ انگشتری پر "اللہ خالق کل شیٔ" کندہ تھا۔ حضرت امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ایک نگینہ انگشتری حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام پر "اللہ ولی وعصمنی من خلقہ" کندہ تھا۔ روایت ابراہیم ابن حمید سے معلوم ہوا کہ ایک اور نگینہ انگشتری حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام پر "اللّٰھم انت ثقتی تمقنی شر خلقک" کندہ تھا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی نگینہ انگشتری پر "الملک للہ وحدہٗ" کندہ تھا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی انگشتری کے نگینے پر پھول و ہلال کی شکل بھی تھی۔ بروایت حضرت امام رضا علیہ السّلام آپ کی ایک انگشتری پر "حسبی اللہ" اور بروایت یونس بن عبدالرحمٰن نقش انگشتری پر حضرت امام رضا علیہ السّلام "مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کندہ تھا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام کے نگینہ انگشتری پر "المھیمن عضدی"

کندہ تھا اور بروایت حسن ابن خالد آپ کی انگشتری پر "اللہ حافظی" کندہ تھا۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے نگینہ انگشتری پر "من اخلاق المعبود حفظ المعھود" کندہ تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نگینۂ انگشتری پر "انا اللہ شھید" کندہ تھا۔ بروایت ابو ہاشم جعفری آپ کی ایک اور انگشتری پر "الحسن ابن علی" کندہ تھا۔

شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے حدیث میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بجواب استفسار کسی شخص کے سنگریزہ چاہ زم زم بطور نگینہ بنوا کر پہننے کی اجازت دی تھی۔ اس نگینہ کو بروقت نجاست اتار ڈالنا چاہیے۔

حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمٰن بارہویں امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نگینے پر "انا حجۃ اللہ وخاصتہ" کندہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ انا عبد ذلیل لرب جلیل" کندہ تھا (تاریخ اسلام ۱۹۲۷ مؤلفہ علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ العباسی صہ ۱۶۱)

صاحب انگشتری کو چاہیے کہ روزانہ صبح نیند سے بیدار ہونے پر انگشتری نگینہ پر نظریں ڈالیں اور جب صبح گھر سے باہر قدم رکھیں تو کم از کم سو مرتبہ درود شریف پڑھیں اس طریقہ سے زندگی خوش اور دنیاوی امور میں کامیاب بسر کرتا ہے۔ غیر مسلم حضرات کے لئے بھی بہتر ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر انگوٹھی پر نظر ڈالیں اور اپنے مذہب اصول کے تحت خدا کا نام لیں۔

بغداد آتے ہوئے ہارون رشید نے غوطہ زنوں سے کہا کہ میری ایک انگوٹھی "جبل" نام کی جو ایک لاکھ دینار کی ہے میں نے اس کو دریا میں ڈال دیا۔ غوطہ زنوں نے اس انگوٹھی کو دریا سے ڈھونڈ نکالا اس انگوٹھی کے دستیاب ہونے پر ہارون بہت مسرور ہوا (تاریخ طبری حصہ ششم ص ۳۵)۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں روشنی اور چمک پیدا کرنے والے جواہرات لگے تھے۔

قدیم اسپینی مسلمانوں میں انگشتریوں کا حسب حیثیت استعمال عام تھا ان کو یقین تھا کہ ہر قیمتی پتھر کچھ نہ کچھ خصوصیات کا حامل ضرور ہوتا ہے اکثر انگوٹھیاں کندہ یا مہروں کی طرز میں بھی ہوتی تھیں۔

قولِ معصومؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انسان کی عقل و بندگی کا تین چیزوں سے امتحان کیا جا سکتا ہے۔ اوّل اس کی ریش کی درازی، دوسرے اس کی انگوٹھی اور تیسرے نگینہ سے۔

سنگ و جواہر کی شناخت
تراش اور رنگائی

جواہرات خام صورت میں زیادہ پُرکشش اور اہمیت نہیں رکھتے تراش، کٹاؤ اور بناوٹ کے بعد ان کی چمک دمک و خوبصورتی اور آب پیدا ہوتی ہے۔ نگینہ کی تیاری میں نگینہ ساز کو سنگ و جواہر کی ماہیت سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ یہ معلوم رہے کہ نگینہ کے عیب نکال لینے اور صاف کرنے میں کہاں تک رنگ محفوظ رہ سکتا ہے۔ جواہرات کی جانچ اور انھیں استعمال کرنے کا فن زمانۂ قدیم سے ہر ملک میں اور ہر وقت رائج رہا ہے۔ ان کی بڑی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔ سکندر اعظم کے زمانے میں جواہرات اور پتھروں کی بہت کثرت تھی۔ سنگ تراشی میں قدیم مصر کا ہم پلّہ کوئی نہیں تھا۔ اس فن کا اندازہ ابو الہول کے مجسّمے سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد یونان نے اس ہنر کو اپنایا۔ قیمتی پتھروں کی کئی قسمیں ہیں جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ پتّھر کو جتنا عمدہ طریقہ سے تراشا جائے اتنا ہی وہ اچّھا اور قیمتی رہتا ہے۔ جواہرات میں آٹھ خاص رنگ مانے گئے ہیں۔ سفید، سیاہ، سُرخ، سبز، زرد، بھورا، خاکی اور نیلا۔ قیمتی پتّھر و جواہرات ایسے کوہستانوں میں پائے جاتے ہیں جو بہت قدیم ہوں، اور جن میں ایک قسم کی سنگِ مرمر اور سنگِ ساق وغیرہ کی چٹان ہو۔ جواہرات سمندر اور میدانی سطح، دامن پہاڑ سے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ ان میں چھوٹے

چھوٹے دراز اور تشگاف ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ کٹوائے کے لائق ہوتے ہیں۔ نگینوں پر کھود کر نقش بنانے کی دستکاری زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ مختلف ممالک کے مشہور شہروں کے عجائب خانوں میں اُس زمانے کے منقش جواہرات اب بھی موجود ہیں۔

پتھروں میں نقش و نگار کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو پتھر کو کھود کر اور دوسرے پتھر کے اوپر نقش ثبت کر کے۔ بعض ماہرین نے نگینوں پر بادشاہوں کی تصویریں تک کندہ کی ہیں۔

بعض خوبصورت پتھروں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے درمیان میں پانی ہے جو مختلف پہلو بدلنے سے حرکت بھی کرتا ہے لیکن اس کو ترشوانے پر اندر سے ٹھوس ہوتا ہے اس طرح قدرت کی عجیب و غریب صناعی نظر آتی ہے۔

جس طرح ہر بڑھنے والی شے میں رگ و ریشے اور بیٹھے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بعض پتھروں میں بھی رگیں و ریشے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر یہ ریشے اور رگیں بہت زیادہ نمایاں ہوں تو عیب میں شامل ہیں جب تک سنگ و جواہر اپنے بڑے بڑے پہاڑوں کے پتھروں سے وابستگی رکھتے ہیں سیکڑوں سال میں انھیں رگوں و ریشوں کی مدد سے پروان چڑھتے ہیں۔

جن پتھروں میں ریشہ، داغ، پرت، چیر، پرچھائیاں، بھورے اور بادامی یا سفید داغ نہ ہوں، وہ پتھر عمدہ اور قیمت میں زیادہ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ عیب عام طور پر ہیرا، یاقوت وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ فن جواہرات مصر کے کھنڈرات سے وابستہ ہے۔ پندرھویں صدی عیسوی میں اس فن کی اٹلی میں بھی ترقی ہوئی۔ اور یہ فن رفتہ

رفتہ یورپی ممالک میں پہنچا۔ انگلستان، ایران، فرانس میں اس فن کے بڑے بڑے نقاش کاری گر ہوئے ہیں۔

ایک اچھے نگینے کی تراش اور بناوٹ میں تقریباً پچاس فیصد وزن کم ہو جاتا ہے لیکن قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خام سنگ و جواہر خرید کرنے میں بڑی مہارت کی ضرورت رہتی ہے۔ عام طور پر خام اور بغیر ترشا ہوا پتھر کم قیمت میں خریدا جاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا خوش قطع جواہر رنگ، ڈھنگ اور چمک میں خوبصورت بہت بڑے کڑھب اور ناتراشیدہ جواہر سے کہیں زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

جواہرات کے تراشنے کا فن سولہویں صدی میں فرانس، ڈنمارک، اٹلی میں پھیلا اور کاٹنے وجلا دینے کا فن ۱۶۹۰ء میں پیرس سے شروع ہوا۔ انگلستان میں اس فن کو بڑا عروج ہوا جواہرات کو تراشنے کا کام ترابا رنگون میں عمدہ اور اچھا ہوتا ہے۔

روم میں جواہرات کی تراش اور کٹائی عمدہ طریقے پر ہونے لگی۔ ان کے تراشنے کے اوزار تیز گھومنے والے پہیے ہوتے ہیں ان پہیوں کے کناروں پر خراش پیدا کرنے والی اشیاء لگائی جاتی ہیں۔ یہ اشیا کافی سخت ہوتی ہیں جو سنگ و جواہر اور گلاس کو تراش دیتی ہیں۔ گہری تراش کے لئے بڑے پہیے استعمال کرتے ہیں۔ پتھر کو پہیے کے اوپری کنارہ پر دباتے ہیں۔ جب تراشنے کا کام ختم ہو جاتا ہے تو ترشے ہوئے حصوں کی سطح کھردری نظر آتی ہے، اس کو چمکانے کے لئے انہیں پہیوں کے ذریعہ پالش کر دیتے ہیں۔ شیشے پر بھی نقش کاری کی جاتی ہے جیسا کہ شراب کے ظروف اور دیگر اشیاء گلاسوں پر ہوتی ہے۔ شیشے کی منقش اشیاء کو جلا نہیں دی جا سکتی بلکہ صاف اور شفاف نظر آنے کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

سنگ تراشی بھی ایک فن لطیف ہے اس کو سیکھنے کے لئے برسہا برس درکار ہوتے ہیں۔ تراشے ہوئے شیشے کا بلوریں گلاس کبھی سستا نہیں ہوتا۔ جن شوقین حضرات کے پاس ترشے ہوئے شیشے کے خوبصورت اور چمکدار چیزیں پائی جاتی ہیں۔ وہ اُن کی قیمت، ملکیت اور مستقل مسرّت کا باعث ہیں۔

موجودہ دَور میں اسرائیل، بلجیم، سری لنکا اور بھارت نے نگینوں کی تراش، کٹاؤ اور بناوٹ میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے ایک منصوبہ کے تحت جو تراشں اور کٹاؤ کے کارخانے کے قیام کے لیے سری لنکا کے ماہرین کا تعاون حاصل کیا تھا اس وقت پاکستانی سنگ وجواہر کے لیے انکشاف کیا گیا کہ پاکستان میں اوّل، دوم وسوم تین درجہ کے جواہر دستیاب ہوسکتے ہیں۔ افلاطون، ارسطو جیسے علماء علم جواہرات میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

سقراط نے جواہرات کی تراش اور پتھروں کے متعلق مفصل اور عام طریقے پر سمجھایا، انھوں نے بتایا کہ بعض پتھروں میں خاص طور پر قدرتی اور فلکی گردش سے گہرا تعلّق ہے۔ ہیرے پر روشنی پڑتے ہی دو پہلو شعاعیں نکلنے لگتی ہیں۔ ان شعاعوں میں قوس وقزح کا جیسا رنگ جھلکنے لگتا ہے۔ ہیرے کو تیز آگ میں خوب سُرخ کر لیا جائے تو یہ کاربن میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہیرے کی پہچان صرف نگاہ، تجربہ اور عقل ہے۔ اس کی چمک تڑپ دار ہوتی ہے۔ یہ بات اور پتھروں میں نہیں ہوتی، اصلی ہیرا بھاری اور وزنی ہوتا ہے۔ ایک گتّے کے ٹکڑے میں سوئی سے سوراخ کر لیا جائے اس سوراخ سے ہیرے کو دیکھا جائے۔ اگر ہیرا نقلی ہوگا تو دو سوراخ نظر آئیں گے۔ اصلی ہونے کی صورت میں صرف ایک ہی سوراخ

دکھائی دے گا۔ دوسری پہچان نقلی ہیرے کے نیچے انگلی رکھ کر اس کو دیکھنے سے چہرے کی سطح دکھائی دیتی ہے:

پہلے زمانے میں چینی لوگ طویل عمر کے لئے۔ جواہرات استعمال کرتے تھے اور اپنے گھروں کے دروازوں پر نیک شگون کے لئے لٹکاتے تھے۔

فرانس کے بادشاہ کو جواہرات جمع کرنے کا شوق ہوا اس نے اپنے شاہی لباس میں قیمتی اور بیش بہا جواہرات جڑوائے۔

ہندوستان کے سابقین شہنشاہ اور مغلیہ دور کے بادشاہ و نوابین جواہرات سے خاص دلچسپی اور شوق رکھتے تھے۔ بعض خاندانوں میں قیمتی اور نادر جواہرات تھے۔ امرتسر، لاہور، دہلی، لکھنؤ اور کلکتہ میں ان کی تجارت گاہیں تھیں۔ جواہرات پر مصنوعی رنگ دینے کا طریقہ بھی بہت پرانا ہے۔ ماہرین فن پتھروں میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا کرتے تھے اور لعاب دہن لگا کر اندازہ کر لیتے تھے کہ اس پتھر میں رطوبت جلد خشک کر لینے کی کتنی صلاحیت ہے۔

انسان نقلی پتھر بنانے میں بہت حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔ ۱۹۵۴ء کے بعد سے نقلی جواہرات (امی ٹیشن) کے استعمال کی لوگوں میں رغبت بڑھی۔ یہ پتھر زیادہ تر جرمنی۔ اٹلی۔ سوئزرلینڈ۔ روس، جاپان، فرانس، جے پور (ہندوستان) میں بھی اچھے تیار کئے جاتے ہیں۔ ترکیبی اور مصنوعی پتھر (جواہرات) میں چھوٹے چھوٹے حباب ہوتے ہیں جو عام طور پر گول نظر آتے ہیں۔ قدرتی جواہرات میں حباب نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے ہیں تو بے قاعدہ اور ناہموار شکل میں اکثر و بیشتر پتھر کی شکل کے مشابہ ہوتے ہیں۔

مصنوعی اور ترکیبی پتھروں میں شامل کئے ہوئے مادہ ذرات اگر دیکھے

جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ترچھے یا ایک طرف جھکے ہوئے ترتیب دیے گئے ہیں لیکن قدرتی نگینوں میں ان کا سائز ایک دوسرے سے مختلف ہوگا اور معلوم ہوگا کہ غیر منقسم طریقے سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

قدرتی پتھروں میں لکیروں کی شکل سیدھی ہوگی اور ترکیبی پتھر (امی ٹیشن) میں ہمیشہ ٹیڑھی اور ترچھی لکیریں ہوں گی۔

ترکیبی پتھر کا رنگ عام طور پر غلط ہوگا۔ اور ان کا رنگ عام طور پر یکساں ہوگا۔ دیکھنے میں چمک دار معلوم ہوگا۔

اگر کسی پتھر میں رنگ کی پٹیاں ہوں گی تو وہ متوازی یا غیر ترتیب وار لیکن ایک دوسرے سے ترچھی کبھی نہ ہوگی۔ ۱۸۹۳ء میں سب سے پہلے مصنوعی ہیرا ایک فرانسیسی کیمیا داں ہنری موئیزاں نے بنایا۔ اب غیر شفاف پتھروں کی نقل بنانے میں پلاسٹک کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ پلاسٹک سے بنے ہوئے مصنوعی پتھر رنگ میں ڈھالے اور بنائے جاسکتے ہیں۔ پلاسٹک پتھر سے بہت ہلکا ہوتا ہے۔ تمام جواہرات اور پتھروں کی شناخت عام طور پر نگاہ، تجربہ اور عقل سے ہوتی ہے۔ جواہرات میں مشکل ہی سے کوئی ایسا پتھر ہوگا جو اپنی اصلی حالت میں استعمال کیا جاتا ہو۔ پتھر جب نکالا جاتا ہے تو غیر سڈول، بے ڈھنگا اور ان جواہرات میں سفید، بھورے پتھر منسلک ہوتے ہیں۔ موسم کی وجہ سے پتھروں کی سطح پر شگاف پڑ جاتے ہیں ان کو تراش کر صاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پتھروں کو تراش کر قیمتی بنانا بہت کم لوگوں کو آتا ہے۔ یہ ایک اہم علم اور فن ہے۔

سنہ ۱۹۵۶ء میں ایک انگریز نے پتھر کے تراشنے اور پالش کرنے کا طریقہ یورپ میں شروع کیا۔ آج کل برقی قوت سے پتھر اور نگینے تراشے جاتے ہیں لیکن بہت نازک جواہر ہاتھ ہی سے عمدہ اور خوبصورت بنائے جاتے ہیں جرمنی کے تاجر اور پتھر تراش تمام دنیا کی کانوں سے واقف ہیں۔ پتھروں کی تراش کا کچھ کام لندن میں بھی شروع ہوا۔ شروع شروع میں جنوبی افریقہ میں بھی پتھر تراشنے کا کام کیا گیا۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

سنہ ۱۹۳۹ء کے بعد یورپ کی حالت بوجہ جنگ خراب ہوگئی، وہاں کے پتھر تراش دوسرے ممالک چلے گئے امریکہ میں پتھر تراش کی اجرت بہت اچھی اور کافی ہے۔

پتھروں کی نقلی رنگائی نگینوں کی قدرومنزلت بڑھانے کے لئے کی جاتی ہے۔ نگینوں کی نقلی رنگائی کوئی نئی ایجاد نہیں، بلکہ زمانہ قدیم کے لوگوں کو نگینوں پر نقلی رنگائی کرنے کے بہت کارآمد طریقے آتے تھے! اور یہ ایک خاص ہنر ہے۔ بہت سے کارآمد اور اچھے نسخے بھولے جاچکے ہیں۔ چونکہ ہنرمندوں نے وہ طریقے صرف اپنے تک محدود رکھے تھے اور کچھ میں ردوبدل کرلیا گیا۔ پتھروں اور نگینوں پر رنگ چڑھانے میں کافی مہارت کی ضرورت ہے۔ یہ ایک فن ہے۔ واضح رہے کہ اگر مصنوعی پتھر استعمال کیا جائے تو اصل جواہر جیسے قدرتی افعال و خواص اور اثرات نہ ہوسکیں گے۔ نگینہ خریدتے وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ اصلی ہے یا مصنوعی۔ مندرجہ ذیل چند نسخے اور طریقے رنگائی زمانہ قدیم کی قلمی کتب سے درج کئے جاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں کیمیکل سے بھی رنگ چڑھا دیا جاتا ہے۔

بلور کو مثل زمرّد رنگنا

سونا مکھی، اصلی روغن گاؤ، گلرے کے پتّے کے پانی میں سب کو خوب کھرل کرلیں اور بلور مصفّا جلا کیے ہوئے پر ضماد کر کے تین گھنٹے تک بلور کو علیحدہ رکھ دیں۔ وہ خشک ہو جائے گا۔ پھر زنگار اور سونا مکھی کو کھرل کر کے اس پر لیپ کر دیں، خشک ہونے پر تانبہ کی ڈبیوں میں رکھ کر لیموں کا عرق اس میں ڈال دیں اور چولھے کے قریب گرم جگہ پر رکھ دیں، تین دن تک گرم جگہ پر رکھنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں، بلور مثلِ زمرّد کے ہو جائے گا۔

بلور کو مثل نیلم رنگنا

بلور کشمیری بلا داغ حسبِ ضرورت لے کر خوب مجلّا و مصفّا کرلیں اور سان پر نگینہ سان سے پہلو دار کر تراش لیں۔ سنگ سلیمانی کو پیس لیں۔ بعدہٗ عرق کھٹا لیموں میں پھر پیس لیں اور نگینہ پر ضماد کر کے خشک کرلیں۔
اس خشک نگینہ کو شیشہ کی گرم بھٹی (جس میں شیشہ کی چوڑیاں بنتی ہیں) کے اندر ایک گھنٹے آگ میں رکھ کر نکال لیں اگر صحیح اور پورے ایک گھنٹے کے بعد نکالیں گے تو نہایت عمدہ اعلیٰ رنگ نیلم کا آ جائے گا۔

بلور کو مثل یاقوت رنگنا

بلور کشمیری کو صاف کرلیں۔ مجیٹھ (یہ ایک سرخ رنگ کی جڑی ہے اس کو توڑا جائے تو اندر سے بھی سرخ ہوتی ہے) اس کو پیس کر کپڑے میں چھان لیں۔

تھوڑا موم ملا کر آگ پر گداز کریں۔ بعدہٗ اس میں انار کے پھولوں کا عرق دو تولہ ڈالیں پھر موم کو سب اجزاء کے ساتھ ملا کر پکا لیں۔ جب پانی بالکل خشک ہو کر رنگ اس کا ایک دم سرخ ہو جائے تب بلور کے نگینہ کو گرم کر لیں اس قدر کہ ہاتھ پر رکھنے سے ہاتھ نہ جلے۔ نگینے مذکور کو دوا میں پوشیدہ کر دیں اور جس برتن میں نگینہ رہے اس برتن کو گرم بھوبھل (ہلکی آگ کی راکھ) پر رکھا رہنے دیں تاکہ منجمد نہ ہو۔ اور بلور رنگ قبول کر لے۔ چھ سات مرتبہ اسی طرح عمل کرنے سے بلور مثل اصلی یاقوت کے پائیدار رنگ کا ہو جائے گا۔ لیکن ہلکی آگ کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ (زیادہ گرم اور زیادہ سرد ہونے پر بلور رنگ نہیں پکڑتا)۔

بلور کو برنج دمشقی کرنا

تانبہ کا برادہ اس کا چہارم حصہ جست نرم لے کر شیرہ منقی میں حل کریں اور ٹکیہ بنا کر کسی کورے سکورے میں رکھ کر آتشدان میں آگ جلا دیں، یہ جل کر سیاہ اور سخت ہو جائے گا۔ پھر اس کو پیس کر دوا کے مجموعی وزن سے تین حصہ پسا ہوا شیشہ انگلی سے ملا دیں۔ پھر کٹھالی میں رکھ کر نہایت تیز آنچ میں اس قدر گداز کریں کہ تمام اجزاء باہم مخلوط ہو جائیں بس برنگ دمشقی تیار ہو گا۔ اگر صحیح گداز کیا گیا تو بلور برنج دمشقی عمدہ تیار ہو گا۔
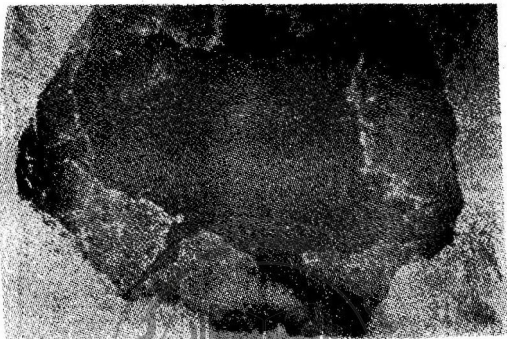
پورٹ لینڈ " امریکہ " میں نگینوں کے شوقین مسٹر پاول اسکارم کے پاس یہ "سنگِ سلیمانی" اس کا وزن کٹائی سے قبل تقریباً ۲۵ پونڈ ہے۔
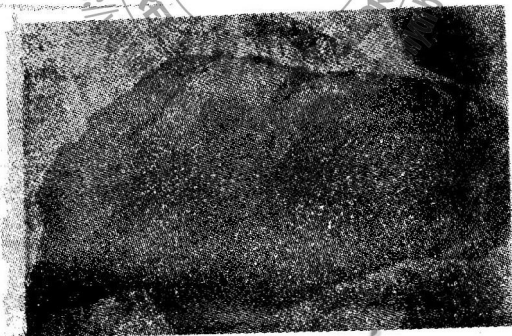
مسٹر پاول اسکارم کے پاس اس "سنگِ سلیمانی" کے ٹکڑے پر کہیں کہیں واضح سبز روشنی کی لہریں پائی جاتی ہیں۔

سنگ و جواہر اور معدنیات سے متعلق دلچسپ و مفید معلومات

(اور ان کی بنیادی باتیں و محاورات)

انگشتری اگرچہ ایک چھوٹی چیز ہے۔ لیکن اس کی تاریخ بہت قدیم ہے اس کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے قدیم مصر میں استعمال کی گئی تھی۔ زمانۂ قدیم کی جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں اُن میں مُردوں کی اُنگلیوں میں انگشتریاں نظر آتی ہیں۔ اور ان اُنگشتریوں کے نگینوں پر نام کندہ ہیں۔

- حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ میں انگشتری تھی۔ (مشکوٰۃ شریف باب الخاتم)
- آں حضرتؐ کی ایک انگشتری پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسری پر "صدق اللہ" کندہ تھا۔
- ایک انگوٹھی حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو حضرت عائشہؓ کے پاس تھی وہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیدی تھی۔ پھر یہ انگشتری حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچی۔ آپ تبرکاً اس کو بطورِ مہر استعمال کیا کرتے تھے۔
- جب اہل بیتؑ کا قافلہ شہر موصل سے گزر رہا تھا تو ایک مقام پر سرِ مبارک امام حسین علیہ السلام سے پتھر پر خون کا قطرہ گرا اور اسی جگہ باقی رہ گیا۔ ہر سال روزِ عاشورہ یہ خون تازہ ہو جاتا اور شہر کے لوگ اس کی زیارت کو جمع ہو

جاتے تھے۔ عہد عبدالملک بن مروان نے اس پتھر کو گم کرا دیا۔
(ناسخ التواریخ ص ۲۰۴۴)

* انگوٹھی کا نگینہ اس طرز میں جڑوایا جائے کہ نگینہ کا حصّہ نیچے سے کھلا رہے تاکہ اس کی شعاعیں انسان کے جسم کے مسامات کو متاثر کر سکیں۔ بعض نگینوں کا مَس ہونا بھی بہتر ہے ماہر معدنیات و سائنسدان کا کہنا ہے کہ سنگ و جواہر میں مقناطیسی قوّت بھی موجود رہتی ہے۔

* ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی جو حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے دی تھی مدینے کے کنویں چاہِ اریس میں گر گئی۔ ہر چند تلاش کیا گیا لیکن نہ ملی (کتاب عجائب المخلوقات مطبع نولکشور پریس لکھنو سنہ ۱۹۱۲ء)۔

* حضرت سعدیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی انگوٹھی میں ایک نادر و نایاب قیمتی نگینہ جڑا ہوا تھا ملک میں ایک سال قحط پڑا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اپنی قیمتی وہ انگوٹھی فروخت کر دی اور اس سے وصول ہونے والی تمام رقم سے اناج خرید کر تقسیم کروا دیا۔ اصحاب نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ نگینہ مجھے بہت عزیز تھا لیکن یہ گوارا نہ کر سکتا تھا کہ لوگ بھوک سے تڑپیں اور میں ایسا قیمتی جواہر انگوٹھی میں استعمال کرتا رہوں۔ (اُموی خاندان کے خلیفہ جو سلیمان بن عبدالملک کے بعد انتخابات کے ذریعے تختِ خلافت پر بیٹھے یہ عمرؓ ثانی کہلاتے)۔

* شہزادہ چارلس اور لیڈی ڈائنا کی منگنی کے موقع پر قصر بکنگھم (برطانیہ) میں لیڈی ڈائنا کو ایک قیمتی انگوٹھی جس میں چودہ ۱۴ ہیرے اور یاقوت جڑے تھے، دی گئی۔ اس کی قیمت ساٹھ لاکھ روپے سے زیادہ ادا کی گئی تھی آنکا

وزن ۸۰ قیراط بغیر سونا کے تھی۔

* سری لنکا کے نادر جواہرات کی نمائش کے موقع پر ایک نادر اور نایاب نیلم رکھا گیا جس کا وزن ۳۹۳ قیراط اور رنگ ہلکا آسمانی تھا نیلم کی حفاظت ایک ساڑھے چار فٹ کا سانپ کر رہا تھا۔

* مشہور اور بہادر ٹیپو سلطان کی ایک طلائی انگوٹھی پر جس میں یاقوت جڑے تھے پنجتن پاک کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔ (بحوالہ تاریخِ سلطنتِ خداداد، مطبوعہ بنگلور ۱۹۳۴ء)۔

* سنگ وجواہر (نگینہ) سے علاج درروزگار اور دنیاوی امور کا حل ممکن ہے لیکن خدا پر یقین بنیادی چیز ہے۔

* بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے دست مبارک میں ایک انگوٹھی بچ گئی تھی وہ سنان بن انس (بروایت بجدل بن مسلم) نے اس بے رحمی سے اتاری کہ آپ کی انگلی بھی ساتھ ہی شہید کرلی۔

* البیرونی دنیا کے مشہور مسلمان سائنسدان نے اٹھارہ قیمتی پتھروں اور دھاتوں کی کثافتِ اضافی پر تحقیق کی اور ان کی شناخت کے طریقے بتائے۔

* جبل ثور، مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے ہجرت کے وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اسی پہاڑ کے غار میں تین شب مقیم رہے۔ یہ غار اس پہاڑ کی چوٹی کے پاس ہے۔

* فقیر خانہ میوزیم لاہور جہاں نوادرات کا بے بہا خزانہ محفوظ ہے گندھارا فن سنگ تراشی کے مغلیہ عہد کے قیمتی پتھروں میں، عقیق، فیروزہ، پکھراج، نیلم، قابل دید ہیں۔ اس میوزیم کا قیام ۱۹۳۷ء میں ہوا یا پچ

نوعیت کا پہلا نیم سرکاری عجائب گھر ہے۔

- افغانستان میں اچھے جواہرات دستیاب ہونے کے باوجود استعمال میں نہ ہونے کے برابر ہے۔
- بہتر اور مناسب ہے کہ انگوٹھی میں جو نگینہ استعمال کیا جائے، وہ اصلی ہو اور اس کا وزن تین رتی سے کم نہ ہو۔
- نئی انگوٹھی جس دن انگلی میں استعمال کی جائے پانچ آنے خیرات کرنا باعث برکت اور ہمیشہ کے لئے سود مند رہتا ہے۔
- عہد فاطمینی مصر کے پہلے خلیفہ معز کی ایک دختر عبدہ کا ۴۴۲ھ میں انتقال ہوا، اس کے پاس پانچ زمرد کی تھیلیاں سو صندوق جس میں خالص چاندی کے تین ہزار برتن، نو سے طشت اور نو سے لوٹے بلوری چار سو تلواریں جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا، ستر مثقال کا ایک نایاب سرخ یاقوت اور مختلف قسم کے قیمتی جواہرات تھے۔
- زمانہ قدیم میں یہ رواج تھا کہ لوگ نگینوں پر اپنا نام کندہ کراتے تھے اور دستاویزات و کاغذات پر اسی انگشتریوں کی مہر لگا دیا کرتے تھے۔
- سنگ و جواہر کو زمین کا خزانہ کہا جاتا ہے۔
- پتھر اور انسان سے بڑا واسطہ ہے۔
- پتھروں ہی سے زمانہ قدیم کے انسانوں کی تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔
- عہد قدیم میں بعض پتھر طبی طریقہ کار میں بہت استعمال کئے جاتے رہے لیکن یونانی طریقہ علاج کے زوال کے سبب کوئی ان کے نام سے بھی واقف نہیں۔

❊ نظام حیدر آباد دکن (بھارت) کو قیمتی ہیرے اور نادر جواہر پرکھنے میں بڑی مہارت حاصل تھی جس کی وجہ سے موصوف کے پاس انتہائی قیمتی جواہرات محفوظ تھے۔ ۱۹۷۸ء (بھارت) میں بائیس قیمتی زمرد کے نگینوں پر مشتمل خوبصورت سیٹ فروخت کے لئے نکالا گیا جس کا مجموعی وزن ۲۵-۱۴۴ قیراط تھا۔ اس کے علاوہ ہیرے و زمرد جڑے ہوئے گلوبند، سات لڑیوں کا ایک نادر و خوبصورت بچے کے لئے موتیوں کا ہار، ہیرے جڑے ہوئے شیروانی کے بٹن، جواہرات سے آراستہ بازوبند، کف، نکلس اور بیش بہا انگوٹھیاں ان تمام اشیاء کی قیمت کا اندازہ پانچ کروڑ روپے لگایا گیا۔

❊ عہد قدیم میں آگ پیدا کرنے کے لئے سنگِ چقماق نے اِنسان کا بڑا ساتھ دیا ہے۔

❊ مقناطیس کو چونٹوں کے سوراخ پر رکھنے سے چونٹے بھاگ جاتے ہیں۔

❊ قدیم ممالک مصر کی سب سے بڑی یادگار اہرام اور ابوالہول ہیں جو پتھر کے ہیں۔ یہ قریب ۷۷۰ قبل مسیح میں تعمیر کئے گئے تھے۔ اس کا ہر پہلو ۷۵۰ فٹ اور بلندی ۴۸۱ فٹ ہے۔ ان کی طرزِ تعمیر میں اور بناوٹ میں پُراسرار قوت کا انکشاف ہو رہا ہے۔ تعمیر میں تیس اور چالیس ٹن وزنی پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ سیکڑوں میل سے مقام تعمیر تک لائے گئے تھے۔

❊ لاہور تعمیراتی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ایک مغل شہر ہے یہاں کی مشہور عمارت شیش محل جو شاہجہاں کے حکم سے آصف خاں نے تعمیر کرائی تھی اس میں شیشہ کاری کے عمدہ نمونے، سنگِ مرمر کے مختلف اقسام میں سنگِ موسیٰ، سنگ ابری اور مرجان جو عمارت کے احاطے میں

ہے۔ اس کے علاوہ زمرّد، زہر مہرہ، عقیق سے بھی تعبیر میں خوبصورتی پیدا کی گئی ہے۔

- وادیٔ سندھ، موہن جو داڑو میں کھدائی کے دوران چھ لڑیوں والا ہار دستیاب ہوا جس میں ڈھولک کی شکل کے سرخ عقیق پروئے ہوئے ہیں۔ یہ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح کی یادگار ہے۔
- عہدِ قدیم میں انگوٹھی سے ہی انسان کی شناخت کی جاتی تھی۔
- شاہی زمانہ میں فن سپہ گری سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بڑے عقیق اور فیروزہ بازو میں باندھا کرتے تھے۔ ان کو "دیکا" کہا جاتا تھا۔
- مغلیہ دور میں نورتن انگوٹھی کا عام رواج تھا اس میں نو اصلی جواہر جڑے رہتے تھے نورتن میں یاقوت، موتی، پکھراج، زمرّد، مونگا، لاجورد، نیلم، ہیرا اور فیروزہ شامل ہیں۔
- حضرت علی علیہ السّلام کی ضریح مبارک کے اندر ایک طلائی قندیل ہے اس میں نادر جواہرات جڑے ہیں ضریح کے اندر چھوٹی سی محراب میں لعل و جواہر کا مجموعہ ہے۔
- ڈوپلکا ایک قسم کا پتھر ہے جسے انگوٹھی میں جڑوایا جاتا ہے۔
- سنگ فارا (سنگ خارہ) یہ پتھر نیلگوں ہوتا ہے۔
- ایران کے ناصر الدین شاہ کا تیار کرایا ہوا "کرۂ ارض" جس میں ۵۱۳۶۶ جواہرات جڑے ہیں۔ یہ ایران کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ سلطنت ایران میں جواہرات ۳۲ شوکیسوں میں محفوظ ہیں ان الماریوں میں بجلی کا کرنٹ دوڑا گیا ہے (ہر شوکیس پر تحریر ہے کہ براہ کرم ہاتھ نہ لگائیں) یہ کہنا درست

ہوگا کہ سلطنتِ ایران جواہرات کا گھر ہے۔

- تاج پہلوی۔ شاہ ایران کا تاج۔ ۳۳۸۰ ہیرے ۳۶۸ قیمتی موتی ۵ بڑے زمرد ۲ عمدہ نیلم سے آراستہ ہے۔ تاج کا وزن دو کلو کے قریب ہے۔
- مسٹر رابرٹ تر الیشلہ یورپ کے مشہور جوہری نے کہا ہے کہ ایران کے جواہراتی گھر میں دُنیا کے سب سے زیادہ قیمتی جواہرات محفوظ ہیں اس جگہ جانے پر پتہ چلتا ہے کہ جواہرات کو سکوں میں نہیں تولا جا سکتا۔
- میکسیکو کے عجائب گھر میں ایک ایسا پتھر ہے جس پر مختلف قسم کی کئی تصویریں کندہ ہیں۔ اس پتھر پر دُنیا میں سب سے زیادہ خون بہا ہے۔ یہ پتھر میکسیکو کے ایک قبیلہ "ازٹیکس" کی قربان گاہ کہا جاتا ہے۔
- جس طرح ایک انسان کا ذات اور خاندان سے تعلق ہے اسی طرح سنگ و جواہر کا بھی مختلف ذاتوں سے سلسلہ ہے۔
- "تاج کیانی" کا اٹھارہویں صدی عیسوی سے تعلق ہے اس کی کلغی پر ۱۲۰۱ قیراط کا یاقوت جڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ یاقوت اور نگ زیب سے متعلق ہے تاج کا وزن ۴.۵ کلو ہے۔
- زمانۂ قدیم میں عورتیں ہی نہیں مرد بھی زیورات استعمال کرتے تھے۔ راجپوت راجہ اس شوق میں عورتوں سے بہت آگے تھے۔
- زیورات میں خواتین چوڑیاں اور ناک کی کیل کو سُہاگ کے خیال سے استعمال کرتی تھیں۔
- سنگ شناسی اور مردم شناسی ذرا مشکل کام ہے اس میں عقل، نگاہ اور اس سے متعلق تجربہ کو بڑا دخل ہے۔

بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے

- 'مہرِ سلیمان' حضرت سلیمان علیہ السّلام کی مُہر جس پر اسمِ اعظم کندہ تھا جسکی وجہ سے تمام مخلوق بحکمِ خدا آپ کی مطیع تھی۔
- ایلزبتھ ٹیلر کے لاکٹ کے ہیرے کا نام 'کرُپ' ہے۔ اس کی قیمت بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے سے زیادہ لگ چکی ہے اس کا شمار دُنیا کے نادر جواہرات میں ہوتا ہے۔ دُنیا کے گراں بہا جواہرات کی شوقین ایلزبتھ ٹیلر قیمتی جواہر پہن کر اپنے ہاتھ بالکل محفوظ رکھتی ہے، رچرڈ برٹن نے شادی پر جو انگوٹھی پیش کی تھی اس کی مالیت صرف پانچ ڈالر بتائی جاتی ہے۔
- بعض اوقات پتّھروں کے اندر سے موتی اور ہڈیاں برآمد ہوتی ہیں۔
- سونا، چاندی، تانبہ، لوہا، رانگا اور پیتل پہاڑوں میں پتّھر کے نیچے ایک مدّت میں گھُل جاتے ہیں، لیکن فیروزہ، یاقوت، زبرجد باقی رہتے ہیں۔
- چاند کی شروع تاریخوں میں پیدا ہونے والے جواہرات شفاف اور آب و تاب و رنگ میں زیادہ اچھے رہتے ہیں۔
- ریچھ کی مادّہ دردِ زہ کے وقت سیاہ پتّھر جس پر بجلی گری ہو تلاش کر لاتی ہے، تاکہ اس کو اپنے جسم کے نیچے رکھے اور وضع حمل میں آسانی ہو۔
- سگریٹ لائیٹر میں "فلنٹ" نامی پتھر اور لوہا رہتا ہے فلنٹ پتّھر لوہے کی رگڑ سے شعلہ پیدا کرتا ہے۔
- جاپان میں ایک مشہور ہیرا اس کا وزن ۲۰۲ قیراط اور اس کی قیمت دس لاکھ چالیس ہزار ڈالر ہے (پاکستانی روپیہ میں اس ہیرے کی قیمت تقریباً پچاس لاکھ روپیہ ہوتی ہے) بلجیم کی نمائش میں رکھا گیا تھا۔

محنت کامیابی کی کنجی ہے۔

- ایک سو بیالیس تیراط میں ایک اونس کے برابر ہوتا ہے اور ایک من تقریباً ایک لاکھ چوراسی ہزار قیراط ہوتے ہیں
- آگرہ (بھارت) کے قلعہ میں دو ایسے پتھر محفوظ ہیں جن پر تھپکی دینے سے چھوٹے اور بڑے طبلہ کی آواز آتی ہے۔ یہ پتھر موتی مسجد کے قریب رکھے ہیں۔
- امریکہ میں کنگسٹن نزل کے قریب ایک بجنے والا پتھر ہے، اس میں اوپر کی طرف ایک بڑا سوراخ ہے جس میں پھونک مارنے سے آواز اس زور سے پیدا ہوتی ہے جو ایک میل تک سنی جاسکتی ہے۔
- گولکنڈہ (ہندوستان) میں ہیرے کی کان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ہزاروں سال قبل کی ہے۔
- تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے پاس ایک ایسی نادر تسبیح تھی جس میں پانچ دانے لعل اور تیس دانے موتیوں کے تھے، اس جواہرات کی تسبیح کی قیمت آٹھ لاکھ روپے تھی۔
- شاہجہاں کے عہد میں شہزادوں کے پاس تقریباً دو کروڑ کے اور خود بادشاہ کے استعمال میں بھی دو کروڑ کے جواہرات تھے۔
- جواہرات اور قیمتی پتھروں کا اثر انسان کے مزاج اور طبیعت پر بھی ہوتا ہے۔ ان میں بڑی کشش اور جاذبیت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے میں تھکان محسوس نہیں کرتا۔
- پھول، خوشبو اور پتھر سے متعلق انسان کو دھوکا دینے والا کبھی آرام اور سکون سے زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ (مؤلف کتاب) زمانہ قدیم میں ہتھیاروں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے جواہرات لگائے جاتے تھے۔

❊ خواب سے ڈرنے والے اور نیند میں بڑبڑانے والے شخص کے گلے میں لوہے کا برادہ تعویذ بنا کر ڈالنے سے بڑبڑانا جاتا رہتا ہے۔ سوتے میں دانت بجانے کی شکایت بھی جاتی رہتی ہے۔ (بہتر ہے کہ برادہ پر دم کرانے کے لئے ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں)۔

❊ ہیرا سب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ اگر کسی چیز کو کاٹنے میں سخت فولاد کے اوزار سے سوراخ کیا جائے تو ساڑھے چار میل لمبا سوراخ کرنے کے بعد اُسے پھر تیز کرنا پڑے گا، لیکن اسی اوزار میں ہیرے کے دانت لگا دیئے جائیں تو اس اوزار سے دو سو میل لمبا سوراخ کیا جا سکتا ہے اور دانت کو تیز کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

❊ ہیرے کو صرف ہیرا ہی کاٹ سکتا ہے۔

❊ موجودہ دور میں سب سے زیادہ ہیرا افریقہ میں نکالا جاتا ہے۔

❊ منگنی کی انگوٹھی ہاتھ کی چوتھی اُنگلی میں استعمال کی جاتی ہے۔ قدیم کتب میں نظر سے گزرا ہے کہ اس اُنگلی سے خون کی ایک رگ براہِ راست دل تک پہنچتی ہے۔

❊ نگینہ ہمیشہ نئی انگوٹھی میں استعمال کرنا بہتر رہتا ہے۔ استعمال شدہ انگوٹھی پہننا مناسب نہیں۔

❊ بڑے نگینے مستورات بطور لاکٹ اور مرد بازوبند میں استعمال کرتے تھے۔

❊ عہدِ قدیم میں اکثر حضرات نگینہ کے اطراف ڈیزائن کے بجائے عدد کندہ کرایا کرتے تھے۔

* عہد خسرو پرویز ۵۹۰ء ۔ ۶۲۸ء ساسانی خاندان کے بادشاہ کا تاج خالص سونے کا تھا جس کا وزن ۲۰۱ پونڈ۔ اس پر چڑیا کے انڈوں کے برابر جواہرات اور یاقوت جڑے تھے۔ یہ اندھیرے میں بھی چمک دیتے تھے۔ تاج چھت سے ۳۵ گز لمبی زنجیر کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تو تاج اس کے سر کو بھی چھوتا تھا۔
* عقیق کھمباتی عام ملتا ہے۔ اس کو حجر الہندی بھی کہتے ہیں۔ یہ عقیق بھارت میں کثرت سے دستیاب ہے۔ اس پتھر میں جہاں اور اچھے اثرات ہیں یہ مزاج میں الجھن اور غصہ پیدا کرتا ہے۔
* نومبر ۱۹۷۰ء میں بمقام کلیوڈون مسز سلیپ ڈرمونڈ نے ناشتہ میں مٹر استعمال کرتے وقت کنکر سمجھ کر جب منہ سے نکالا تو حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ وہ ہیرے کا قیمتی نگینہ تھا۔ اس نے مٹر پیک کرنے والی کمپنی کو فوراً لکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک ملازم لڑکی کا ہیرا گم ہوگیا تھا۔
* ۲۳ نومبر ۱۹۵۹ء کو شہنشاہ ایران نے فرح پہلوی کی انگلی میں ایک قیمتی طلائی انگشتری پہنا کر منگنی کی رسم ادا کی۔ اور ۲۱ دسمبر ۱۹۵۹ء کو فرح پہلوی شہنشاہ ایران کے ساتھ منسلک ہو کر ملکہ ایران بن گئیں۔
* شہنشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی آریا مہر نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء رسم تاجپوشی کے وقت جو تاج پہنا اس کا نام "تاج پہلوی تھا۔ تین ہزار تین سو اسّی ہیرے، پانچ زمرد، تین سو اڑسٹھ موتی اور بے شمار قیمتی چیزیں لگی ہوئی تھیں۔
* شہنشاہ آریہ مہر تاجپوشی کے موقع پر جس "تخت طاؤس"، پر تشریف فرما تھے اس تخت میں اور چیزوں کے علاوہ قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ ان کی

تعداد ۲۶،۷۳۲ تھی۔

- انسان کا اپنا خزانہ اپنی جیب، گھر یا بنک وغیرہ ہے لیکن پروردگارِ عالم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا خزانہ اس کے لئے اس کے پیروں کے نیچے پیدا کیا ہے۔
- آٹھ عدد حرف "ح"، نگینہ عقیق اصلی پر کندہ کرا کے استعمال کرنے سے بخار دفع ہوتا ہے (حرف "ح" کندہ کرانے کے لئے وقت اور ساعت کے لحاظ سے ناشر کتاب ہذا سے رجوع ہوں)۔
- چاندی کی انگوٹھی پہننا سُنّت ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نرم زمین پر چلنے سے پائے اقدس کا نشان نہیں ہوتا تھا، لیکن سخت پتّھر پر چلنے سے پیروں کے نشان قائم ہو جاتے تھے۔

- خانۂ کعبہ کی دیواریں کچھ مٹیالا سیاہی مائل رنگ کے پتھروں سے تعمیر ہیں۔
- مقام ابراہیمؑ یہ اس پتّھر کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہو کر حضرت اسمٰعیلؑ کی اعانت سے خانۂ کعبہ کی دیواریں تعمیر کی تھیں، اس پر حضرت ابراہیمؑ کے قدم مبارک کے نشان ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس پتّھر پر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی زوجہ نے آپ کو نہلایا تھا مقام ابراہیمؑ پر زائرین نفل ادا کرتے ہیں اور اس پتّھر کی زیارت سے آنکھوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔
- ہڑپا اور موہن جو ڈارو کے زیورات کے ڈیزائنوں میں قدیم مصری اور بابلیوں کا طریقہ پایا جاتا ہے۔

وقت پر ہی چیز کی قدر ہوتی ہے

- حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر بھارت) کے مزار سے قریب اکبری مسجد ۹۷۸ھ میں جو شہنشاہِ اکبر نے تعمیر کروائی تھی اس میں عمدہ قسم کا سُرخ پتّھر استعمال کیا گیا ہے۔
- وادئ کاغان کے پہاڑی علاقہ میں ایک قسم کا چوپایہ ہے۔ یہ بکرے کے قسم کا جانور سانپ کو کھا جاتا ہے اس کے بعد جڑی بوٹیاں کھا کر اس کے زہر کو جُگالی کے ذریعہ جھاگ سے خارج کر دیتا ہے یہ جھاگ جس جگہ گرتا ہے اس جگہ گر کر ایک خاص قسم کا پتّھر بن جاتا ہے۔
- باندہ (بھارت) کے دریاؤں میں مختلف رنگ کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ یہ پہاڑوں سے پانی کے زور میں بہہ کر آجاتے ہیں۔
- جمسٹ ایک قسم کا پتّھر جس سے بنے ہوئے برتن میں شراب رکھیں تو کچھ گھنٹے کے بعد نشہ اس کا زائل ہو جاتا ہے۔
- قوم لوط کا تختہ اُلٹنے میں عذابِ الٰہی کے موقع پر آسمان سے برسائے جانے والے پتّھروں میں سُرخ لکیریں تھیں۔
- لاہور میں مقبرہ جہانگیر، جو شاہدرہ کے علاقہ میں واقع ہے۔ فنّی تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے اس کی بیرونی تعمیر سنگِ سُرخ سے کی گئی ہے اور سنگ مرمر کے خوبصورت ٹکڑوں سے بیل بوٹے بنائے گئے۔ عقیق، لاجورد کا استعمال خوبصورتی کیلئے کیا گیا ہے انھیں آرائش کی وجہ سے اس کو "نگینہ" کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔
- دُنیائے سائنس دانوں کا مشہور اور عظیم المرتبت مسلمان سائنس دان البیرونی جو ۱۰۴۱ھ میں غزنی میں لکھتے ہیں کہ جس جگہ کھدائی میں

زمین سے گول پتھر دستیاب ہوں تو ماننا پڑتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں یہ حصّہ زیرِ آب رہا ہے چونکہ پانی کے بہاؤ میں متواتر رگڑ اور حرکت سے پتھر چھوٹے اور گول ہوتے چلے جاتے ہیں۔

* رتوایہ پتھر کتھئی، عنابی، سُرخ، اور مونگیا رنگ میں مثل عقیق کے ہوتا ہے یہ وزنی پہاڑی پتھر ہے چمک اور آب نہیں ہوتی۔ عرب، بھارت اور پاکستان میں پہاڑی علاقہ میں دستیاب ہے۔
* قدیم زمانہ میں ہیرا، فیروزہ، عقیق، زمرّد، زبرجد، گومیدک، پکھراج، سنگِ سلیمانی، اوپل اور لاجورد پر نقش و نگاری کا کام عمدہ ہوتا تھا۔
* دُنیا کی خوبصورت اور مشہور پتھری عمارتوں میں سب سے عمدہ تراش تاج محل کی ہے جس کو شاہجہاں بادشاہ نے آگرہ (بھارت) میں قریب چار کروڑ روپیہ صرف کر کے تعمیر کروایا تھا اس کی تعمیر میں بیس ہزار معماروں نے حصّہ لیا۔ بیس سال کی مدت میں تعمیر کیا۔ اس عمارت میں سنگِ مرمر، لاجورد عقیق اور سنگِ یشب وغیرہ استعمال ہوئے ہیں۔
* برِّ صغیر ہندو پاک کا سب سے قدیم اور مشہور ہیرا "کوہ نور" ہے۔
* شاہجہاں بادشاہ نے ۱۶۴۸ء میں "تختِ طاؤس" دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے بنوایا تھا۔ یہ تخت ساڑھے تین گز لمبا، ڈھائی گز چوڑا اور پانچ گز اونچا تھا۔ اس میں سولہ لاکھ روپیہ کے جواہرات جڑے تھے۔ ایک لاکھ روپے کا سونا استعمال کیا گیا تھا۔ اس کی چھت بارہ ستون پر مشتمل تھی۔ درمیان میں ایک خوبصورت درخت تھا اس کی تمام پتیاں اور پھول جواہرات کے تھے۔ جہاں بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اس کی پشت پر ایک لعل لگایا گیا تھا

جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی۔ یہ تخت مور کی شکل کا تھا، جس میں نادر اور نایاب جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ یہ تخت عجائبات دُنیا میں سے تھا۔ اس میں خاص خوبصورتی یہ تھی کہ طاؤس اپنی چونچ میں موتیوں کی تسبیح لئے کھڑے تھے معلوم ہوتا تھا کہ اب رقص کرنے ہی والے ہیں۔

- زمانۂ قدیم میں نادر و نایاب اور قیمتی جواہرات عبادت گاہوں میں جڑے جاتے تھے۔ بعض عبادت گاہوں میں اب بھی محفوظ ہیں۔
- کلکتہ (بھارت) کے عجائب خانہ میں ایک پتھر ہے جو اُٹھانے سے جھک جاتا ہے، اس میں لچک ہے۔ ہلانے سے لرزتا ہے۔ عرفِ عام میں اس پتھر کو زندہ پتھر اور سنگِ لرزاں بھی کہتے ہیں۔
- عہد قدیم میں بادشاہ، راجہ اور رؤسا قیمتی انگوٹھیاں، ہار، کلاہ زرین، اس غرض سے بھی استعمال کرتے تھے تاکہ عوام سے افضلیت رہے تاج شاہی کے استعمال کو روحانی برتری اور سایۂ خداوندی کا مظہر خیال کیا جاتا تھا۔
- تیسری صدی کا ایک نایاب مجسمہ گوتم بدھ کو ریاضت کے عالم میں دکھایا گیا ہے۔ یہ مجسمہ لاہور کے مرکزی عجائب گھر میں موجود ہے اس مجسمہ کے ساتھ دو تختیاں گہری کھدی ہوئی ہیں، یہ گوتم بدھ کی پیدائش سے متعلق ہیں۔
- اُن چشموں کا پانی جو پتھروں کے درمیان سے ہو کر نکلتا ہے صحت و تندرستی کے لئے مفید ہوتا ہے۔
- موئن جو ڈارو (سندھ) میں محکمۂ آثار قدیمہ نے جو کھدائی کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ افغانستان کا لاجورد، ایران کا پتھر اور سنگجراحت زمانۂ قدیم میں کثرت سے استعمال میں آیا۔ اور اس کی تہذیب اور پتھروں کا کام پانچ ہزار

سال قبل کی ایک گمشدہ یادگار ہے۔

❊ پومیک اسٹون (PUMICE STONE) یہ پتھر آتش فشاں مادہ کا بنا ہوا لاوہ ہے۔ مثل کارک ہلکا ہوتا ہے۔ اکثر چشموں کی سطح پر تیرتا ہوا نظر آتا ہے اس کو چھری کے ذریعہ آسانی سے کاٹ سکتے ہیں۔ بطور جھانواں دیوار اور فرش گھسنے کے کام آتا ہے۔ چکنا اور صاف کرنے کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اٹلی میں زیادہ دستیاب ہے۔

❊ جنوبی ہند کے قبائلی زچگی کے حالت میں ارواح خبیثہ سے بچانے کے لئے سونے یا چاندی کا گنڈے دار ہار استعمال کرلتے ہیں۔

❊ مصالحہ پیسنے کا پتھر (سل) کچے پتھر کے بجائے پختہ اور سخت قسم کا استعمال کرنا بہتر ہے تاکہ کچے پتھر کے باریک سنگ ریزے مصالحہ میں شامل ہوکر جسم میں پتھری پیدا نہ کرسکیں۔

❊ پارس ایک قسم کا پتھر ہے اس کے متعلق مشہور ہے کہ لوہے وغیرہ کو چھوکر سونا بنادیتا ہے (اس کے متعلق اور مزید تاریخی تفصیل صحیح معلوم نہ ہوسکی۔

❊ مقناطیس۔ یہ پتھر رہنمائی کے کام میں بڑا معاون رہا ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس سے سمندروں کی سطح پر جہاز چلانے کا وقت، اور سمتیں معلوم کرنے کا کام لیتے تھے۔ اس کو رہنما پتھر بھی کہا جاتا تھا۔

❊ کمبرلے (جنوبی افریقہ) میں ہیرے کی سب سے بڑی کان ہے۔

❊ سنگ دانہ۔ پرندہ کا (معدہ) اس میں سے چھوٹے چھوٹے پتھر بھی ملتے ہیں۔ یہ سنگ دانہ ضعف معدہ میں اکسیر ہے۔

❊ سنگ نشان۔ رستوں اور سڑکوں پر منزل اور جگہ کا فاصلہ سمجھنے کے لئے

لگائے جاتے ہیں۔

جواہرات تلاش کرنے والے چاند کی کچھ مخصوص تاریخوں میں اپنے کام کا آغاز نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کام کے لئے چند تاریخیں منحوس ہوتی ہیں۔

* لوہے کی نئی کیلوں پر ۱۰۱ مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ دم کر کے آسیب زدہ مکان کے چاروں اطراف کونوں میں یہ کیلیں ٹھونک دینے سے مکان کیل جاتا ہے (لیکن یہ طریقہ کسی صاحب علم سے کرایا جائے)۔
* دنیا کا سب سے بڑا پیلے پتھر کا پارک نیو یارک میں ہے۔
* مغربی جرمنی کے عجائب گھر میں ایک ایسا پتھر محفوظ ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ غالباً بیس کروڑ سال قدیم ہے۔
* دنیا کے بڑے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ چاند کے پتھر ساڑھے تین ارب سال قدیم ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ زمین کے پتھروں سے زیادہ ان کی عمر ہے۔
* اپالو ۱۲ کے خلا باز چاند کے بحر طوفان سے جو مٹی لائے ہیں اس میں سے ایک چار انچ چوڑا ایسا پتھر برآمد ہوا ہے جو مثل شیشہ کے چمکدار ہے۔
* گھر کی سل جس پر مصالحہ پیسا جاتا ہے اس کا چھوٹا پتھر (بٹا) گھر میں لڑھکانے سے سخت پریشانی اور نحوست آتی ہے اسی سل کا پتھر اگر ٹوٹ جائے تو صدقہ دینا بہتر ہے، رد بلا ہے۔
* ملکہ فرح پہلوی نے شہنشاہ ایران کی تاجپوشی کے موقع پر جو تاج پہنا تھا یہ پلاٹینم اور سونے سے تیار کیا گیا تھا۔ اس میں ۱۴۶۹ قیمتی ہیرے، ۳۶ زمرد، ۳۶ یاقوت، ۱۰۵ موتی جڑے تھے۔
* جیکولین کنیڈی کو ان کے شوہر ارسطاطل اوناسس نے شادی کے

موقع پر جو انگوٹھی دی اس کی قیمت دس پونڈ تھی۔

* جرمنی میں منگنی کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننا شروع کرتے تھے اور شادی کے بعد دائیں ہاتھ کی اُنگلی میں۔
* دُنیا میں ہر جگہ شادی کے لئے ابتدائی رسم انگوٹھی سے ہوتی ہے فلپائن میں دولہا اور دلہن کے درمیان انگوٹھی کا تبادلہ ہوتا ہے۔
* دُنیا کی تمام دھاتوں میں سب سے ہلکی دھات "لیتھیم" ہے۔ ماہرین سائنس کا خیال ہے کہ سورج ایک آتش گیر پگھلی ہوئی معدنیات کا عظیم کرہ ہے۔
* شہر بسط اندلس میں ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سُرمہ نکلتا ہے۔ چاند کے شروع تاریخ سے لے کر نصف ماہ تک سُرمہ نکلنے کا زور رہتا ہے۔
* اِنسان کے جسم کی پتھری کا سُرمہ آنکھ کی سفیدی کو زائل کرتا ہے۔
* ٹھہرے ہوئے پانی (تالاب) کے پتھر کو گھس کر قطرے ناک میں ٹپکانے سے مرگی کا مرض دفع ہوتا ہے۔
* اونٹ (ناقہ) مستی یا آوارہ جس جگہ زمین پر لوٹے اس جگہ کا پتھر عاشق مزاج دیوانہ کے بازو پر باندھنے سے عشق زائل ہو جاتا ہے (یہ پتھر ناشر کتاب ہذا سے دم کرا لیا جائے)۔
* "لوہے کا چھلا" پاؤں میں استعمال کرنے سے جسم میں پتھری پیدا نہیں ہوتی۔ (اس چھلّے کے لئے بھی ناشر کتاب ہذا "کرشمہ قدرت" سے رجوع کریں)۔
* چھوٹے بچوں کی بیماری ام الصبیان (مرگی کے دورے) میں معمولی لوہے کا ٹکڑا گلے میں لٹکانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔
* لوہے کے بجھے ہوئے پانی سے عشق دفع ہوتا ہے۔ لوہے کو خوب گرم کریں تاکہ وہ سُرخ

ہوجائے، اس کو پانی میں بجھاتے وقت تین بار یہ کہہ کر بجھائیں کہ جیسے یہ لوہا پانی میں ٹھنڈا ہوا، اسی طرح فلاں بن فلاں (نام لیا جائے) کا عشق ٹھنڈا ہوجائے۔ اس پانی سے عاشق کا منہ دھلائیں اور سینے پر چھینٹیں دیں۔ یہ عمل منگل یا ہفتہ کو کرنا بہتر ہے۔

- برطانیہ میں ویکرلی کے مقام ٹکنگ میں قبرستان سے یاقوت کے زیورات اور خوبصورت تلواریں دستیاب ہوئی ہیں، یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نادرات ساتویں صدی عیسوی کے دور کی ہیں۔
- ایک ایسا عجیب و غریب پتھر ہے کہ قدرت نے اس میں انوکھی صفت عطا کی ہے۔ ہوا میں شامل پانی کی نمی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ برطانیہ کی عبادت گاہوں کے مجسمے کی آنکھوں میں لگا ہوا ہے۔ اس پتھر سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسمہ کی نگاہوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔
- مادرِ ملت فاطمہ جناح ایسے زیورات پسند کرتی تھیں جن میں معمولی موتی یا ہیرے جڑے ہوں۔
- جواہر وہ بیش قیمت پتھر جو عام پتھروں سے افضل، خوشنما اور خوبصورت و قیمتی ہو۔
- جواہرات اور پتھروں کے ماہران کے رگ و ریشے اور ماہیت سے واقف ہوتے ہیں۔
- ودھی ایک قسم کا سفید اور گلابی پتھر۔
- اپالو ۱۷ مشن کے امریکی خلانوردوں نے بحیثیت صدرِ پاکستان جناب

ذوالفقار علی بھٹو کو جون ۱۹۷۳ء میں چاند کے پتھر کا ایک چھوٹا ٹکڑا پیش کیا۔ یہ پتھر انھوں نے چاند پر اپنی تحقیقاتی مہم کے دوران وہاں کی ایک وادی سے اٹھایا تھا۔ امریکی سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ پتھر تین ارب ۸۰ کروڑ سال پرانی چٹان کا ایک ٹکڑا ہے۔

- سنگِ انداز۔ دشمن پر پتھر مارنے والا۔
- سنگِ بوم۔ پتھریلی زمین۔
- سنگِ جراحت۔ ایک قسم کا پتھر (اس کو پیس کر زخم پر چھڑکنے سے خون بند ہو جاتا ہے)
- سنگ چٹانا۔ کسی چیز کو پتھر پر رگڑ کر تیز کرنا۔
- سنگ چلنا۔ ساتھ چلنا۔
- سنگ چھوٹنا۔ جدائی ہونا۔
- سنگ لینا۔ ہمراہ لینا۔
- سنگ چھوڑنا۔ الگ ہونا، دوستی ترک کرنا۔
- سنگ پشت۔ کچھوا۔
- سنگِ نسو۔ سفید پتھر
- سنگِ آستاں۔ گھر کی دہلیز۔
- سان۔ وہ پتھر جس پر تیل لگا کر چھری، تلوار اور اوزار وغیرہ تیز کرتے ہیں۔ اس پتھر کا سفوف بچوں کے خصیوں پر لیپ کرنے سے اندیشہ کلاں ہونے کا جاتا رہتا ہے۔
- سلاجیت۔ سیاہ رنگ کا رقیق مادہ جو پہاڑوں میں پتھر سے نکلتا

ہے بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔

- سنگ تالاب۔ وہ چھوٹا پتّھر جو برسوں کسی تالاب میں رہے۔
- سنگِ راہ۔ وہ پتّھر جو راستہ میں پڑا ہو۔
- سنگی۔ پتّھر کی چیز۔
- سنگین۔ بھاری۔
- سنگ یمن۔ یمنی عقیق۔
- سنگستان۔ پہاڑ جہاں پتّھر ہی پتّھر ہوں۔

سنگِ زر۔ کسوٹی

- سنگدان۔ جس میں پرندہ غذا رکھتا ہے (پرندہ کا پوٹا)
- سنگ۔ پتّھر

سنگ باری۔ پتّھر برسانا

سنگ پا۔ پاؤں رگڑنے کا پتّھر۔ (جھانواں)

- سنگ تراش۔ پتّھر کاٹنے والا۔
- سنگ تراشی۔ پتّھر کا کام۔ بنانے کا پیشہ۔
- سنگ تربت۔ قبر پر لگا ہوا پتّھر (سنگ مزار)
- سنگدل۔ بے رحم
- سنگ راہ۔ راستے کا پتّھر۔
- سنگ ریزہ۔ کنکر
- سنگسار کرنا۔ پتّھر مار مار کر ہلاک کر ڈالنا (ایک قسم کی شرعی سزا)
- سنگ ساز۔ مصلح سنگ (جو شخص چھاپے خانہ کے پتّھر کو درست کرے۔

- سنگ فساں۔ وہ پتھر جس پر چاقو کی دھار رکھتے ہیں۔
- سنگ لوح۔ (سنگ تربت) وہ پتھر جو مزار کے سرہانے تاریخ وفات لکھ کر لگاتے ہیں۔
- نگ۔ نگینہ۔ قیمتی پتھر
- حجر۔ عربی میں پتھر کو کہتے ہیں۔
- اسٹون (STONE) انگریزی میں پتھر، جواہر کو کہتے ہیں۔
- رتن۔ ہندی میں قیمتی پتھر۔ نگ کو کہتے ہیں۔
- بہرا پتھر۔ وہ شخص جس کی سماعت (سننے) کی طاقت بالکل زائل ہوگئی ہو۔
- حجر المنقی۔ چھوٹی چھوٹی پتھریاں۔
- حکاک۔ عربی میں نگینہ تراش کرنے والا، نگینہ ساز جواہرات تراشش کرنے والا۔
- انگوٹھی۔ فارسی میں انگشتری، عربی میں خاتم، انگلیوں میں پہننے کا زیور۔
- نونگہ۔ جس میں نو نگینے ہوں۔ یہ عورتوں کے بازوبند کا ایک زیور ہے۔
- سنگ سیاہ۔ بغیر چمک کا پتھر عہد قدیم میں بت تیار کرنے میں استعمال ہوتا تھا۔
- پتھر ملے بھی اس کو موت نہ آتی۔ نہایت سخت جان ہے
- حجر الرخام۔ سنگ خارا۔
- حجر الرحیٰ۔ چکی کا پتھر
- خاکِ شفا۔ شفا بخشنے والی مٹی (تربت امام حسینؑ کی خاک)۔
- جواہرات۔ انسانی معدے اور جسمانی رگوں وپٹھوں کے ذریعہ اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ یہ

طب میں خارجی و باطنی اثرات کہلاتے ہیں۔ بھارت میں "جیم تھراپی" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جو جواہرات کے انسانی جسم پر اثرات کی تحقیق کر رہا ہے۔

- قومی عجائب خانہ پاکستان (کراچی) میں پتّھر کے مختلف رنگ میں تولنے کے باٹ محفوظ ہیں یہ باٹ موہن جو داڑو سے دستیاب ہوئے اور پانچ ہزار سال قدیم ہیں۔ اسی کراچی میوزیم میں تقریباً پانچ ہزار قدیم ہاتھ دیبر صاف کرنے کا گلابی رنگ کے پتّھر کا جاواں محفوظ ہے جو ہڑپا سے دستیاب ہوا۔
- یاقوت سربستہ — کنایہ ہے لب خاموش سے۔
- یاقوت خام — کنایہ ہے معشوق کے ہونٹ سے۔
- صلی نگینہ — کی انگوٹھی انسان کی عمدہ یادگار ہے۔
- نگینہ — انگوٹھی میں استعمال کرنے سے ہی اثر کرتا ہے۔
- پتّھر کا بن جانا — سنگ دل ہو جانا۔
- پتّھر کا جگر پانی ہونا — سنگ دل کو ترس آ جانا۔
- پتّھر کا جواب پتّھر — سخت بات کا سخت جواب۔
- پتّھر کلیجہ پر رکھنا — مجبوری سے صبر کرنا۔
- پتّھر کو کیا اثر ہو — برے آدمی پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔
- چاندی کا پہرا — اقبال مندی کا زمانہ۔
- سنگِ سیماب سخت ترین پتّھر ہے اس کی کھرل قیمتی اور خوبصورت ہوتی ہے۔ گلابی رنگ کی جس میں سفید چھوٹے چھوٹے مثل تارے، نشانات تھے یہ نادر کھرل راقم الحروف محمد کے پاس محفوظ تھی۔ لکھنؤ سے پاکستان ہجرت کرتے وقت ضائع ہو گئی۔

- کنزانٹ۔ خوشنما گہرا اور ہلکا گلابی، سبز و ہلکا نیلا زرد سفید رنگ کا چمکدار نرم پتھر ہے۔ زیورات میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے! افغانستان کے پہاڑی علاقے میں دستیاب ہے۔
- سمندر میں پتھریلے مقامات پر ایک قسم کی سمندری گھاس پیدا ہوتی ہے جس کی لمبائی کم از کم ۶۰۰ فٹ ہوتی ہے اس کی پرورش معدنیات اور ہوا سے ہوتی ہے جو سمندر کے پانی میں حل ہو جاتی ہے۔
- پہاڑی علاقہ کے جانور پھرتیلے اور طاقتور ہوتے ہیں۔
- مردار سنگ۔ ایک دوا کا نام ہے یہ پتھر کی مانند وزنی ہوتا ہے۔
- رتن مالا۔ جواہر مالا
- رتن کندل۔ مونگا (ہندی میں)
- تعویذ اور نقش انسان تیار کر کے دیتا ہے لیکن پتھر و جواہر کو قدرت نے بنایا ہے جن میں اثرات اور تاثیرات محفوظ کر دیئے۔

جو شخص اپنی "راس" معلوم کرنا چاہے اپنے نام کا پہلا حرف نقشہ میں دیکھے۔ حرف کے سامنے "برج" تحریر ہے وہی اس کی راس ہے۔ "برج" سے ستارہ کا تعلق بھی اسی نقشہ میں ہے۔

نمبر شمار	نام بروج	نام سیارہ	نام کا پہلا حرف	برجوں کے خواص	دن کا تعلق	رنگ کا تعلق
۱	حمل میکھ	مریخ	ا-ل-ع-ی	آتشی	منگل	سرخ
۲	ثور۔ برکھ	زہرہ	ب-و	خاکی	جمعہ	سفید
۳	جوزا۔ متھن	عطارد	ق-ک	بادی	بدھ	سرخی مائل
۴	سرطان۔ کرک	قمر	ہ-ح-ھ	آبی	پیر	سفید
۵	اسد۔ سنگھ	آفتاب	م	آتشی	اتوار	نارنجی
۶	سنبلہ۔ کنیا	عطارد	غ-پ	خاکی	بدھ	سفید
۷	تلا۔ میزان	زہرہ	ر-ت-ٹ-ط	بادی	جمعہ	سفید و سیاہی مائل
۸	برچھیک عقرب	مریخ	ظ-ذ-ض-ز-ن	آبی	منگل	سرخ
۹	قوس۔ دھن	مشتری	ف	آتشی	جمعرات	زرد
۱۰	جدی۔ مکر	زحل	ج-خ-گ	خاکی	ہفتہ	سیاہ نیلا
۱۱	دلو۔ کنبھ	زحل	ث-ش-ص-س	بادی	ہفتہ	سرمئی و نیلا
۱۲	حوت۔ مین	مشتری	د-چ	آبی	جمعرات	زرد

آپ کا معاون و مبارک نگینہ

نگینوں کا تعلق راس کے ساتھ

راس	ستارہ	رنگ	متعلق نگینہ
میکھ	مریخ	سُرخ	ہیرا۔ مونگا۔ یاقوت، عقیق، اوپل
برکھ	زہرہ	سفید	مرجان سُرخ، ہیرا، درِنجف، موتی۔
متھن	عطارد	سرخی مائل	پکھراج، زمرّد، زبرجد
کرک	قمر	سفید	نیلم، حجرالقمر، عقیق زرد، پکھراج زرد، لہسنیہ
سنگھ	شمس	نارنجی	نیلم، مونگا، عقیق، یاقوت
کنیا	عطارد	سفید	عقیق زرد، زبرجد، اوپل
تلا	زہرہ	سفید سیاہی مائل	مرجان، ہیرا، پکھراج۔ درِنجف۔ لہسنیا
برچھک	مریخ	سرخ	ہیرا، یاقوت، مونگا، عقیق
دھن	مشتری	زرد	فیروزہ، پکھراج زرد، لہسنیا۔ زمرّد
مکر	زحل	سیاہ نیلا	موتی، نیلم، عقیق
کنبھ	زحل	نیلا سیاہ	عقیق سُرخ، نیلم
مین	مشتری	زرد پیازی	پکھراج سفید، درِنجف

ہر ماہ کی پیدائش سے نگینوں کا تعلق

جنوری	گومیدک، یاقوت، لعل، عقیق سرخ	جولائی	یاقوت، عقیق یمنی
فروری	نیلم، لاجورد، حجر القمر	اگست	مونگا، یاقوت
مارچ	فیروزہ	ستمبر	نیلم، یاقوت
اپریل	ہیرا، نیلم، یاقوت	اکتوبر	اوپل، دُرِ نجف، زبرجد
مئی	زمرد، عقیق یمنی	نومبر	پکھراج، زبرجد
جون	موتی، زمرد	دسمبر	لاجورد، یاقوت

سنگ و جواہر سے متعلق

ذاتی تجربات، تاثرات اور مشاہدات

معزز قارئین نے اپنے زیرِ استعمال نگینوں کے تاثیرات و تجربات پر سیکڑوں خطوط تفصیل سے ارسال فرمائے اور مقامی حضرات نے شرف دنیاز سے نوازا۔ ذاتی آثار و خواص سے آگاہ کیا۔ میں ان سب کرم فرماؤں کے تعاون کا انتہائی ممنون و مشکور ہوں کہ اپنا قیمتی وقت دے کر ہمت افزائی فرمائی۔ میری یہ کوشش رہی ہے کہ صرف ان پتھروں (نگینوں) کے افعال و خواص اور اثرات کا ذکر کروں جنکے متعلق متعدد حضرات نے اثرات کے تحت تجربات بیان کئے ہیں چونکہ یہ "ایک ریسرچ بک" ہے۔

عقیق یمنی کے تاثرات میں مختلف حضرات نے اپنے ذاتی تجربات تحریر فرمائے ہیں۔ اکثر کرم فرماؤں نے مطلع کیا ہے کہ "اصلی عقیق یمنی" استعمال کرنے سے بے روزگاری ختم ہو گئی۔ کئی حضرات نے ترقی درجات کے متعلق بھی تحریر کیا ہے۔

بشیر احمد صاحب صدیقی (کراچی) اور دیگر حضرات نے لکھا ہے کہ سُرخ عقیق کا کشتہ بنا کر راکھ کرلیں۔ مرض جریان میں صبح کے وقت قدرے چینی اصلی مکھن یا دودھ کی ملائی کے ساتھ ۱۵ یوم کھلانے سے مرض جاتا رہتا ہے۔

جناب الیں ایم سیف اللہ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی (علیگ) سوئی گیس فیلڈ سندھ ولد جناب سلیم اللہ صاحب ریٹائرڈ اکزیکیٹیو آفیسر اریو منٹ ٹرسٹ بورڈ متھرا چھاؤنی (بھارت) تحریر فرماتے ہیں کہ کرشمہ قدرت بہت ہی بہترین

اور جامع کتاب ہے اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ نگینہ سے متعلق اپنا ذاتی تجربہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ میری بڑی بچی تقریباً چھ ماہ کی ہو گی انتہائی تندرست اور خوبصورت ہے گھر کے بزرگوار نے ایک بھورے رنگ کا گول نگینہ (حدید چینی) جو موروثی تھا یہ کہہ کر اس بچی کے گلے میں ڈال دیا کہ نظرِ بد سے محفوظ رہے گی۔ لیکن میں نئی روشنی کا آدمی ہوں مجھے نگینہ اور پتھروں کے افعال و خواص اور اثرات پر بالکل توجہ نہ تھی۔ ایک روز اپنے بچوں کے ساتھ شاپنگ کی غرض سے محبوب مارکیٹ (صدر کراچی) گیا۔ یہ بچی بھی ساتھ تھی۔ جتنی دکانوں پر گیا ہر ایک نے بچی کو دیکھ کر تعریف کی۔ شاپنگ سے فارغ ہو کر گاڑی میں بیٹھا تو چند ٹکڑے میری گود میں گرے۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ پتھر تھا جو از خود کھیل کھیل ہو گیا جسے نظرِ بد کے لئے بچی کے گلے میں ڈالا گیا تھا۔

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سنہ ۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے کہ میری اہلیہ کی انگلی میں نیشاپوری عمدہ قسم کا ایک فیروزہ جس کا وزن تقریباً ۷ قیراط ہو گا پہنے ہوئے بچوں کے ساتھ گاڑی میں تھیں۔ یہ گاڑی جب صدر پلازہ سنیما کے قریب پہنچی تو گلی میں سے یکایک انتہائی تیز رفتار بس سامنے نکل آئی۔ صرف ایک بالشت کے فرق سے دونوں گاڑیاں اچانک رک گئیں اگر ایک سکنڈ کی بھی تاخیر ہوتی تو انتہائی سنگین حادثہ رونما ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ گھر واپس آئے تو دیکھا انگلی سے فیروزہ غائب تھا۔

فیروزہ کے اثرات سے متعلق کافی خطوط وصول ہوئے جس میں مظفر آباد (آزاد کشمیر) سے محمد صدیق افغانی صاحب نے لکھا ہے کہ عمدہ اور بڑا فیروزہ میرے دوست کے والد کے پاس محفوظ ہے اس کی یہ خوبی ہے کہ دودھ اس فیروزہ کے قریب کر دینے

سے دودھ پھٹ جاتا ہے نیلم سے متعلق بھی اکثر حضرات نے اپنے ذاتی تجربات تحریر کئے ہیں کہ اس کی انگوٹھی استعمال کرنے سے مرض اکوتہ دفع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جناب ایم خلیق حسن لکھنوی ہومیو (رجسٹرڈ) بی اے (آنرز) ایل ایل بی ایم اے (اردو، تاریخ اسلام، اسلامیات، سیاسیات اور فارسی) نے زمرد کے لئے اپنے ذاتی تجربے میں مجھ سے فرمایا کہ جب میرے پتے کا آپریشن ہونے والا تھا تو میری انگوٹھی کا نگینہ زمرد از خود چٹخ گیا۔ میں نے اس انگوٹھی کا نگینہ بدل دیا۔ یہ آپریشن کامیاب رہا۔ اب اسے تیس سال ہو چکے ہیں۔ خدا کے فضل سے پتے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

جناب سید منظور حسین ولد سید حسن صاحب مرحوم سابق وطن قصبہ لاوڑ تحصیل سردھنا ضلع میرٹھ انڈیا موجودہ رہائش جعفر طیار ہاؤسنگ سوسائٹی ملیر کراچی آپ دس سال تک انڈیا میں اپنے علاقے کے ٹاؤن ایریا چیئرمین رہے۔ میرے دو صاحبزادے ظہور حسن، اخلاق حسن موصوف کے داماد ہیں۔ اپنے تجربات میں زبانی فرمایا کہ وہ پتھر جو بڑے اور پرانے مینڈک کے سر سے دستیاب ہوتا ہے اپ سے تقریباً پچاس سال قبل کی بات ہے کہ قصبہ لاوڑ میں ایک پرانا مینڈک جو اچھل کر چھوٹی چڑیوں کا شکار کر لیا کرتا تھا اس مینڈک کے سر سے جراح کی مدد سے یہ پتھر حاصل کیا گہرا سیاہی مائل آدھا انچ کا یہ بیضوی پتھر تھا جو ہوا لگنے کے ساتھ سخت ترین ہوتا گیا اس کے متعلق مشہور ہے کہ سانپ کے کاٹنے والی جگہ پر رکھنے سے یہ پتھر چپک کر تمام زہر چوس لیتا ہے اور از خود علیحدہ ہو جاتا ہے اسی کو اگر دودھ میں ڈال دیا جائے تو سارا زہر دودھ میں آجاتا ہے۔

اپنے مشاہدے میں موصوف نے یہ فرمایا کہ شیشم کے پرانے درخت کے تنے سے بھی ایک قسم کا پتھر دستیاب ہوتا ہے اس کا رنگ دودھیا اور کچا ہوتا ہے اپنے

ذاتی تجربے میں کہا کہ دہانہ فرنگ کی انگوٹھی سے مجھے درد میں فوری سکون ہوا اور درد کی شدت بھی ختم ہو گئی۔

جناب مولانا ملک اقبال جعفری، احمد پور سیال ضلع جھنگ (پاکستان) نے اپنے تفصیلی خط مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۴ء میں تحریر فرمایا ۱۹۵۳ء سے عقیق یمنی زرد زیر استعمال ہے یہ پتھر سیدہ عصمت کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کے بہشتی محل سے منسوب ہے۔ اپنے تجربات میں تحریر کیا ہے کہ چار مرتبہ شدید حادثے سے محفوظ رہا۔ ایک حادثہ ۱۹۷۰ء کو بروز جمعہ قریب ۹½ بجے احمد پور سیال سے ملتان جاتے ہوئے بمقام خدائی ٹیلہ درپیش ہوا بس ایک بلند ٹیلہ سے الٹ گئی۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مسافر نے وہیں دم توڑ دیا دیگر سفر کرنے والے ۳۵ مسافر ہلاک ہوئے اور ۷ شدید زخمی۔ کچھ نے اسپتال میں انتقال کیا لیکن قدرت نے مجھے محفوظ رکھا اور ذرہ برابر بھی چوٹ نہ آئی۔ دوسرا پتھر میرے ہاتھ کی انگلی میں "دُرِّ نجف" ہے اس کے متعلق امام سید زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس پر صبح نظر کرنا انتہائی ثواب در مسنون ہے۔ تیسرا نگینہ نیشاپوری (ایران) فیروزہ میرے استعمال میں ہے واقعی بفرمان معصومین علیہم السلام اس پتھر کی انگوٹھی پہن کر زیر آسمان دعا بارگاہ ایزدی سے طلب کی جائے قطعاً رد نہ ہو گی۔ شرط یہ ہے کہ دعا شرعی ہو اور نگینہ جائز رقم سے حاصل کیا گیا ہو موصوف نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا کہ ایک مرتبہ بیس ہزار روپے کی اشد ضرورت پیش آئی میں نے صبح کی نماز بطریق حاجات زیر آسمان فیروزہ کو سامنے انگلی میں پہن کر بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی چند یوم میں قدرت نے مجھے ایک مخلص دوست سے رقم مذکور عرب کرنسی میں دلوادی۔

جناب مولانا ملک اقبال نے اسی خط میں لکھا کہ تین سنے پتھر (نگینوں) میں برکت

اور زندگی دیکھی غالباً ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ چند مخالفین نے مجھے چاہا کہ حملہ کرکے زخمی کریں۔ مجھے پورا یقینِ کامل تھا کہ عقیق ہاتھ میں ہونے پر میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک مقدمہ کے دوران جبکہ میرے خلاف کارروائی جاری تھی۔ مخالف پارٹی ایسی گھبرائی کہ خود فرار ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دلی سکون اور روحانی طاقت حاصل ہے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ جس طرح جسمانی غذا نہ ملنے پر جسم مُردہ اور انسان ہلاک ہوجاتا ہے اسی طرح فیروزہ کی روحانی غذا نماز ہے بغیر غذا یا بے طہارت یہ نگینہ مردہ رہتا ہے اور اثرات میں صحیح مُعاون نہیں رہتا۔ مولانا موصوف نے اپنے خط کے آخر میں لکھا کہ اسکے علاوہ اور بھی میرے ذاتی تجربات میں بہت کچھ ہے۔ خط طولانی ہونے کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔

حاجیانی ذی وقار جناب زینب بیگم صاحبہ بنت سجادی بیگم صاحبہ مرحومہ آپ کے والد بزرگوار جناب باقر حسین صاحب مرحوم۔ جائے پیدائش لکھنؤ بتاریخ ۸ جولائی ۱۸۹۶ء تعلیم اپنے آبائی شہر میں مکمّل کی ۱۲ ستمبر ۱۹۲۶ء لکھنؤ چھوڑ کر بسلسلہ ملازمت میرٹھ تشریف لے گئیں اور اس وقت مکان نمبر ۴۶ محلہ اسمٰعیل نگر میرٹھ انڈیا میں ریٹائرڈ ہوکر سکونت پذیر ہیں، "بڑی استانی" کے نام سے شہرت حاصل کی سیکڑوں لڑکیاں شاگرد رہیں جن میں ہندو، مسلمان سب ہی کی زندگیاں تعلیم کے ساتھ ساتھ سنوار دیں! آپنے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۵ء کو حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل کیا اور چار مرتبہ زیارت کربلا معلیٰ سے مُشرف ہوئیں۔ پہلی مرتبہ ۳ مئی ۱۹۳۰ء دوسری دفعہ ۵ ا مئی ۱۹۳۵ء پھر ۲۰ مئی ۱۹۵۳ء اور چوتھی مرتبہ ۱ جولائی ۱۹۶۳ء۔

آپ کا سفرنامہ قلمی کتابی تشکل میں راقم حروف کے پاس محفوظ ہے اس میں مختلف

واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اُس زمانہ میں دوران سفر تنہا ہونے کی وجہ سے سخت دشواری اور مشکلات درپیش ہوئیں لیکن " ناد علیؑ " کے ورد سے معجزانہ طور پر غیبی ہمدردی و مدد حاصل ہوئی۔ طول ہونے کی وجہ سے درپیش پریشانیاں تحریر نہیں کرتا۔

آپ کی زندگی میں سماجی بھلائی، خداترسی، دوسروں سے ہمدردی اور بے لوث خدمت مقصدِ حیات ہے۔

چار نگینوں سے آپ کو خاص شوق ہے۔ فیروزہ، عقیق یمنی، دُرِ نجف اور یاقوت۔ فیروزہ کی انگوٹھی زیادہ استعمال میں رہی۔ اس نگینہ سے متعلق موصوف نے اپنے سفرنامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ دوران سفر حج و زیارت فیروزہ چار مرتبہ ٹوٹ کر انگوٹھی سے گرا ہر مرتبہ کی جگہ نیا خرید کر انگوٹھی میں جڑوالیا جس کی وجہ سے کٹھن مشکلات سے نجات حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنے مذکورہ نگینوں سے متعلق تجربات میں فرمایا کہ نگینہ کا اصلی ہونا پہلی شرط ہے خلوصِ نیت سے حاصل کیا گیا ہو نگینہ کا استعمال انتہائی شریف طریقہ ہے۔ اس سے انسان امراض کا دفع و حفاظت بھی کرسکتا ہے دل کو فرحت اور سکون ملتا ہے زندگی میں بے پناہ مدد حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف عبادت کا رجحان پیدا کرنے میں بڑا معاون ہے۔ انسان کے لئے قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔ ان نگینوں کے اسرار اور آثار و خواص کی شرح میرے امکان سے باہر ہے۔

اَب یہ استعمال شدہ مذکورہ تین سونے کی انگوٹھیاں بطور یادگار رشتہ داروں کے پاس ہیں۔

ان میں ایک انگوٹھی راقم الحروف (ناشر کتاب)، خدا کو رحمت فرماتی ہے)۔
(موصوف سے میرا رشتہ پھوپی کا ہے)

ابرک

فارسی میں ستارۂ زمین، عربی میں کوکب الارض طلق، انگریزی میں مائیکا (MICA)، مکلس، اختراں، کوکب الارض بھی کہتے ہیں۔ چمک دار مشہور چیز ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ رنگ سفید و سیاہ اور سرخ۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد خشک، اس کا کشتہ بنتا ہے جس کی مقدار کھانے کی صرف ایک رتی مقرر ہے۔ اس سے زیادہ کھانے میں نقصان ہے۔ طبّی طریقہ میں یہ دافع مرض جذام و سرسام، قاطع سنگِ مثانہ و گردہ دافع تپ گرم ہے۔ نافع بواسیر خونی اور کھانسی کو ہمراہ شہدِ خالص فائدہ مند ہے۔ دافع مرض جریان ہے۔ بغیر محلوب کئے ہوئے اس کا استعمال قطعی ممنوع ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ابرک کو کوٹ کر پوٹلی باندھیں۔ اس کو گرم پانی میں ملیں، اور خوب ہلائیں، یہاں تک کہ ابرک پانی میں حل ہو جائے اور نیچے بیٹھ جائے۔ تب اوپر سے نتھار کر دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ برف کے ٹکڑوں کے ساتھ ابرک کو تھیلی میں باندھ کر عمل مندرجہ بالا کیا جائے اور آبِ صمغ عربی کے ساتھ استعمال کیا جائے ورنہ حلق اور معدے میں چپک جاتی ہے جو سخت نقصان رساں ہے۔ اس پر بجلی کا کرنٹ اثر نہیں کرتا۔

آس یوس

فارسی میں نمک، چینی اور عربی میں آس یوس کہتے ہیں۔ سمندر کے کنارے کے سنگ ریزے ہیں جو بھر بھرے اور کمزور ہوتے ہیں۔ یہ رنگ میں زردی مائل صاف

اور سفید بھی ہوتے ہیں۔ ان پر نوشادر کی طرح سفید چیز مثل نمک کے ہوتی ہے۔ یہ سنگ ریزے جلا کرنے کے کام میں آتے ہیں۔ یہ سنگ ریزے خشکی پیدا کرتے ہیں۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ میں سڑا گوشت ضائع کر کے صالح گوشت پیدا کرتے ہیں اور زخموں کو بھرتے ہیں۔ حمام میں بیٹھ کر جسم پر ضماد کرنے سے فربہی دور ہوتی ہے۔ محلل خنازیر ہے۔ ان میں نمک اور موم روغن ملا کر مثل مرہم استعمال کرنے سے زخم بھرتا ہے۔ آنکھ کا جالا اور پھلی میں مفید ہے۔ شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ جاتا رہتا ہے۔ اور پھیپھڑے کے زخم اچھے ہوتے ہیں۔ مقدارِ خوراک صرف ½ ۲ رتی ہے۔

اینٹ

فارسی میں خشت، عربی میں آجر اور انگریزی میں برک (BRICK) کہتے ہیں۔ پزاوہ سے نکلتی ہے یا لوہاروں کی بھٹی سے مٹی پک کر اینٹ ہو جاتی ہے۔ مٹی کو پانی میں گوندھ کر چھوٹی یا بڑی اینٹیں بنا لیتے ہیں اور کوئلے یا لکڑی کا چورا اوپر نیچے رکھ کر ایک مقام پر مجتمع کر کے اس میں آگ لگا دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد جو اینٹیں نکالی جاتی ہیں وہ سرخ، زرد یا کھنجر رنگ کی نکلتی ہیں۔

طبی اصول سے مزاج گرم خشک اور مزہ پھیکا ہے۔ زخم پر چھڑکنے سے خون بند ہو جاتا ہے۔ ترش انگور کے پانی میں ملا کر لیپ کرنا مرض بیتی اچھلنے میں مفید ہے۔ نمک اور سرکہ میں ملا کر ملنے سے خشکی کو فائدہ کرتی ہے۔ طبی طریقے سے بلغمی پھوڑا پھنسی۔ استسقاء لحمی اور ورم میں گائے کے گوبر کے ہمراہ اس کا لیپ مفید ہے۔ نزلہ کہنہ، سردی دماغ اور دردِ سر میں اس کو آگ میں خوب گرم

کر کے پانی میں بجھالیں، بعدہٗ مریض کو چادر اُڑھا کر دماغ کو اس کے بخارات دیں فائدہ ہوگا۔ اینٹ گرم کر کے طاعون کی گلٹی سینکنا بے حد مُفید ہے۔

بھبُوت اور مٹّی

بھبوت کو ویدک میں بھبوتی کہتے ہیں مزاج سرد و خشک ہے۔ جن تالابوں کا پانی خشک ہو جاتا ہے اس میں بھینس کے گوبر کی راکھ دفن کر دیتے ہیں برسات کے بعد تالاب کا پانی خُشک ہو جاتا ہے اسے نکال کر چوتھائی حصّہ کھریا مٹّی ملا کر چھوٹے بیر کے برابر گولیاں بنا لیتے ہیں۔ بھارت میں ہزاروں فقیر مٹّی اور راکھ جسم پر مل لیتے ہیں، اُن کا خیال یہ ہے کہ جسم اور سر پر مٹّی ڈالنے سے خاکساری کا دھیان رہتا ہے۔ غلیظ مادہ اور بدبو، مٹّی جسم سے نکال دیتی ہے قدرت نے اسمیں کافی فائدے رکھے ہیں۔ تندرستی و زندگی پر ہر علاقہ اور جگہ کی مٹّی کا منفرد اور خاص اثر رہتا ہے جن مقامات کی مٹّی سرسبز و شاداب ہوتی ہے وہاں کے درخت بھی ہرے بھرے اور شاداب رہتے ہیں۔ ریگستانی علاقوں میں شادابی نہیں ہوتی۔ مٹّی کے اثرات سے مختلف علاقوں کے پھل، پھول بھی جداگانہ ہوتے ہیں مٹّی گویا دنیا کی تمام اشیاء کا مرکب ہے خلق کی ہوئی ہر چیز جاندار ہو یا بے جان فنا ہو کر مٹّی میں ہی مل جاتی ہے انسان کی طبیعت اور مزاج پر بھی علاقہ کی مٹّی کا اثر رہتا ہے۔

کھیت کی تازہ مٹّی دردِ سر کے لئے مُفید ہے سردی کی وجہ سے درد ہو تو گرم پانی میں اور اگر گرمی سے ہو تو ٹھنڈے پانی میں حل کر کے ضماد کرنے سے درد میں آرام آجاتا ہے۔ یہی کھیت کی مٹّی سونگھنے سے نکسیر رُک جاتی ہے کھیت

اپنے اکھاڑے کی مٹی کو سرسوں کا تیل ڈال کر چکنی بنا لیتے ہیں۔ اس مٹی سے جسم کی ہڈیاں اور پٹھے مضبوط ہو کر انسان ٹھوس اور فربہ ہو جاتا ہے طبیعت بشاش رہتی ہے۔ بچھو اور بھڑ کے کاٹے ہوئے ورم پر مٹی گھول کر لیپ کرنے سے ورم تحلیل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور زہریلا کیڑا ہے تو شور زمین کی یا چکنی مٹی باریک پیس کر گرم پانی میں گھول کر لیپ کرنے سے ہر قسم کا زہر خارج ہو جاتا ہے۔ یہ عمل دن میں کئی بار کرنا بہتر ہے لیکن یہ خیال رہے کہ مٹی میں خود کوئی زہر نہ ہو۔

خونی امراض کے مریض چند دن جب کسان کھیت میں ہل چلاتے، کچھ دیر دھوپ میں وہیں کھیت میں چہل قدمی کریں اور اسی کھیت کی مٹی جسم پر ملیں۔ کھیت کی مٹی کی خوشبو خونی امراض تمام خونی و جلدی امراض کے لئے مفید ہے اس کے لئے ہر روز کھلی آب و ہوا میں سانس لیں اور کھیت کی مٹی پر کچھ دیر دھوپ میں بیٹھیں جب جسم گرم ہو جائے تب کھیت کی تازہ زراعتی مٹی پانی میں گھول کر تمام بدن پر لیپ کر کے پھر دھوپ میں بیٹھیں بعد میں کھلی ہوا میں کنوئیں کے پانی سے غسل کر لیں۔ مرض سے نجات ہو گی، انشاء اللہ۔ اس کے علاوہ اعصاب میں قوت پیدا ہو گی۔ مٹی ہلکی خشکی پیدا کرتی ہے۔ چیچک کے زخموں پر نویں روز چھڑکنے سے دانوں کی رطوبت خشک ہو جاتی ہے اور دانے بفضل تعالیٰ اچھے ہو جاتے ہیں۔ معمولی ہمراہ گل قدرے گرم کر کے جسم پر ملنے سے ورم تحلیل کرتی ہے۔ گدھی کے دودھ کے ساتھ قدرے کھانے سے مرض سل جاتا رہتا ہے۔ بعض سادھو اپنے گرد بھینس کے گوبر کے کنڈے اور درخت ڈھاک کی لکڑی جلاتے ہیں۔ اس کی راکھ کے افعال و خواص بھی بھبوت کے سے ہیں۔

کراچی میوزیم میں مٹی کے لمبے طرز کے موتیوں کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ہڑپا

سے دستیاب ہوا۔ یہ ہار تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہے۔

پارہ

فارسی میں سیماب عربی میں زئبق، ویدک میں پارد، انگریزی میں مرکری (MURCURY) اور دیگر زبانوں میں بے چین، اجراع، عیار، مقدع، جزع، شاطر، عبد، عطارد، کاپ، پارد، بھی کہتے ہیں۔ اپنی بے قراری کی بناء پر مشہور اور چمکدار وزنی دھاتی عنصر ہے۔ اس کا مزہ پھیکا ہوتا ہے۔ کچھ تدبیروں اور طبی طریقوں سے اس کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ گولی کی شکل میں بن جاتا ہے۔ یہی گولی کمر میں باندھنے سے انسان سستی اور تکان محسوس نہیں کرتا۔ مزہ پھیکا ہوتا ہے اور اس کے بخارات زہریلے ہوتے ہیں۔ طب، دندان سازی، برقی لیمپ، تھرمامیٹر اور جراثیم مارنے والی دوائیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پارہ خارش تر اور مرض آتشک کے دانوں کو خشک کرتا ہے۔ سب سے زیادہ بھاری مائع ہے اس کا مرہم جلدی امراض میں مفید ہے۔

گائے کے گھی کو ایک سو بار پانی سے دھو کر اس میں پارہ و موم روغن ملا کر مرہم تیار کرلیں۔ یہ مرہم آتشک کے دانوں اور پھوڑا پھنسی میں مفید ہے۔ دوسرا طریقہ آدھی چھٹانک رال سفید کوٹ چھان کر، ایک چھٹانک اصلی تلی کے تیل کے ہمراہ پارہ قدرے توتیا و پارہ ملا کر پانی سے ایک سو ایک مرتبہ کسی چینی کے برتن میں دھونے سے مثل مرہم، ہو جائے گا (اس مرہم کا یہ طریقہ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے نقل کیا گیا ہے)۔

یہ مرہم بھی جلدی امراض مثلاً تر خارش، پھوڑا پھنسی، سرطان، آتشک، کھمبا اور جلے ہوئے میں مفید ہے۔

پارہ کے دھوئیں سے سانپ بچھو اور حشرات الارض بھاگ جاتے ہیں۔ پانی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پارہ کا دھواں انسان کے منہ اور حلق اور دماغ کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ اگر اسے کھالیا جائے تو مرض جذام پیدا کرتا ہے۔ آدمی کا جسم پھوٹ نکلتا ہے۔ باعثِ ہلاکت ہے۔ ریلوے سلیپر اس کے محلول میں ڈبوئے جاتے تھے تاکہ ان کو دیمک نہ لگ سکے۔ پانی کے ایک قطرے کے ساتھ پارہ کے نمک کو تانبہ یا پیتل کے سکّے پر رگڑنے سے اس کی سطح پر پارہ کی چاندی جیسی چمکدار تہہ چڑھ جاتی ہے۔ پارہ اسپین، اٹلی، آسٹریلیا، امریکہ اور چین میں پایا جاتا ہے۔

پلاٹنیم

اس کو انگریزی میں (PLATINUM) کہتے ہیں۔ یہ نہایت قیمتی و نادر سفید اجلی اور وزنی دھات ہے اس پر کیمیائی اثر جلد نہیں ہوتا سونے سے تین چار گنا زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ یہ پیٹنے سے بڑھنے کے قابل رہتی ہے سب سے پہلے ۱۷۳۰ء میں جنوبی امریکہ میں دریافت ہوئی نائٹرک ایسڈ میں حل نہیں ہوتی۔ ہر سال تقریباً دُنیا میں چھ سے سات ٹن تک بازار میں لائی جاتی ہے۔ مگر اس کی مانگ زیادہ ہے۔ اس پر تیزاب کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بجلی کی مصنوعات، زیورات، مصوّری، اور دندان سازی میں استعمال کی جاتی ہے یہ بمقام اورس (روس) اور ساؤتھ افریقہ میں دستیاب ہوتی ہے۔

پھٹکری

عربی میں شب یمانی، ہندی میں پھٹکا، انگریزی میں الم (ALUM) کہتے

ہیں۔ اس کی ۷ اقسام ہیں۔ رنگ سفید ہوتا ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ گرم وخشک ہے۔ مزہ ترش کیونکہ اس کی پیدائش آفتاب کی حرارت سے اجزائے خاکی و آبی سے مخلوط ہونے پر ہوتی ہے۔ طبی طریقہ کار سے مقدار خوراک وزن چار جو سے دو ماشہ تک ہے حسب ضرورت استعمال سے اس کے پانی سے پیپ کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کا خون بند کرتی ہے ایک ماشہ یا دو ماشہ پھٹکری دو تولہ شہد خالص پاؤ بھر دودھ کے ساتھ پینا زخم گردہ اور مثانہ کے سوزاک میں فائدہ مند ہے۔ سرکے کے تلچھٹ کے ساتھ ملا کر لگائیں تو ورم تحلیل کرتی ہے اس میں سرکہ اور شہد ملا کر کلّی کرنے سے دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔

پتھری کو توڑ کر نکالتی ہے۔ جسم کی اندرونی چوٹ میں گرم دودھ کے ساتھ اس کا پینا نہایت مفید ہے۔ رنگ میں ڈالنے سے کپڑے کے رنگ کو پختہ کرتی ہے۔ یہ کاغذ پر کلف میں استعمال کی جاتی ہے، اور پانی کو صاف کرنے میں بھی کام آتی ہے۔ جلنے سے یا کسی قسم کی خراش استرے سے جب کہ پڑ گئی ہو اس کی ڈلی پانی میں بھگو کر اس کا پانی ملنے سے زخم کو پکنے نہیں دیتی۔ گلابی رنگ کی پھٹکری ایک ماشہ نبات سفید ساڑھے تین ماشہ سردی کے بخار کو جو بادی سے آتا ہے۔ فائدہ مند ہے۔

پھٹکری دس تولہ۔ سیاہ مرچ چار تولہ، برگ نیپ ایک سیر، کوٹ پیس کر اور چھان کر نخود کے برابر گولیاں بنائیں، یہ گولیاں بخار اور عارضہ درد پسلی میں فائدہ مند ہے۔ والد ماجد (جو لکھنؤ میں مشہور و معروف حکیم تھے) کا کہنا تھا کہ اگر رانگے کے خول میں پھٹکری رکھ کر ناف پر باندھی جائے تو درد قولنج کبھی نہ ہو۔

پھٹکری کے قلم ٹھنڈے پانی میں کم اور گرم پانی میں جلد حل ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی جگہ سے دستیاب ہوتی ہے جس جگہ کی زمین بجھی ہو اور سفیدہ پیدا ہوتا ہو یمن اور مصر میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

تانبہ

فارسی میں مس، عربی میں نحاس، انگریزی میں کاپر (COPPER) اور بہرام، زہرہ، ایدس کہتے ہیں مشہور گلابی مائل معدنی دھات ہے۔ قریب (۲۴۰) دو سو چالیس دھاتوں اور پتھروں میں اس کی ملاوٹ اور اجزار کی وجہ سے اثرات معلوم ہوئے ہیں اس کا کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ کار سے تیار نہیں آنا ہے۔ یہ سکے بنانے والی دھاتوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ مشکل سے پگھلتا ہے۔ لیکن کے بیچ اس کو جلد گلا دیتے ہیں۔ اس کے برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ انتہائی ورق پذیر ہے۔ برق اور حرارت کی بہترین موصل ہے۔ بشرطیکہ خالص ہو۔ ہوا، بھاپ اور پانی کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ اگر کسی بھی دھات کو چھیلا جائے تو اس کا برادہ اس کے زنگ سے ہمیشہ کچھ مختلف ضرور ہوتا ہے۔ تانبہ کی سوئی سے کان چھیدا جائے تو سوراخ بند نہیں ہوتا۔ انسان نے عہدِ قدیم میں سب سے پہلے تانبہ ہی استعمال کیا۔

تانبہ جا پانی عمدہ ہوتا ہے۔ فالج وغیرہ سرد امراض میں مفید ہے۔ سرکہ کے ساتھ نافع ورم ہے۔ اس کو کئی روز تک سرکہ میں تر کریں، بعد میں مہندی ملا کر لگانے سے نزلہ اور کھانسی کو دفع کرتا ہے۔ طبی طریقہ سے دمہ بھی دور کرتا ہے۔ یا بوں

کو گرنے سے روکتا ہے۔ حالیہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ تانبہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ حالانکہ یہ دھات ہمارے جسم کو بہت ہی خفیف مقدار میں درکار ہوتی ہے۔ لیکن زندگی کے بیشتر فعل کا انحصار اسی پر ہے۔ تانبہ جسم کی ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ مویشیوں میں تانبہ کی کمی سے جسم میں سُرخ خلیوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے جسم کے بالوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے اور بال کمزور ہو جاتے ہیں جانور دل کے اچانک رُک جانے سے ہلاک ہو جاتے ہیں اس کی تحقیق سب سے پہلے سنہ ۱۹۳۷ء آسٹریلیا میں ہوئی۔ ان جانوروں میں تانبہ کی کمی کو دُور کرنے کے لئے انھیں ایسا چارہ دیا جاتا تھا جس میں تانبے کے اجزاء زیادہ ہوں یا انتہائی کمی کو پورا کرنے کے لئے انجکشن دیئے جاتے ہیں۔ کلیجی میں اس کے اثرات زیادہ دریافت ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر حکماء کلیجی کے استعمال کی ہدایت کرتے ہیں۔ ارسطو نے سُرخ تانبہ کی بہت تعریف کی ہے۔

تانبہ کے برتن میں بغیر رانگے کی قلعی کئے ہوئے کسی قسم کا کھانا پکانا مضر صحت ہے اس کی دَت کھدنی یا چمچی جس سے دانت کریدتے ہیں یا زبان صاف کرتے ہیں بغیر قلعی کئے سخت نقصان رساں ہے۔ تانبہ کے بغیر قلعی والے برتن میں چوبیس گھنٹے ترش چیز، شراب یا شربت رکھ کر کھانا سخت نقصان دہ ہے۔ اس کے ورق اور تصویروں کے بلاک بنائے جاتے ہیں۔ یہ دھات بجلی کے تار بنانے میں استعمال میں آرہی ہے۔ اس کی قدیم اشیاء مصر کی قبروں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

تانبہ چترال، دیر، ہزارہ اور سوات کے اضلاع میں دستیاب ہے۔

ٹھیکری

مٹی کے برتن کے چھوٹے ٹکڑے کو ٹھیکری کہتے ہیں۔ اس کو طبطری بھی کہتے ہیں۔ فارسی میں سفال اور عربی میں خذف کہتے ہیں۔

مزاج سرد وخشک طبی طریقہ کار سے اس کو استعمال کرنے میں سات ماشہ سے زیادہ کی ممانعت ہے۔ تنور کہنہ کی ٹھیکری کا ہمراہ برنج استعمال پھوڑے پھنسی خشک کرنے اور ورم دفع کرنے میں مفید ہے۔ ہمراہ سرکہ پیس کر لگانا خارش میں مفید ہے۔ بھٹی کی ٹھیکری گھس کر لگانا آنکھ کی بینائی بڑھاتی ہے۔ اس کا باریک سفوف دانتوں کی زردی، سیاہی اور خرابی دفع کر کے چمک پیدا کرتا ہے۔ اس سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

مٹی کے برتن کی ٹھیکری کسی مٹی کے برتن پر پانی کے ساتھ گھس کر آنکھ کی گوہانجنی پر لگانے سے اس کو خشک کر کے اچھا کرتی ہے۔ مفید اور مجرب ہے۔

جبسیم

ایک قسم کا نرم پتھر ہے، جسے مصنوعی کھاد، سیمنٹ اور پلاسٹر آف پیرس بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ (پاکستان) میں یہ پتھر اچھا دستیاب ہے۔

جستہ

فارسی میں روح توتیا، ہندی میں پشٹڑ، انگریزی میں زنک (ZINK) اور قصدیر، عطار دار، جبد کہتے ہیں۔ مشہور اور نیلگوں سفید دھات ہے۔ اس کا

کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ مزہ خفیف شیریں اور مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ اس کے برتن میں کھانا پینا مقوی معدہ و دل ہے طبی طریقہ میں دافع خفقان ہے۔ عرق مکویا بادیان کے ہمراہ گھس کر ورم لگانا مفید ہے جستہ کی سلائی آشوب چشم، آنکھ کی رطوبت اور سرخی کو دفع کرتی ہے۔ خشک بیٹری کے بیرونی خول جستی چادریں، نل جس کو گلوانائزنگ بھی کہتے ہیں بنائے جاتے ہیں۔ یہ دندان سازی اور دانتوں کے سوراخ بند کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ امریکہ، بلجیم، جرمنی، پولینڈ اور آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔

چاندی

فارسی میں سیم، عربی میں نقرہ و فضہ انگریزی میں سلور (SILVER) و سنسکرت میں رجتا اور قمر، ماہ، اسفید، مگس اور رُوپا کہتے ہیں۔ قدیم نظریے سے یہ چاند سے منسوب کی جاتی ہے۔ محرم الحرام، جمادی الاوّل، اور شوال کے ماہ میں چاند دیکھنے کے بعد چاندی کی انگوٹھی پر نظر ڈالنا مسنون خیال کیا جاتا ہے، مشہور تسمیتی سعید اور مُفید دھات ہے۔ مزاج سرد خشک۔ اصلی چاندی کا چھلا دودھ میں ڈالنے سے اس کا دہی جلدی اور اچھا جمتا ہے ارسطو نے کہا ہے کہ چاندی میں میل ہو تو وہ آگ میں جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ چاندی کی صفائی کا طریقہ چاندی کو پگھلا کر نمک تلخ اس پر کئی مرتبہ ڈالیں یا لیپ کر کے گداز کریں تو چاندی صاف ہو جاتی ہے۔ اس کو تمام دھاتوں میں افضلیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں زنگ نہیں لگتا اور نہ ہی موسمی آب و ہوا سے متاثر ہوتی ہے۔ اس کا زیور اور چاندی کے ورق اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتے ہیں۔ اس کا

تبدیلی ہی انسان کو بناتی اور بگاڑتی ہے۔

لاکٹ مفرح اور مقوی دل ہے۔ طبی طریقہ میں معدہ وجگر، دافع امراض مالیخولیا و
جنون، استسقاء اور ورم طحال اور سنگ مثانہ ہے اس کا کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔
بند پیشاب کو جاری کرے۔ اس کی سلائی سے سُرمہ لگانے سے آنکھ کی روشنی
زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی سلائی اگر بغیر سرمہ کے بھی آنکھ میں پھیری جائے تو بینائی
تیز ہوتی ہے۔ باریک درخفیف جالا جو آنکھ میں پڑ گیا ہو اُسے صاف کر دیتی ہے۔
بیرونی استعمال میں فصلی بخار اور ملیریا کو دُور کرتی ہے۔ چربی اور طاقت میں اضافہ
کرتی ہے۔ صرف طبی اصول سے چاندی کے برتن میں کھانا پینا فرحت بخش ہے۔
منہ میں اس کو رکھنے سے پیاس کم ہو جاتی ہے اور سکون ملتا ہے۔ چاندی کا
چپٹا تار کا چھلا جس کا مُنہ کھلا ہو پیر کے انگوٹھے میں استعمال کرنے سے ناف اپنی
جگہ قائم رہتی ہے۔ چاندی کا کڑا ہاتھ میں استعمال کرنے سے معدے کا فعل درست
رہتا ہے۔ اچھی دھاتیں جو زیور کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں رفتہ رفتہ جسم میں
جذب ہوتی رہتی ہیں اور اپنے اچھے اثرات سے متاثر کرتی رہتی ہیں۔ برق اور حرارت
کے لئے بہترین موصل ہے اس میں برقی رو گزاری جا سکتی ہے لیکن قیمتی ہونے کی
وجہ سے ان اغراض کے لئے استعمال نہیں کی جاتی۔ اس کا استعمال زیورات، سکے،
عکاسی کی فلموں، پلیٹوں، آئینہ سازی اور ملمع سازی میں زیادہ ہوتا ہے چاندی
کو گندھک سے بڑی رغبت ہے۔ اسی لئے جس چیز میں گندھک کا جزو ہوتا ہے چاندی
کے مَس ہونے پر یہ سیاہ ہو جاتی ہے۔

بہت زیادہ موٹاپے کو کم کرتی ہے مقوی اعصاب بدن ہے اس کی انگوٹھی
پہننے سے جسم انسان سے چاندی مَس ہوتی ہے اور اس کے اثرات جسم میں سرایت کرتے
ہیں جو فائدہ رساں ہے۔ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلمؐ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔ (مشکوٰۃ، ترمذی) نواب محمد علی شاہ بادشاہ (اودھ) کے پاس چاندی کا ایک نادر حقّہ تھا جس کا وزن سترہ سو تولے تھا۔ اس زمانہ کے فنّی کاریگر نے آم کا ایک خوبصورت درخت تیّار کیا تھا کیریوں میں میناکاری کا رنگ اس طرح دیا کہ اصل کے مشابہ تھیں۔ درخت پر ایک چڑیا بنائی تھی۔ نیچے ایک خوبصورت پری تھی جب حقّہ کا کش لیا جاتا تو پری یکے بعد دیگرے اپنے پیر اُٹھاتی اور چڑیا چوں چوں کرتی حقّہ کی چوکی چاندی کی تھی اسی سے پیچوان نکلا تھا چوکی کے چاروں کونوں پر چاندی کی ایک پتلی تھی۔ درمیان میں ایک بڑی پری تھی جس کے ہاتھ میں حقّہ دیا گیا تھا جب اس میں منہال لگائی جاتی تو معلوم ہوتا کہ پتلی حقّہ پلا رہی ہے، بادشاہ اس حقّہ کو مسٹر فنڈل کیری ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کی معرفت لندن کی منعقدہ نمائش میں بھیجا تھا جہاں اس کی بڑی اہمیت رہی۔ پھر یہ حقّہ حیدرآباد دکن، بھوپال گیا تاریخی عدالتی کاغذات میں اس حقہ کا ذکر ہے۔ ۱۸۸۲ء میں نوعمر محمد علی جناحؒ (قائداعظم) کی شادی کے موقع پر گاؤں ہریانہ کاٹھیاواڑ (بھارت) میں بارات بیل گاڑیوں کے ذریعہ دھوم دھام سے پہنچی تو لیرا کھیم چند نے بیلوں کو پانی چاندی کے بڑے بڑے برتنوں میں پلایا۔ ۱۹۴۴ء میں جناحؒ فٹ بال ٹورنامنٹ کے موقع پر قائداعظم کو پیش کی جانے والی خوبصورت چاندی کی فٹ بال تاریخی امانت ہے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار کا خوبصورت کٹہرہ (جالی) بنانے میں ۸۱ من چاندی استعمال کی گئی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ چاندی میکسیکو، کینیڈا اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔

خاکِ پاک

اس کو خاکِ شفا، سُترہ، خاکِ پاک، خاکِ تربت، زیوراتِ امیر المومنینؑ بھی کہتے ہیں۔ یہ کربلائے معلّیٰ (اراضی عراق) سے آتی ہے۔ رنگ خاکی سفید خفیف لطیف خوشبو ہوتی ہے۔ مزہ پھیکا اور مزاج سرد ہے۔

یہ خاکِ تربت حضرت امام حسین علیہ السّلام نواسے ختم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے اور انتہائی اہمیت و عظمت کی حامل ہے جو زائرین حضرت کے روضہ پر بغرض زیارت جاتے ہیں ہمراہ لے آتے ہیں۔ اس خاکِ شفا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور لعابِ دہن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم شامل ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اپنے نانا حضرت احمد مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا لعابِ دہن چوس چوس کر پرورش پائی۔ اس خاکِ پاک (مٹی) میں تاثیرِ شفا اور نورِ محمدی کی شعاعیں شامل ہیں۔

زمانۂ قدیم کی "خاکِ پاک" اب بھی جن حضرات کے پاس محفوظ ہے، وہ دس محرم الحرام یوم عاشورہ سُرخ رنگ کی ہوجاتی ہے، بعدہٗ پھر اپنے اصلی رنگ پر آجاتی ہے۔ شہر ملتان میں پٹیالہ شہر کے ایک مہاجر خاندان کے پاس ایسی مقدس تسبیح محفوظ ہے جو ہر سال روزِ عاشور بالکل سُرخ مثل تازہ خون کے ہوجاتی ہے اس تسبیح کی زیارت سیکڑوں حضرات کرچکے ہیں۔

خاکِ پاک کی تسبیح پڑھنے سے گناہ عفو ہوتے ہیں، درجے بلند اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ستر گنا زیادہ ثواب ہے۔ کربلا کی سرزمین حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی جائے پیدائش ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اسی زمین پر شرف کلام حاصل

ہوا تھا۔ واقعاتِ کربلا سے قبل دو سو نبی اور دو سو وصی نے اسی مقام پر درجہ شہادت پاکر رحلت فرمائی۔ یہ وہ پاک زمین ہے جسے شہیدوں کے مدفن اور مسکن کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی خاکِ شفا پر سجدہ کرنے سے عبادت قبول ہوتی ہے۔ سامانِ تجارت میں یہ خاکِ شفا رکھی جائے تو تجارت میں برکت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کا ارشاد ہے کہ نبی کریمؐ مریض کے متعلق فرماتے تھے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین مدینہ منورہ کی مٹی بیمار کو شفا دیتی ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہد اور زعفران میں معمولی خاکِ تربت حضرت امام حسین علیہ السلام قدرے ملا کر آبِ رواں سے حل کر کے اپنے بیماروں کو دو۔ یہ ہر درد اور بیماری کی دوا ہے جس مریض کو علاج موافق نہ آتا ہو اس کو چاہیے کہ خاکِ شفا ہمراہ آبِ زم زم یا آبِ باراں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آب جاری شیریں یعنی دریا کے دھارے سے لے کر نہایت طہارت اور اعتقاد سے مقدار خوراک چنے سے بھی کم مریض کو کم از کم تین یوم کھلائی جائے انشاءاللہ تعالیٰ مرض دفع ہوگا۔

مجتہد اعظم مولانا سید سبطِ حسن صاحب قبلہ مرحوم (لکھنؤ) نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ ایسی بارش جس سے زندگی کو خطرہ ہو اس مسلسل بارش کو روکنے کا حل یہ ہے کہ اصلی خاک شفا کی تسبیح زیرِ آسمان معلق کریں بارش کا زور ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فعل برائے خدا صرف خطرہ ہی کے اوقات میں جائز ہے۔

جس وقت گھر سے کسی حاجت کو جائے۔ یہ دُعا پڑھ کر خاکِ تربت اپنے پاس رکھے بے خوف اور بے خطر رہے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ طِیْنَۃَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ وَلِیِّكَ اِتَّخَذْتُھَا

حُبّہُمَا العِلَّۃُ غَافٍ وَمَا لَہٗ دِفَافٌ"۔

خاکِ پاک کربلائے معلیٰؑ سے دو قسم کی آتی ہے، ایک بہ طریق سجدہ گاہ اور دوسری باریک۔ مریض کو باریک والی دینی چاہیئے۔ اگر کسی موقع پر باریک دستیاب نہ ہوسکے تو بدرجہٗ مجبوری سجدہ گاہ سے ایک ٹکڑا توڑ کر باریک کی جاسکتی ہے۔ طوفان کے وقت پانی میں تھوڑی سی خاکِ پاک ڈالنے سے طوفان کم ہوجاتا ہے اور کشتی غرقاب ہونے سے بچ جاتی ہے۔

خوش عقیدہ حضرات مردے کے ساتھ خاکِ پاک قبر میں رکھ دیتے ہیں۔ آقا شیخ زین العابدین مازندرانی مجتہد (کربلائے معلیٰ) عراق سے روایت ہے کہ عہدِ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام میں ایک عورت بدکار تھی، جو اولاد پیدا ہوتی اس کو جلادیا کرتی تھی۔ اس گناہِ عظیم سے صرف اس کی والدہ مطلع تھی اور کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اس بدکار عورت کو بروقت انتقال جب دفن کیا گیا تو قبر نے اس عورت کو قبول نہ کیا، اس کی لاش باہر پھینک دی۔ دوسری جگہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی وہاں بھی زمین نے لاش قبول نہ کی۔ تب لوگ پریشانی کی حالت میں حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل واقعہ بیان کیا۔ امامؑ نے اس کی والدہ سے دریافت کیا کہ یہ عورت اپنی زندگی میں کس کردار کی تھی۔ اس نے سب حال بیان کیا۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ اس عورت کے اعزا و اقربا مایوس ہونے لگے۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ اس کی قبر میں خاکِ کربلا رکھ دو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ میّت دفن ہوگئی۔ خاکِ پاک مُردے کو عذابِ قبر سے بھی نجات دلاتی ہے۔

تاریخ و روایات سے ثابت ہے کہ خاکِ شفا کی بدولت ایسے امراض سے

مریضوں کو شفا ہوئی ہے جن کے علاج سے معالجین عاجز تھے۔ معلوم نہیں قدرت نے اس میں کیا کیا خزانے پوشیدہ کر دیئے ہیں جو عام انسانوں کی عقل کی رسائی سے قاصر ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ کا انسان مزید اس کے اسرار کو حل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

ریت

جن ذرّات کو ہم حقیر اور ناکارہ سمجھ کر جھٹک پھٹک دیتے ہیں! ان میں بھی آثار حیات موجود ہیں۔ یہ ذرّات دُنیا کی تمام اشیاء کے عنصر ہیں نظام الہٰی ہے کہ کوئی چیز بن کر بگڑتی ہے اور کوئی چیز بگڑ بنتی ہے موجودہ دَور کے سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ ذرّات اپنے اندر مادہ حیات لیئے ہوئے ہیں جو ایٹم یا الیکٹرون کہلاتے ہیں۔ یہ سب ترقی پر گامزن ہیں ہر ایک کا مقصد حیات ایک دوسرے سے مختلف ہے یہاں تک کہ رنگ و روپ چمک اور تخلیق بھی جدا ہے افعال و خواص اور اثرات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جب سنگ ریزے کے باریک ٹکڑے ذرّات ہو جاتے ہیں تو ریت کہلاتے ہیں۔ فارسی میں ریگ، عربی میں رمل، ہندی میں بالو، انگریزی میں سینڈ (SAND) کہتے ہیں۔ دریا، نہر کے کنارے کثرت سے ہوتی ہے۔ رنگ سفید ہوتا ہے۔

حکمائے کے خیال کے بموجب اس کو پیس کر حمول کرنا کثرت حیض بند کرتا ہے اور مانع حمل ہے۔ گڑھے میں بالو بھر کر اس میں مریض کو بٹھائیں تو مرض استسقا میں بھی فائدہ مند ہے۔ مریض کے سر کو باہر رکھنا ضروری ہے لیکن سر کو کپڑے سے ڈھاک دینا چاہیئے گرمی کی فصل میں گھڑے یا صراحی میں پانی بھر کر اس کے نیچے بالو رکھنے سے پانی بہت

ٹھنڈا اور سرد رہتا ہے۔

رانگا

فارسی میں ارزیز، عربی میں رصاص الابیض، سنسکرت میں رنگ یا بنگ، انگریزی میں سولڈر (SOLDER) کہتے ہیں مشہور سفید اور نرم دھات ہے۔ یہ جلد آگ میں پگھل جاتی ہے۔ مزہ شیریں، مزاج سرد تر ہے۔ حکماء کے خیال میں آنکھ میں لگانا سرخی دفع کرتا ہے۔ جبز کا سنی کے ساتھ پیس کر لگانا سر پر لیپ کرنے سے نزلہ جاتا رہتا ہے۔ روغن گل میں گھس کر لگانا سرطان، ورم، زخم، درد، بواسیر، خارش، زخم قضیب کو فائدہ رساں ہے۔ یہ صنعتی امور میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

زہر مُہرہ

فارسی میں فاد زہر کانی، عربی میں حجر السم، فاد زہر۔ انگریزی میں اینٹی ڈوٹ (ANTIDOTE) کہتے ہیں۔ یہ معدنی ہلکا پتھر ہے۔ کان سے نکالا جاتا ہے خوشبودار خوش رنگ، سفید، چکنا زرد، خاکی، سفیدی مائل مختلف رنگ کا خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ مزاج گرم وخشک طبّی طریقے سے دافع زہر ہے۔ مقوی روح، دافع وبا، اخلاط کی بدبو اور سمیت، ورم، دمہ، خفقان، مالیخولیا دفع کرتا ہے۔ مقوی باہ اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ ہیضہ، قے اور طاعون کے دفعیہ کے لئے گلاب یا بید مشک میں پیس کر پلانے سے فائدہ رساں ہے۔ اس کے پانی سے زہریلے کیڑے بھاگتے ہیں۔ اختلاج قلب کے لئے اس کو گلے میں لٹکانا مفید ہے۔ اس کے پیالے میں زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ ختن، خراسان، ایران، کوئٹہ، اجمیر اور دکن (بھارت)

میں دستیاب ہوتا ہے۔

سلیٹ

ایک قسم کا نرم سیاہ پتّھر اس کی تختی بچّے لکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں یہ پتّھر پرت کی صورت میں پہاڑ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ بمقام کوٹہ، راجستھان (بھارت) میں اچھا دستیاب ہے۔

سنگ جراحت

فارسی میں سنگ زخم، عربی میں حجر اعرابی کہتے ہیں۔ رنگ سفید، نرم اور ہلکا پتّھر ہے۔ نیلگوں رنگ کا عمدہ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد وخشک۔ طبّی طریقے سے جاری خون بند کرکے۔ زخم خشک کرتا ہے۔ دستوں کو بھی بند کرتا ہے۔ اگر جلا کر بطور منجن استعمال کیا جائے تو مسوڑھے مضبوط کرکے دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے۔ ہمراہ دہی استعمال کرنے سے خونی دست بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا کشتہ سوزاک میں مفید ہے۔ حاملہ عورت کے مٹی کھانے کی عادت کو قدرے سنگِ جراحت کھلانے سے عادت ترک ہو جاتی ہے۔ زمانہ شاہی میں اس کے کھلونے بنائے جاتے تھے۔

سُرمہ

عربی میں اثمد، انگریزی میں اینٹی مانی (ANTiMONY) کہتے ہیں۔ یہ پتّھر نرم، رنگ سیاہ و سفید مشہور ہے۔ اس کو سنگ سُرمہ بھی کہتے ہیں۔ مزہ

پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ یہ ذرا چمکیلا پتھر ہے۔ محافظِ صحت چشم و مقوی بصر ہے۔ اس کا سرمہ مقوی اعصاب چشم ہے۔ اس سے پلکیں زیادہ گھنی اور مضبوط رہتی ہیں۔

مشک کے ساتھ آنکھوں میں لگانے سے بصارت تیز ہوتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ سرمہ آنکھ میں لگانے سے لعابِ دہن شیریں ہوتا ہے۔ آنکھ کے زخم بھرتا ہے۔ خراب گوشت کاٹ کر نکال دیتا ہے۔ رسوت اور سماق کے ساتھ خارشِ چشم میں مفید ہے۔ اس کا سفوف روغن میں ملا کر مالش کرنے سے جوؤں کو مارتا ہے۔ جب بھی سرمہ آنکھ میں لگایا جائے تو سرمہ سلائی میں لینے کے بعد سلائی جھٹکنا ضروری ہے تاکہ سرمے کے موٹے ذرّات گر جائیں ورنہ بعض ذرّات آنکھ میں زخم پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ ہمالیہ پہاڑ اور پنجاب میں کانوں سے نکلتا ہے۔ اصفہان (ایران) میں عمدہ پایا جاتا ہے۔

سجی

اس کو ساجی بھی کہتے ہیں، فارسی میں اشخار، عربی میں قلی اور سنسکرت میں سورجکا کہتے ہیں۔ یہ کھار ہے شور زمین اور مٹّی سے حاصل ہوتی ہے۔ درختوں اور گھاس کو جلا کر بھی سجّی تیّار کی جاتی ہے۔ سیاہ رنگ کی اچھّی ہوتی ہے۔ صابن میں استعمال کی جاتی ہے۔

طبّی طریقہ میں گوشت کو کاٹتی ہے۔ سجّی کو سات بار پانی میں حل کر کے اور صاف کر کے اس کو جلا لیا جائے۔ چاول رتّی کھانا مقوی معدہ اور ہاضم ہے۔ بلغم کاٹتی ہے۔ قے روکتی ہے۔ ورم طحال دور کرتی ہے۔ سرکے کے ساتھ استعمال

کرنے سے جالا کاٹتی ہے۔ بواسیری مسّے بھی کاٹتی ہے۔

سنکھیا

فارسی میں مرگ موش، عربی میں سم الفار، سنسکرت میں برہم پتّر، انگریزی آرسینک (ARSENIC) کہتے ہیں۔ یہ کان سے نکلتی ہے۔ دراصل یہ چاندی کا جما ہوا دھواں ہے۔ سفید رنگ کی عام ہے۔ زہر ہے۔ اس کا اثر قریب بستّر (۷۰) سال کی عمر تک رہتا ہے۔ بدمزہ ہوتی ہے۔ مزاج گرم وخشک ہے۔ اس کو تیل میں ملا کر تر و خشک خارش میں ملنا فائدہ مند ہے۔ طبّی طریقہ میں سردی کے ورم کو دفع کرتی ہے۔ ہمراہ گلاب مرض استسقا۔ (جلندر) میں لیپ کرنا فائدہ رساں ہے۔ آٹے میں ملا کر چوہوں کو کھلانے سے چوہے مرجاتے ہیں۔ زمانہ قدیم چند شوقین طبیعت اور منچلے قدرے سنکھیا کھانے کی عادت ڈال لیا کرتے تھے۔

سیسہ

ہلکے نیلے رنگ کی نرم دھات ہے۔ فارسی میں اسرب، عربی میں رصاص الاسود سنسکرت میں سیک انگریزی میں لیڈ (LEAD) کہتے ہیں۔ یہ گندھک سے ملا ہوا ملتا ہے۔ برتن میں رکھ کر جلانے سے گندھک جل جاتی ہے اور سیسہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس میں آبی جوہر زیادہ ہے۔ جوہر خاکی ہے۔ مزہ شیریں ہے مزاج سرد و خشک ہے۔ زہر ہے۔ جلاتے وقت اس کے دھوئیں سے احتیاط ضروری ہے۔ سوئیڈن کی اسٹاک ہوم یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی تحقیق سے پتہ چلا کہ اس کا دھواں معدہ میں درد، قے، جسمانی و نفسیاتی کمزوری، چکّر کا

آنا، سر کا درد، بے وقت احابت وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ سیسہ کا انتہائی خفیف قسم کا زہر بھی نقصان رساں ہے۔ خون کی کمی، حافظہ کی کمزوری اور اعصاب کو کمزور کرتا ہے۔ کشنیز سبز کے پتوں میں گھس کر لگانا دافع سرطان وورم ہے روغن گل میں سیسہ کو بھگو کر لگانے سے بواسیر کو فائدہ کرتا ہے۔ ہیضہ کے زمانے میں کنوؤں کے پانی کو اس کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے۔ اور زہریلے جانوروں کے کاٹے ہوئے مقام پر لگایا جاتا ہے۔

زیادہ تر امریکہ، میکسیکو، اسپین، برطانیہ، بلجیم، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، روس پاکستان میں سوات، ہزارہ، چترال، میں کچھ ذخائر دریافت کیے گئے ہیں اس پر خالص پانی اثر نہیں کرتا۔ برقی تاروں پر خول چڑھاتے، پانی کے نل بنانے اور سیسہ کی چادریں، حوض، برتن، سفید اور کھلونے وغیرہ کے کام میں لیا جاتا ہے۔ اس کو زنگ نہیں لگتا۔

طبی طریقہ کار سے روغن گل میں گھس کر ملنا سوزش دفع کرتا ہے۔ برتنوں پر قلعی کے لیے سیسہ کا استعمال بھی نقصان دہ ہے۔

سیپ

اس کو سیپی بھی کہتے ہیں۔ ایک قسم کا سمندری گھونگا، فارسی میں کرشش ماہی انگریزی میں شل (SHELL) اور صدف کہتے ہیں۔ یہ آبی کیڑا دریائے شیریں اور دریائے شور دونوں مقامات میں ملتی ہیں لیکن بہتر دریائے شیریں کی ہوتی ہے۔ اس کا گوشت قدرے نیلا اس کی ہڈی کئی رنگ کی ہوتی ہے سب سے عمدہ سفید اور دلدار برق سمجھی جاتی ہے۔ مزہ ترش، پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے طبی طریقہ کار

مصیبتیں اور بیماریاں اتنی خوفناک نہیں ہوتیں جتنی کہ بزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے نظر آتی ہیں (سقراط)

سے دست بند کرے مسوڑھے مضبوط کرے دانتوں میں چمک پیدا ہو زخم اور مسّے کے لئے مفید ہے اس کا سُرمہ آنکھ کی بصارت تیز کرتا ہے اور اس کو پیس کر سونگھنا نکسیر بند کرتی ہے اس کا گوشت باولے کتّے کے زخم میں مفید ہے۔ اس کو پیس کر ضماد کرنے سے گٹھیا کا درد دفع ہوتا ہے۔ صدف کے ٹکڑے کو بچّے کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے دانت آسانی سے نکلتے ہیں۔

سونا

فارسی میں زر، عربی میں ذہب، سنسکرت میں سوان اور انگریزی میں گولڈ (GOLD)، شمس، خورشید، طلا مکنون، عقبان ابحن اور کندن کہتے ہیں۔ یہ بہت قدیم بڑی قدر و قیمت والی اور تمام دھاتوں میں افضل مشہور و چمکدار وزنی دھات ہے۔ سب سے پہلے دو سو نوّے سال قبل مسیح مصر میں دریافت ہوئی جب انسان معدنیات سے واقف ہوا تھا تو صرف سات دھاتوں تک رسائی رہی سونا، چاندی، پارہ، تانبہ، لوہا، سیسہ اور ٹین سونا ان تمام دھاتوں میں قیمتی رہا۔ سونا آگ سے پگھل جاتا ہے بعض لوگ (کیمیا) مصنوعی سونا بنانے کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔ یہ شوق زمانہ قدیم میں زیادہ تھا۔ مزہ پھیکا مزاج گرم و تر اور مفرح ہے۔ اس کی زردی آتشی اجزاء کی آمیزش کے سبب ہے اور نرمی اجزائے روغنی سے چمک اجزائے آبی کی صفائی سے سختی اجزائے خاکی کی وجہ سے کان سے نکلتا ہے سونا ہی ایک ایسی دھات قدرت نے پیدا کی جس سے ہر دو فریق اس کے عیوض سے دوسری چیزوں میں مبادلہ کرتے ہیں اور مقوی دل و دماغ ہے مستورات کے لئے سونا جسم سے مس ہو تو حرارت غریزی کو تقویت دیتا ہے فکر و غم اور خفقان و امراض سوداوی دفع کرتا ہے طبی طریقہ کار سے دافع جذام بھی ہے۔ خصوصاً بسفائج (ایک قسم کی گھاس کی جڑ، یہ مجھو کی طرح ہوتی ہے) کے ساتھ

نظر کو طاقت دیتا ہے۔

سونے کی سلائی آنکھ میں لگانے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔ پلکوں کی غلاظت جالا، پھلی اور گوشتہ چشم کا ناسور دفع کرتا ہے! اس کے استعمال سے خون میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔

سونے کے ٹکڑے کو آگ میں گرم کریں لعدہٗ پانی میں بجھائیں، سونے کے بجھے ہوئے پانی کے استعمال سے بھی حرارت بڑھ جاتی ہے! اس کو گرم کر کے داغ دیا جائے تو آبلہ نہیں پڑتا۔

دل ودماغ کو تقویت دیتا ہے۔ طبی طرز میں جسم کی سوجن اور ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ اس کا ورق ہمراہ مُربّہ جات مقوی ہے! اس کا کشتہ تیار کیا جاتا ہے۔ مستورات کے لئے اس کا لاکٹ دردِ دل اور خفقان میں مُفید ہے۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ عورتوں کو زیورات سے خالی رکھنا اچھّا نہیں۔

جن بچّوں کے چیچک کے دانے بوجہ سردی بروقت اُبھرے نہ ہوں اور دانے بیٹھ جانے سے بچّے کو نقصان عظیم پہنچنے کا خوف ہو، یا بچّہ بعد صحت کمزور ہو گیا ہو جس کے خون میں گرمی پہنچانے کی ضرورت ہو، حسبِ ضرورت اس کو ورقِ طلا یا سونے کا ٹکڑا پانی میں بجھا کر پلانا مُفید ہے، اور زود اثر ہے۔ اس کا اہم ترین بازار جوہانسبرگ ہے۔ سنہ ۱۸۵۰ء میں کیلیفورنیا اور آسٹریلیا میں سونے کے ذخائر دریافت ہوئے۔ ایک تحقیق کی رو سے اِنسان نے جب سے سونا دریافت کیا اس وقت سے ابتک پوری دُنیا میں اسّی ہزار ٹن کانوں سے نکالا جا چکا ہے۔ اس زمانے میں سونا ہی ایسی دھات ہے جسے بین الاقوامی ادارے خرید و فروخت کے لئے قبول کر لیتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں سونے کے سکّے رائج تھے دُنیا کے مختلف

عجائب گھروں میں یہ اب تک محفوظ ہیں۔ نجف اشرف میں حضرت علی علیہ السلام کے روضۂ مبارک کے گنبد پر خالص سونا چڑھا ہوا ہے۔

قدیم ایرانی عہد خسرو پرویز ساسانی خاندان کے بادشاہ کے پاس سونے کا ایک ایسا ٹکڑا تھا جو موم کی طرح نرم اور اس کا وزن دو سو مثقال تھا عالمی سروے کی رپورٹ سے پتہ چلا ہے کہ موجودہ زمانہ میں عرب شیوخ دنیا میں سونے کے سب سے بڑے خریدار ہیں۔ اس کی کانیں دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ سونا جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ جہاں قریب ۷۵ فیصد اصلی حالت میں دستیاب ہے۔ زمانۂ قدیم میں سونے کے سکے چین میں استعمال ہوتے تھے۔

شنگرف

عربی میں الجرف، سنسکرت میں ہنگل اور انگریزی میں سنابار (CINNABAR) کہتے ہیں۔ مشہور چیز ہے۔ سرمہ کی طرح ڈلیاں رنگ سرخی مائل چمک دار دھات ہے۔ مزاج گرم و خشک بدمزہ ہے۔ اس کا دھواں زہر ہے۔ طبی طریقے سے زخم بھرتا ہے، خشک و تر خارش اور عشقی دفع کرتا ہے۔ جلے ہوئے مقام پر موم روغن کے ساتھ لگانا مفید ہے۔ شنگرف زیادہ تر ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شیشہ

فارسی میں آبگینہ، عربی میں زجاج، سنسکرت میں درپن اور انگریزی میں گلاس (GLASS) کہتے ہیں۔ مشہور چیز ہے۔ صاف، چمکدار، شفاف،

مزہ تلخ، زہریلا ہے۔ مزاج گرم وخشک ہے۔ طبی طریقہ میں اس کا سفوف دانتوں کا میل اور زردی چھانٹتا ہے۔

بلناس نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ شیشے کو پیس کر ایسے برتن میں ڈالدیں جس کے اندر شراب اور پانی ملا ہو تو شراب سے یہ برادہ علیحدہ کر دیگا۔ لیکن شیشے کے معمولی ذرات بھی انسان کے لئے نقصان دہ ہیں۔

آنکھ کی خارش اور پھلی دفع کرتا ہے۔ آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے۔ لیکن دھوپ میں گرم ہونے پر بصارت کو نقصان کرتا ہے۔ دردِ سر بھی پیدا کرتا ہے۔ شیشہ (آئینہ) میں صورت دیکھنا ثواب ہے۔ اور عمر بڑھتی ہے۔ چٹخے ہوئے (کریک) شیشے میں صورت دیکھنا یا اسی قسم کے گلاس میں پانی پینا نحوست و پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ شیشہ کی چوڑی کلائی میں پہننے سے بدن کا پھولنا اور بڑھنا رکاوٹ کا باعث ہے۔ (چونکہ شیشہ ایک قسم کے ریت سے بنتا ہے)۔

شیشہ کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ پگھلنے سے پہلے نرم ہو جاتا ہے اس کو پھونک کر یا بیل کر مختلف طرز میں ڈھال سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صنعتی و کاروباری زندگی میں شیشہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ٹکڑے بھی جوتا سازی اور مختلف کام کے لئے استعمال میں آتے ہیں۔ اندلس کا ابوالقاسم عباسی ابن فرانیس نامی پہلے شخص نے پتھر سے شیشہ سازی کا کام شروع کیا تھا۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ شیشہ دنیا میں تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح سے پہلے مصر کے لوگ اسی زمانے سے اس کے وجود سے واقف تھے۔ دروازہ اور کھڑکیوں میں عہد قدیم ہی سے استعمال میں کیا جا رہا ہے۔

رومی دستکار تقریباً ۲ دو ہزار سال قبل شیشہ کو خوبصورت و دلکش بنانے

کے لئے اس کی تراشش وخراش کیا کرتے تھے۔

۱۶۷۳ء میں جارج ریونیس کرافٹ نے ایک فارمولا تیار کیا جس کا نام انھوں نے سیسہ کا شیشہ رکھا تھا جس میں ایسی خصوصیات رکھ دی تھیں جو اس سے پہلے کسی شیشہ میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ اس میں بلور کی سی چمک ہوتی تھی اور جب اس کو آہستہ سے بجایا جاتا تھا تو گھنٹی کی طرح ایک گونج سُنائی دیتی تھی! اس شیشے میں نرمی تھی جس کی وجہ سے تراش اور کٹاؤ میں عمدگی آتی تھی۔ اس شیشہ میں سے روشنی کی شعاعیں نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ریونیس کرافٹ نے مذکورہ فارمولے سے بلوریں شیشے کی طرح مشروبات پینے کے جو گلاس تیار کئے تھے، ان میں ہر گلاس پر پہاڑی کوے کے سر کے ساتھ ایک چھوٹی سی مُہر کندہ ہے۔ ان میں سے اب صرف نو گلاس باقی بچے ہیں۔ یہ گلاس نادر اشیا کے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔ اگر ان گلاسوں میں سے کوئی ایک گلاس پالے تو وہ خوش نصیب ہوگا۔ کیوں کہ یہ گلاس بہت قیمتی ہیں۔

۱۷۷۰ء میں لندن میں شیشہ تراشی کا فن ترقی کرنے لگا اور شیشہ میں روشنی داخل کرنے کی مہارت حاصل کرلی جو آج تک جاری ہے۔ اٹھارہویں صدی میں لندن میں قدآدم شیشہ سے بجلی کے جھاڑ بنائے گئے، وہ فنِ شیشہ تراشی کے عظیم شاہکاروں میں شمار ہوتے ہیں۔

اٹلی کے فنی ماہرین نے شیشہ کی صنعت کو کچھ مدت تک راز میں رکھا موجودہ دور کا آئینہ دوسو سال قبل کی ایجاد ہے۔ ویانہ (آسٹریلیا) میں گلاس کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اب شیشہ کو ناقابلِ شکست بنالیا گیا ہے۔ بھاری سے بھاری وزن سے بھی نہیں ٹوٹتا، ہر قسم کے آلات شیشے سے تیار ہونا شروع ہوگئے ہیں علامہ اقبالؒ

کے نوادرات میں ایک خوبصورت شیشہ کا پیپر ویٹ محفوظ جس رنگ نیلا ہے۔ شیشہ بناتے کی ریت سینڈ گلاس ہزارہ، داود خیل، جنگ شاہی وکراچی سے قریب) اور چاٹگام (بنگلہ دیش) کی پہاڑی علاقہ میں دستیاب ہے۔

کاجل

فارسی میں دود، عربی میں کحل، انگریزی میں لیمپ بلیک (LAMP BLACK) کہتے ہیں۔ یہ ایک مشہور چیز ہے۔ سرسوں کے تیل کو کسی برتن میں ڈال کر روئی کی بتی اس میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ سیاہ اور ملائم ہوتا ہے اس بتی کو جلا کر اس کا دھواں کسی صاف برتن میں جمع کر لیتے ہیں جو کاجل کہلاتا ہے۔ یہ سیاہ اور ملائم ہوتا ہے اس کا مزہ پھیکا اور مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ اس کو سلائی سے مثل سرمہ آنکھوں میں لگانا مفید ہے۔ آنکھ کا میل صاف کرتا ہے۔ بینائی و بینائی کو قوت دیتا ہے صرف ایک آنکھ میں منگل یا اتوار کو کاجل لگا کر اگر کسی کی صورت پر نظر ڈالیں تو جدائی اور مخالفت پیدا ہو۔

روئی کی بتی کے اندر ہڈی کا فضلہ (بیٹ) رکھ کر بھی کاجل پارا جاتا ہے۔ یہ بصارت کو قوت اور آشوب چشم سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرے طریقے کے کاجل مٹی کا تیل، تارپین کا تیل اور غیر خالص پٹرول کو اس طور پر جلا کر کہ بہت سی سیاہی کسی ٹھنڈی سطح پر جمع ہو جائے، تیار کرتے ہیں۔ یہ کاجل چھاپہ خانہ کی سیاہی، سیاہ وارنش، سیاہ بوٹ پالش، لکھائی کی روشنائی، کاربن کاغذ اور گراموفون ریکارڈ وغیرہ بنانے کے استعمال میں آتا ہے۔

کسیس

فارسی میں اکزرو، عربی میں زاج اصفر، سنسکرت میں کاسیس اور انگریزی میں کوپرس (COPPERAS) کہتے ہیں۔ رنگ زرد، سبز، مزہ کسیلا، کڑوا، مزاج گرم وخشک ہوتا ہے زہر ہے۔ طبی طریقے میں یہ تلی کا ورم تحلیل کرتا ہے۔ معدے کے کیڑے مارتا ہے۔ باریک پیس کر مثل سرمہ آنکھ میں لگانا نظر کو تیز کرتا ہے۔

کنکر

فارسی میں سنگریزہ، عربی میں حصاۃ اور انگریزی میں پبل (PEBBLE) کہتے ہیں۔ بہت مشہور چیز ہے۔ زمین کے اندر سے نکلتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے۔ اس کا باریک سفوف خون بند کرتا ہے اور زخم کو اچھا کرتا ہے۔ پانی میں ڈالنے سے رقیق و گاڑھا پن اس کا دفع کرتا ہے۔ بھٹی میں ڈال کر پکانے سے سفید چونا بنایا جاتا ہے۔

پہاڑی مقامات پر بجائے کنکر کے پتھر کے ٹکڑے بھٹی میں پکا کر چونا بناتے ہیں۔ یہ پتھر کا چونا کنکر کے چونے سے زیادہ تیز اور اچھا ہوتا ہے۔ سفیدی وغیرہ کرنے کے کام آتا ہے۔ سیپ کا بھی اسی طرح چونا بنتا ہے۔

کوئلہ

یہ ہوا کی محدود مقدار میں جلا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں وڈ چارکول

(WOOD CHARCOAL) کہتے ہیں۔ لکڑی کا کوئلہ سیاہ اور مسام دار ہوتا ہے۔ اس میں ہوا بھری ہوتی ہے اس لئے پانی میں تیرتا ہے۔ گڑھوں یا تودوں (ابطریق آداں) میں لکڑی کے ٹکڑے انبار کے طرز میں اس طریقے سے رکھے جاتے ہیں کہ درمیانی جگہ خالی رہے ۔ اوپر مٹی سے بند کر دیتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے۔ پھر جلتی ہوئی لکڑی اس درمیانی خلا میں گرا کر تمام انبار میں آگ لگا دیتے ہیں قریب دس پندرہ دن کے اندر آگ سلگ سلگ کر بجھ جاتی ہے اور کوئلہ بن جاتا ہے ۔ یہ طریقہ قدیم زمانہ سے رائج ہے۔ یہ کوئلہ بغیر دھواں دیئے جلتا ہے۔

گھریلو کوئلہ:۔ یہ وہ کوئلہ ہے جو چولہے میں لکڑی جلنے کے بعد بنتا ہے۔ اس کوئلہ کو کپڑے کی پھٹلی میں ڈال کر گرم پانی میں ڈبولیں اس سے خراشوں اور ہاتھوں کی جلن کے لئے ٹکور کریں مفید ہے ۔ یہ دھاتی نمکوں اور رنگین مادوں کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے ۔ طبی طریقے میں دافع امراض معدہ ہے۔ اس میں تیزابی کیفیت ہوتی ہے۔ سفوف کوئلہ ملا کر سڑے ہوئے زخم پر باندھنے سے زخم کو اچھا کرتا ہے۔ سالن یا کسی رقیق چیز میں نمک کم کرنے کے لئے کوئلہ کو دھو کر ڈالنے سے یہ نمک چوس لیتا ہے۔ آنکھ کی گوہانجنی میں پرانی کچی دیوار کا کوئلہ گھس کر لگانے سے گوہانجنی اچھی ہو جاتی ہے۔ اس کا منجن منہ کی بدبو کو دفع کرتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط کرتا ہے اور دانت چمکدار کرتا ہے۔ جنگِ عظیم میں گیس بنانے کے لئے بہت استعمال ہوتا تھا کوئلہ زمین سے بھی نکلتا ہے ۔ یہ کوئلہ لکڑی کے کوئلہ سے بالکل مختلف اثرات میں ہوتا ہے۔ اس کی سب سے اچھی اور مشہور کانیں جھریا (بھارت) میں ہیں۔

کھانے کے بعد پیشاب کرنے سے مثانہ اور گردہ کے امراض نہیں ہوتے۔

کھریا (مٹی)

انگریزی میں چاک (CHALK) کہتے ہیں۔ سفید پتھر اور نمک سے مشابہ ہوتا ہے۔ مزہ میں کھاری اور مزاج میں گرم و خشک ہوتا ہے۔ حکماء نے مقدار خوراک صرف دو ماشہ رکھی ہے۔ دافع بوتے بغل ہے۔ اس کو جلا کر سفوف مثل سرمہ لگانا آنکھ کی بینائی تیز کرتی ہے۔ طبی طریقے میں آنکھ و ناک کے زخم میں مفید ہے۔ زخم سرطان اور ہر قسم کے زخم کو اچھا کرتی ہے۔ قرعہ کو بھرتی ہے۔ دانت میں چمک پیدا کرتی ہے۔

کہربا

انگریزی میں امبر (AMBER) امبرو، امبر سکس، قرن الجر کہتے ہیں۔ رنگ سبزی مائل، زردی، سفید بھورا، زرقونی، سیاہ اور نارنجی ہوتا ہے۔ یہ معمولی خوشبودار دریائی پتھر ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ اصلی کہربا گھاس کے تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کو گھسنے سے بو آتی ہے۔ یہ گرم کرنے سے نرم ہو کر پگھل جاتا ہے۔

یہ پتھر عورت کے پاس رہنے سے اسقاط حمل نہیں ہوتا۔ طبی اصول سے بیرونی اور اندرونی اعضاء کا خون اور خونی قے بند کرتا ہے۔ مقوی معدہ و جگر و مثانہ ہے۔ دافع یرقان و بیچیش ہے۔ مقوی دل ہے۔ معدہ کے اوپر لٹکانے سے خوف و غم دور کرتا ہے۔ اور تیز بخار کم ہو جاتا ہے۔ گلے میں لٹکانے سے مقوی دل ہے۔ گٹھیا دانت کا درد، مرض یرقان اور کنٹھ مالا میں اس کا مالا بطریق لاکٹ استعمال

کرنے سے مرض دفع ہوتا ہے۔ زرد رنگ کا کہربا اچھا اور بہتر ہوتا ہے۔
کہربائے شمعی بہتر ہوتا ہے۔ طبی اصول میں مقدار خوراک صرف تین ماشہ ہے۔
کہربا کو رگڑنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تسبیح کے دانے اور مالا وغیرہ بنانے
کے کام آتا ہے۔ زمانہ قدیم میں چاقو اور قرولی کے دستے بنائے جاتے تھے۔ چین، جاپان
بھارت، امریکہ اور ہالینڈ میں پایا جاتا ہے۔

گندھک

فارسی میں گوگرد، عربی میں کبریت اور انگریزی میں سلفر (SULPHUR)
کہتے ہیں۔ نہایت کارآمد اور زرد رنگ میں آتش گیر عنصر ہے۔ پیلے رنگ کی ٹھوس
قسم کی چیز ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگ اس کو جانتے تھے اور مختلف امور میں استعمال کیا
کرتے تھے۔ اس کا شعلہ نیلگوں ہوتا ہے۔ اس میں ہلکی بو ہوتی ہے! اور بہت ملائم
ہے۔ یہ آتش فشاں پہاڑوں کے قریب اور سطح زمین سے تقریباً چھ سو فٹ گہرائی
میں چٹان کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ خام گندھک کے ساتھ عموماً ریت و مٹی اور
بعض دوسری معدنیات کے ذرات ملے رہتے ہیں! اسی لئے خالص گندھک
حاصل کرنے کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ یہ کثافتی ذرات اس سے علیحدہ کر لئے جائیں،
اس کو صاف کرنے کے لئے کسی ڈھلوان سطح پر ڈھیر لوہے کی شکل میں رکھ کر
گرم کیا جاتا ہے تاکہ گندھک پگھل کر نیچے کی طرف بہنا شروع ہو جائے اور
اس کے کثافتی ذرات پیچھے رہ جائیں گندھک کو کشید بھی کیا جاتا ہے۔ اس
طریقہ سے بالکل خالص گندھک حاصل ہوتی ہے۔ مزہ کڑوا مزاج گرم و خشک
محلل اورام ہے۔ اس کا جزو قدرتی طور پر سرسوں، لہسن، پیاز اور انڈے کی سفیدی میں

پایا جاتا ہے۔ جانوروں کے جسم میں بھی موجود ہوتی ہے۔ انسان کے جسم میں سب سے زیادہ بالوں میں ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم کے لوگوں کو گندھک کا خوب علم تھا، اور اس کے متعلق بہت کچھ معلومات رکھتے تھے! اس کا استعمال طب اور جراثیم کش ادویات میں ہوتا ہے۔ اس کا تیزاب بھی بنتا ہے۔ جاذب رطوبت، دافع خارش و مصفی خون ہے۔ اس کا سونگھنا دردِ شقیقہ اور مرض مرگی کو فائدہ دیتا ہے۔ وبائی امراض کے زمانے میں یا فساد خون کیلئے اس کا ٹکڑا پانی پینے والے گھڑے میں ڈالنے سے انسان وبائی امراض سے محفوظ رہتا ہے پانی میں حل نہیں ہوتی۔ گھندک جراثیم مارنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اُون کا رنگ کاٹنے میں بھی اس سے کام لیا جاتا ہے۔ گندھک گرم کرنے سے اس کے سالمات ٹوٹ جاتے ہیں۔ اگر کھولتی ہوئی گندھک کو ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا جائے تو سیاہ رنگ کی نرم سی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ داد، خارش اور مختلف دانوں کے مرہم، دیا سلائی، خضاب، بارود، ربڑ وغیرہ کی صنعت میں استعمال ہوتی ہے۔ گندھک سے انگور کی بیل کی پھپھوندی دور کی جاتی ہے۔ یہ نیوزیلینڈ جاپان، امریکہ، اٹلی، سسلی اور پاکستان (بلوچستان)، میں پائی جاتی ہے۔

گیرو

فارسی میں گل سرخ، عربی میں طین مغربی، سنسکرت میں گریکم اور انگریزی میں ریڈ اوچرے (REDOCHRE) کہتے ہیں مشہور سرخ مٹی ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ طبی اصول میں دافع جریان و بواسیر ہے۔ زخم مثانہ بھرتا ہے۔ اس کا لیپ کیڑے مارتا ہے زخم برص میں بھی مفید ہے۔

سکندر ذوالقرنین کے قبل ایک بادشاہ ذوالقرنین گزرا ہے۔ یہ خدا پرست اور نیک خصلتوں کا حامل تھا۔ اس کی قیادت حضرت خضر علیہ السّلام فرماتے تھے۔ اس وقت کی قوم نے اسے قتل کر دیا تھا۔ خلاق عالم نے اسے خلعتِ حیات بخشا۔ بادشاہ مذکور پھر پند و نصائح کرنے لگا۔ رعایا نے دوبارہ قتل کر دیا۔ قادر مطلق نے اس کی شہادت کا یہ اجر دیا کہ اس کی خاک قبر یعنی (گیرو) گل ارمنی (مثل گیرو، سُرخ مٹی) کو شفا کی تاثیر عطا فرمائی۔

گیرو کی بارہ صفتیں بیان کی گئی ہیں، اطبائے یونانی بلا اختلافِ رائے اس کو مریضوں پر استعمال کرتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جس شخص کو دَست آتے ہوں طبی طرز میں بہت ہی خفیف گیرو کھلانا اس مریض کو فائدہ رساں ہے۔ یہ ذوالقرنینؑ کے مزار کی مٹی ہے۔ قدرے گیرو کھانے سے آواز بھرا جاتی ہے۔

مُلتانی مٹی

ایک قسم کی چکنی مٹی اس کو خاکِ دست، فارسی میں گلِ ملتانی، عربی میں طینِ خراسانی اور سنسکرت میں پیر گرکم کہتے ہیں۔ اس کا ہلکا زرد رنگ سفید ہوتا ہے۔ مشہور مٹی ہے۔ مزہ اس کا پھیکا۔ مزاج سرد و خشک ہے۔

طبی طریقے میں دافع تے و ہیضہ ہے۔ نزلہ کو دفع کرتی ہے، مقوی معدہ ہے۔ پانی میں بھیں کر بالوں کو دھونے سے بال نرم و ملائم ہوتے ہیں۔ لکڑی کے تختے پر مَدگڑنے سے اس کو چکنا اور صاف کرتی ہے۔ گرمی دانوں میں اس کو پانی میں گھول کر جسم پر ملنے سے گرمی دانے مرجاتے ہیں۔

مٹّی آنواں کمھار

مشہور چیز ہے۔ آگ میں مٹّی کے برتنوں کے ساتھ پک کر سُرخ رنگ کی ہو جاتی ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ یہ مرض "اور ریتیا" میں مفید ہے اس مرض میں جسم پر رات کو یکایک چھالے پڑ جاتے ہیں، اور اِن چھالوں میں پانی بھرا ہوتا ہے۔ یہ چھالے دن کو نہیں اُبھرتے۔ رات کو ہی یہ مرض ہوتا ہے چند روز بعد چھالے پھوٹ کر پانی بہنے لگتا ہے۔ اِن چھالوں کا پانی دوسری جگہ لگنے سے تمام جسم پر اور چھالے پڑنے لگتے ہیں۔ اس مٹّی کو کپڑے میں چھان کر ان چھالوں پر چھڑکنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔ مجرّب ہے۔

مُردار سنگ

مشہور چیز ہے۔ انگریزی میں (LITHARGE) لائڈرج کہتے ہیں۔ یہ جسم کی بدبو کو دُور کرتا ہے۔ زیادہ تر ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جراثیم کش ہے۔ اس کے برادے کی مالش سے جسم سیاہ ہو جاتا ہے۔ روغن گُل کے ہمراہ لگانا بہتر ہے ورنہ بغل کے بدبودار مادّہ کو دل کی طرف رجوع کر دیتا ہے جو نقصان دہ ہے۔

ہرتال

عربی میں زرنیخ، سنسکرت میں ہری تال اور انگریزی میں آرپی منٹ (ORPI-MENT) کہتے ہیں۔ کان سے نکلتی ہے۔ مزہ پھیکا اور مزاج گرم و خشک ہوتا ہے اس کا مشہور رنگ سُرخ، زرد اور خاکی ہے۔ طبی اصول میں خارش کے داغ مٹاتی ہے۔ زخم

کا فالتو اور خراب گوشت کاٹ دیتی ہے، دافع کرم شکم ہے، پیاس بڑھاتی ہے، بلغم ناقص مادہ کو جلا دیتی ہے لیکن زہر ہے۔ روغن زیتون میں ملا کر سر میں ڈالنے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ چونے کے ساتھ ملا کر جلد پر لگانے سے بال صاف کر دیتی ہے۔ اگر انسان اپنے بدن پر اس کی مالش اس خیال سے کرے کہ بال نہ رہیں اور جھائیوں کے داغ بھی ظاہر نہ ہوں تو مالش کے بعد تخم گرڑھل پیس کر تمام بدن پر ملے۔ ہڑتال کو کسی شیرے یا میٹھی چیز میں ڈال دیں تو مکھیوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ اس کو تانبے کے پتر پر ملنے سے تانبہ سفید سا ہو جاتا ہے۔ تانبہ کی بو بھی جاتی رہتی ہے۔

علاج بذریعہ کرن آفتاب

"علاجِ شمسی"

"پانی کے ذریعہ علاج" (انگریزی میں اس کو (HYDROPATHY کہتے ہیں۔ سورج کو قدرت نے وہ سرچشمہ فوائد خلق فرمایا ہے جس کا اندازہ انسانی قوت سے باہر ہے۔ اس کی روشنی مخلوقات کی زندگی، توانائی وصحت ونشوونما کا واحد سرچشمہ ہے۔ اس کی شعاعیں قدرت کی بے بہا دولت ہیں۔ سورج کی روشنی کی شعاع زمین تک آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے۔ سورج ایک عظیم کرّہ ہے۔ اس کی روشنی سات رنگوں کا مجموعہ ہے۔ بنفشی، اُودا، نیلا، سبز، زرد، نارنجی اور سُرخ۔ اس کی سفید کرن جب پانی یا شفاف شیشہ میں سے گزرتی ہے تو ان ہی سات رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر سورج

کا پورا رُخ زمین کی طرف ہو جاتا تو شدّت گرمی سے اہل زمین اور دُنیا کی ہر چیز جل جاتی ۔ اس کی شعاع کے فوائد میں پھر ارشاد فرمایا کہ آفتاب کی طرف پشت کر کے بیٹھنے سے جسم کی اندرونی بیماریاں دفع ہوتی ہیں ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگ خداوند عالم کے دیدار کے مشتاق ہیں تو پہلے قدرت کے خلق کئے سورج سے آنکھ ملا کر تو دیکھ لیں ۔

نظام شمسی سے موسمی تبدیلی دن رات کا سلسلہ اور اس کی کرن و لہروں سے مقناطیسی قوت کے ذریعہ مہلک جراثیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ سورج کی شعاع نباتاتی کیمیائی عمل کرتی ہے اور زمین ، مٹی و درخت کو پاک کرتی ہے پانی سے بھرا اور کھلا برتن جو مستقل دھوپ میں رہے اس پانی سے غسل کرنا سفید داغ (برص) کا مرض ہوتا ہے سورج کی شعاعوں میں بہت بڑی طاقت ہے ۔ موجودہ زمانہ میں سخت سے سخت کام اِن شعاعوں سے لیا جا رہا ہے ۔

سورج گرہن کی کرن انسانی آنکھ کی بینائی کے لئے نقصان دہ ہے یہاں تک کہ گرہن کے اثرات انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ حاملہ عورت سورج گرہن کے وقت چاقو یا چھری سے کوئی چیز تراش کرے تو بچہ کے جسم کا کوئی اعضاء ضرور کٹ جاتا ہے ۔

وہ بچہ جو پیدائشی طور پر سورج گرہن سے متاثر ہو کر گہنایا ہوا پیدا ہو ۔ اس بچہ کا صرف وہ اعضاء جو متاثر ہو گرہن کے پورے وقت کسی نرم زمین میں معمولی طور پر صحیح طرز میں دبا دینے سے بحکم خدا اعضاء ۔ اپنی اصلی حالت میں آجاتا ہے ۔ موجودہ زمانے کے سائنس داں بھی اس سے منکر نہیں کہ سورج کی کرنوں سے غسل کرنا صحت کے لئے انتہائی مفید ہے ۔ انسان کی طرح

حیوانات اور بہت سے چھوٹے بڑے پودے بھی اپنی زندگی کی بقا کے لئے سورج کی کرنوں کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔ جن پودوں کو سورج یا چاند کی کرنوں سے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ وہ پودے اپنی زندگی کی رونقیں ختم کر لیتے ہیں۔ یہی سورج کی کرنیں انسان کے جسم کے کئی مہلک امراض کے جراثیم فنا کر دیتی ہیں اس علاج کا طریقہ بہت قدیم ہے۔ اہلِ ہنود کی مذہبی کتب میں اس کے اکثر تذکرے درج ہیں۔ زمانہ قدیم کے لوگ اس علاج پر عبور رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں بھی بعض جسمانی امراض کا واحد علاج صرف سورج کی شعاعیں ہیں۔ اس کی کرنوں سے حیوانات میں چستی اور قوت آتی ہے۔ جب تک اس کی کرنوں میں زور اور تیزی رہتی ہے تمام حیوانات میں قوت اور نشاط رہتا ہے غروب کا وقت ہونے پر اس کی شعاع کمزور ہونے لگتی ہے اس وقت حیوانات میں بھی ضعف اور اضمحلال پیدا ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے تمام حیوانات اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

دنیا میں جس قدر رنگ نظر آتے ہیں یہ تمام سورج ہی کی بدولت اور اسی کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ صاف اور شفاف چیز پر سورج کا عمدہ عکس پڑتا ہے مثلاً پانی اور شیشہ دونوں شفاف چیزیں ہیں اس لئے علاج شمسی میں صرف انہیں دونوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ شیشہ پر آفتاب کی ترچھی کرنیں بہت گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ کسی شخص کی پیشانی پر ایک سیاہ رنگ کے شیشے کا ٹکڑا اور دوسرا زرد یا سفید رنگ کے شیشے کا ٹکڑا رکھیں، کچھ وقت اس کو دھوپ میں بٹھائیں تو سفید اور زرد رنگ کی جگہ کا حصہ جلنے لگے گا۔ بلکہ زیادہ دیر ایسا کرنے سے چمڑے کی رنگت

میں بھی تبدیلی آجائے گی مگر سیاہ رنگ کے شیشے والی جگہ ویسی ہی رہے گی یہی وجہ ہے کہ اس علاج میں سیاہ رنگ معاون نہیں ہے۔ تمام امراض کے لئے پانچ رنگ کی بوتلیں (شیشہ کی) درکار ہوتی ہیں۔ سُرخ سفید، زرد، سبز، بنفشی سب سے زیادہ کرنوں کا اثر، زرد، سُرخ اور سفید رنگ کی بوتلوں پر رہتا ہے۔ بہتر ہے کہ ہر روز تازہ پانی تیار کیا جائے اس طرح پانی صاف اور اچھا رہتا ہے۔ سُرخ اور سفید رنگ کی بوتل کا پانی دوسرے روز ضائع کر دینا ضروری ہے۔

پانی تیار کرنے کا طریقہ

شیشے کی بوتل کو خوب اچھی طرح صاف کر کے اور دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔ اس کے اوپر اگر کوئی کاغذ کا لیبل وغیرہ ہو تو اس کو بھی علیحدہ کر دیں۔ پھر اس میں مقطر کیا ہوا صاف اور تازہ پانی بھر دیں بوتل تین حصّہ پانی سے بھری ہونی چاہیے۔ اس علاج میں بارش یا کنویں کا پانی افضل ہے۔ اگر پتھریلے چشمہ کا پانی نہ ملے تو دوسرے نمبر پہ دریا کا پانی سمجھا جاتا ہے۔ پانی بھر کر بوتل کا منہ کارک سے بند کر دیں۔ کھلی جگہ پر دو اونچے بانس گاڑ کر ان پر ایک تختہ کیلوں سے جڑ دیں اس تختہ پر بوتلوں کو ترچھا رکھ دیں۔ تین چار گھنٹے کے وقفے میں یہ پانی سورج کی شعاعوں کے اثرات اپنے میں سمو لے گا۔ وقت اور جگہ انتخاب میں خاص خیال رکھیں جہاں سورج کی شعاع سیدھی آرہی ہو پانی تیار ہونے پر بوتل کے خالی حصّے پر بھاپ کی وجہ سے بوندیں محسوس ہونے لگیں گی۔ واضح رہے کہ جہاں بوتل رکھی جائے وہ حصّہ گرد و غبار اور دھوئیں سے پاک ہو۔ یہ تختہ زمین سے چار فٹ اونچا ہونا چاہیے اور ایک بوتل سے دوسری بوتل میں فاصلہ رہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ زرد، سفید، سُرخ رنگ کے شیشے پر سورج کے اثرات تیز ہوتے ہیں۔ ان سے مختلف قسم کے فوائد مرتب ہوتے ہیں۔ تمام امراض کے

ایک بے اصول چلنے والا ٹھوکر کھاتا اور گرتا ہے۔

لئے صرف پانچ رنگ کی بوتلیں درکار ہیں۔ سرخ، سفید، زرد، سبز، بنفشی، یعنی ہلکا نیلگوں۔

مختلف رنگ کی نئی بوتلیں جن کو خوب صاف کرکے ان میں مقطر کیا ہوا تین چوتھائی (۳/۴) حصہ کنوئیں یا بارش، یا کسی چشمے اور دریا کا پانی بھر کر کسی کھلی اور بلند جگہ پر جہاں سورج کی کرنیں صاف اور تیز پڑ رہی ہوں، کم از کم چار گھنٹے دھوپ میں رکھیں اور بوتل کا منہ کارک سے بند کردیں۔ بوتلوں کو ترچھا رکھیں تاکہ سورج کی کرن بوتل پر سیدھی پڑے اور آفتاب کی شعاعیں شیشے کی بوتل سے چھن چھن کر پانی میں جذب ہوتی رہیں۔ غروب آفتاب کے وقت ان بوتلوں کو اندھیرے میں رکھ دیں تاکہ مصنوعی روشنی ان بوتلوں پر نہ پڑسکے۔

اس طریقے سے نئی بوتلوں کے پانی میں بہ لحاظ رنگ شیشہ کے اثرات پیدا ہوجائیں گے جو کہ مختلف امراض میں فائدہ رساں ہیں۔ یہ تیار پانی زیادہ سے زیادہ دو یوم تک شعاع کے اثرات محفوظ رکھتا ہے۔ یہ علاج انوکھا اور بہت قدیم ہے۔

سفید بوتل کا پانی زخم کے دھونے میں فائدہ رساں ہیں۔ یہ پانی ہر قسم کے زہریلے دنبل اور آتشک کے زخموں کو چند یوم میں درست کردیتا ہے۔ بواسیر کے مسّے ایک ہفتے میں اسی پانی سے دھونے سے مرجھا جاتے ہیں۔ درد میں کمی اور سکون ملتا ہے۔ پاگل کتّے کا زخم ایک دن میں کئی بار دھونے سے درست ہوجاتا ہے۔ پیدل چلنے سے پیروں پر ورم آجانے سے صرف ایک مرتبہ پانی سے دھونے سے ورم دفع ہوجاتا ہے۔ دردِ قولنج اور پیٹ کے درد میں سفید پانی کی بوتل سے سینکنے سے آرام ہوجاتا ہے۔ گرمی کے دست،

دردِ گردہ، پیشاب کی جلن اس پانی سے دُور ہوجاتی ہے۔

نیلی بوتل کا پانی ایک نئی نیلے رنگ کی بوتل میں پانی بھر کر اس پانی پر سورۂ رحمٰن صبح نماز کے وقت دم کردیں۔ یہ بوتل دھوپ میں رکھ دیں۔ اس کا یہ پانی سحر، جادو، ٹونا اور نظرِ بد کے لئے اکسیر ہے۔ جسم کی کمزوری، چہرہ کا زرد رہنا اور بدہضمی میں مفید ہے۔ ہلکے نیلے رنگ کی بوتل کے پانی سے بواسیر کے مَسّے دھوئیں۔ اس مرض میں یہ پانی اکسیر ہے۔ جنون کے لئے بھی یہی پانی صبح و شام پلائیں۔

زرد بوتل کا پانی تپِ دق و بخار اور ہر قسم کے دردِ سر، بھوک کا کم لگنا، نیند نہ آنا اور پیٹ کے دیگر امراض و قبض میں صبح و شام ایک اونس زرد بوتل کا پانی مُفید ہے۔ نیز دق و سل کے مریضوں کو ابتدائی حالت میں روزانہ تازہ پانی صبح و شام بناکر بوقتِ پیاس دیا جائے مُفید ہے۔

سُرخ بوتل کا پانی سرسام، جنون، مالیخولیا اور امراض ضعفِ دماغ میں مفید ہے۔ اس بوتل کا پانی بوقتِ ضرورت ڈھائی تولہ صبح اور ڈھائی تولہ شام پینا چاہیئے۔ مذکورہ بالا امراض میں فلالین (کپڑے کا ٹکڑا) اس پانی میں تر کرکے سَر پر رکھیں۔ فائدہ رساں ہے۔ مریض کو زیادہ گرم و سرد ہوا سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ دردِ شقیقہ کے مریض کو اس پانی میں کھانا پکاکر کھلائیں اور اسی کو پلائیں۔ شدید درد میں اس پانی سے کپڑے کو تر کرکے مقام درد پر رکھیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ کمزوری میں بھی سُرخ بوتل کا پانی مفید ہے۔

سُرخ و زرد رنگ کی بوتلوں کا پانی ملاکر خونی امراض مثلاً جذام، آتشک، سُرخ بادہ، خارش تر و خشک اور سفید داغ کے مریضوں کو ہم وزن پلانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔

جلدی امراض، خون کی خرابی اور خشکی دماغ میں فائدہ رساں ہے۔ دونوں رنگ کے ملے ہوتے یہ ہم وزن پانی نہایت مصفی خون ہیں۔

سبز بوتل کا پانی | اس میں خالص سرسوں کا تیل بھر کر چالیس دن تک سورج کی کرن (دھوپ) میں رکھیں۔ بعد چالیس دن، یہ تیل مرض عرق النساء میں مالش کریں۔ یہ تیل اس مرض میں اکسیر ہے۔ اسی سبز رنگ کی بوتل کا پانی خارش اور جلدی امراض میں بھی مفید ہے۔ آشوب چشم کے لئے اس پانی کے چھینٹے آنکھ پر ڈالنے سے آرام آجاتا ہے۔ خونی بواسیر کے لئے یہ پانی فائدہ مند ہے۔

(جو حضرات مذکورہ بالا زمانہ قدیم کے طریقہ علاج سے مستفید ہونا چاہتے ہیں، ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں)۔

فوائد چاندنی ماہتاب

نظام الٰہی ہے کہ چاند زمین کے اطراف ۲۷ دن اور ۴۳ منٹ میں اپنا ایک دور مکمل کر لیتا ہے اور ہمیشہ اس کے سامنے والا رخ زمین کی طرف رہتا ہے چاند کی روشنی زمین تک پہنچنے میں صرف ڈیڑھ سیکنڈ لیتی ہے۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں تمام عالم کے لئے مفید ہیں، اسی طرح سے ماہتاب کی چاندنی فائدہ رساں ہے۔ اس کی کرنیں ہماری زندگی پر کیمیائی اور مقناطیسی اثرات ڈالتی ہیں۔ ان کے نظام عالم پر بڑا اثر رہتا ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا چاند کی چودھویں تاریخ کی رات کو سمندر میں بعض مقامات کا پانی اوپر کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ یہ پانی چاند کی کرنوں کی سمت اٹھتا ہے۔ یہ طریقہ پوری شدت سے تقریباً ۱۲/۱ گھنٹے کے

وقفے سے ہوتا ہے اسی طرح اگلی رات چاند کے ظاہر ہونے پر پہلی رات کے مقابلہ میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوتا ہے۔ بعض سمندری مقامات پر یہ وقفہ کم و بیش اس لئے رہتا ہے کہ کہیں سمندر گہرا اور کہیں چاند کی شعاع ترچھی پڑتی ہے۔ اب بعض ممالک اس کوشش میں ہیں کہ اس مدوجزر سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ چاند کی کرنوں اور چاندنی ہی کے اثر سے سمندروں میں ہیجان برپا رہتا ہے۔ سمندر کے مدوجزر اسی کرنوں کی بدولت ہیں۔ اہلِ ہنود نے چاند کے پورے ہونے کو پورن ماشی قرار دے کر مذہبی حیثیت دے دی تاکہ لوگ اس تاریخ کو چاند کی ان کرنوں میں غسل کریں۔ اس طریقہ سے ایک ہزار سال قبل کے یونانی فلاسفر اور حکماء متفق تھے کہ ان چاند کی تاریخوں پر انسان کے خون کا دباؤ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ سابقین اطبا۔ فصد اور آپریشن وغیرہ روشن تاریخوں میں نہیں کراتے تھے۔ امریکی سرجن ایڈسن جے اینڈریوس سرجری کے بعد خون بہنے کی بحث میں کہتے ہیں کہ سرجری میں پورے چاند کے دنوں میں مریض کے زیادہ خون بہنے کا خطرہ رہتا ہے اس نظریے کے تحت موصوف چاند کے آخری یا ابتدائی تاریخوں میں آپریشن کرنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ خون میں ہیجان کے باعث جسم سے زیادہ خون نکل جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نباتات اور دودھ دینے والے حیوانات سب چاند کی کرنوں سے متاثر ہوتے ہیں اور ان دنوں میں دودھ زیادہ ہوتا ہے۔

زمانہ قدیم کے بزرگ دُنیاوی امور میں جہاں ایام کا لحاظ رکھتے تھے وہاں تاریخوں کا خاص طور پر دھیان دیتے تھے اس طریقے سے تاریخوں کا لحاظ رکھنا انسان کے لئے انتہائی مفید اور فائدہ مند ہے۔ ساؤتھ کیلی فورنیا کی ڈیوک یونیورسٹی کے ڈاکٹر لیونارڈ پوٹر نے ثابت کیا ہے کہ چاند کی تاریخی تبدیلیوں سے انسان کے جسم

پر بڑا اثر رہتا ہے اِس محقق ڈاکٹر نے تحریر کیا ہے کہ پورے چاند کی تاریخوں میں چاند کی برقی مقدار انسان کے جسم میں سب سے زیادہ رہتی ہے۔ چاند اپنے اُتار چڑھاؤ روپ سے جب سامنے آتا ہے تو انسانی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔

چاند گرہن کے وقت پینے والے پانی کو چاند کی کرنوں سے ہٹا کر کسی سایہ دار جگہ پر رکھ دیں۔ گرہن کی کرنوں والا پانی پینے سے جسم کے اندر مختلف قسم کے امراض اور خون کی خرابی کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک احتیاط ضروری ہے کہ گرہن کو اگر شروع ہوتے دیکھیں تو چھوٹتے ہوئے دیکھنا بھی لازم ہے ورنہ سال پریشانی میں گزرتا ہے گرہن کے وقت حاملہ عورت کو کوئی چیز چاقو یا چھری سے تراشنا اور کھانا بھی منع ہے۔ غلط طریقے سے بیٹھنے پر بھی بچہ متاثر ہو جاتا ہے۔ چاند گرہن کی شعاع سے گھنائے ہوئے بچے کا صرف وہ عضو جس پر گرہن کا اثر ہو۔ گرہن کے پورے وقت کھبت کی نرم مٹی میں صحیح طرح میں دبا دیں۔ اس سے عضو اپنی اصلی حالت میں آجانے کی اُمید رہتی ہے۔ گرہن کی کرنیں زمین کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ جس خطے میں گرہن ہوتا ہے وہاں کی فضا اور ہوا تک متاثر رہتی ہے۔

تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عروج ماہ کے آپریشن ذرا دیر سے اچھے ہوتے ہیں۔ بہ نسبت اندھیری راتوں کے۔ جو شخص اوّل نصف ماہ میں بیمار ہو اس کی طبیعت بیماری میں زیادہ قادر رہتی ہے۔ ہر ماہ کی شروع تاریخوں میں یعنی نصف ماہ اوّل بوجہ ماہتاب اُس کا نور انسان کی طبیعت اور مزاج میں زیادہ قوت دیتا ہے۔ شروع ماہ میں پیدا ہونے والے حیوانات کے بچّوں کے بال بہت جلد اور کثرت سے نکلتے ہیں۔ جو جانور ان دنوں میں انڈے دیتے ہیں ان میں سفیدی بہ نسبت زردی زیادہ ہوتی ہے۔

پورے چاند کی چاندنی (پورنماشی) میں دریائے گنگا کا پانی کسی برتن میں بھر دیں تو بہت عرصہ تک یہ پانی خراب نہیں ہوتا۔ چڑھتے چاند کے دنوں میں انسانی جذبات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ بعض نقش و تعویذات عروج ماہ میں لکھے جاتے ہیں۔

جس درخت کی شاخیں یا لکڑی چاندنی رات میں کاٹی جائیں گی، اس میں شاخیں بارآور رہوں گی۔ چاندنی رات میں جو تخم بویا جائے گا، اس کے درخت میں جلد تخم و برگ آتے ہیں اور پھل شیریں ہوتے ہیں۔ تخم بونے سے پہلے چند یوم چاندنی رات میں کسی شیشے کے برتن میں ہر روز چار گھنٹے تک چاند کی کرنوں میں تخم کو سیراب کیا جائے تو میوہ جات نہایت لذیز خوش ذائقہ اور درخت زیادہ پھل دار ہوں گے۔ ماہتاب کی صاف اور تیز کرنوں میں گوشت کو رکھنے سے اس کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اسی زمانے میں جانور اپنے سوراخوں اور گھروں سے زیادہ نکلتے ہیں۔ ان کے زہر کی تاثیر قوی رہتی ہے۔ آشوبِ چشم و ضعفِ بصارت کے لیے سبز رنگ کے شیشے کی عینک لگا کر شب میں چاند پر نظر کرنا سودمند ہے۔

گرم و خشک امراض کے مریضوں کو چاندنی رات میں غسل کرنا فائدہ رساں ہے۔ تپِ دق و سل، ورم جگر کے مریضوں کو زمانہ موسم گرما دریا کے پانی میں چاندنی رات متواتر غسل کرنے سے صحت ہوتی ہے بشرطیکہ بخار نہ ہو۔ چاندنی میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بدن میں سستی، کاہلی اور زکام پیدا ہوتا ہے۔

مرضِ یرقان میں مریض کو سبز پوشاک پہنا کر چاند کی چاندنی میں موسم گرما میں سلانے اور سبز شیشے کے برتن میں پانی پلانے سے جو رات بھر چاندنی میں رکھا گیا ہو نفع کرتا ہے۔ دردِ سر کہنہ کے لئے شیر مادہ گاؤ جو رات بھر چاندنی میں رکھا گیا ہو، صبح نہار منہ پینا فائدہ رساں ہے۔ مرض سوزاک کے لئے مہندی کے پتے باریک

روح کا سکون گناہ نہ کرنے میں ہے۔

نیب خشک، گیرو چھ ماشہ پانی میں بھگو کر رات بھر چاندنی میں رکھ دیں صبح اس کا پانی نتھار کر نہار منہ پینا مرضِ سوزاک کے لئے اکسیر ہے۔ چاند یا سورج کی طرف پیشاب کرنا مناسب نہیں۔

پانی

انسان کیلئے سب سے بڑی نعمت ہے

انگریزی میں واٹر، عربی میں ما، فارسی میں آب اور اردو میں پانی کہتے ہیں۔ دراصل پانی بے رنگ اور بے مزہ ہے اگر زیادہ مقدار میں ہو تو اس کا رنگ نیلگوں ہو جاتا ہے۔ پانی حیاتِ انسانی کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے اہم ترین نعمت ہے۔ پروردگار عالم نے پانی کو نجاست پاک کرنے کا شرف بخشا ہے بشرطیکہ پانی خود بھی پاک اور خالص ہو اس میں آکسیجن رہتی ہے پانی میں روشنی ایک حد تک جا سکتی ہے۔ چوبیس گھنٹے میں ایک انسان کو چھ سے آٹھ گلاس تک پانی پینا چاہیے۔ پانی کی کمی سے خون میں گاڑھا پن پیدا ہونے لگتا ہے۔ پانی فضلات کے اخراج میں مدد دیتا ہے اور گردوں کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ جن مقامات پر پانی صاف دستیاب نہیں ہوتا وہاں کے افراد مختلف وباؤں اور امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ صاف پانی انسان کی تہذیب، ترقی اور تندرستی میں بڑا معاون ہے زمانہ قدیم میں جتنے بادشاہوں نے شہر آباد کئے سب کے سب دریاؤں کے کنارے ہیں بعض مقامات پر عظیم تہذیب کے نشانات اب بھی ملتے ہیں جس زمین کے نیچے میٹھے پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے وہاں کے

درخت سرسبز اور شاداب رہتے ہیں۔ پانی کو قدرت نے مخصوص مختلف صورتوں میں بافراط پیدا کیا ہے۔ مثلاً دریا، چشمے، کنوئیں، جھیلیں، سمندر اور تالابوں کا پانی وغیرہ۔ کرۂ ارض کا ¾ حصّہ پانی سے گھرا ہوا ہے۔ یہانتک کہ فضا میں بھی پانی بخارات کی شکل میں پھیلا ہوا ہے۔ ڈاکٹر جارج میکڈونلڈ نے انکشاف کیا ہے کہ ایک مربع میل زمین کی ہوا میں تقریباً پچاس ہزار ٹن پانی ہوتا ہے۔ زمین کی سخت چٹانوں میں بھی مختلف شکل میں پانی موجود رہتا ہے جس سے معدنیات اور نمکیات کی تیاری میں قدرتی طور پر مدد ملتی ہے۔

میٹھا پانی دافع سوزش معدہ ہے۔ بیہوشی اور صفرا کو دفع کرتا ہے۔ معدہ وجگر کی گرمی کو فائدہ رساں ہے۔ ہاضم غذا ہے۔ قبض کے لیے بہترین علاج ہے۔ پانی زندگی کے لیے لازمی جزو اور ضروری چیز ہے۔ اکثر حضرات کم مقدار میں پانی پیتے ہیں جس کی وجہ سے صحت کے لئے مضر اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بجائے چائے یا قہوہ استعمال کرنے کے پانی پینا مفید ہے گرم شہروں کے باشندوں کو زیادہ پانی پینا صحت کے لئے مفید رہتا ہے۔

پانی نہ پینے یا پلانے میں بخل نہ کرنا چاہیئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ٹھنڈا پانی صفرے کو ساکن کرتا ہے لیکن کھانے کو ہضم کرتا ہے اور جوش کیے ہوئے پانی سے بخار دفع ہوتا ہے۔ پنڈلیوں میں طاقت آتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ پانی میں پھونک مارنے سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ کھڑے ہو کر اور ایک سانس میں پانی نہیں پینا چاہیئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ، مسلم، ابوداؤد) پانی کو قدرت نے مختلف طریقوں سے بہت ارزاں کر دیا ہے۔ انسانی جسم

میں تقریباً ستر فیصد وزن پانی کا ہوتا ہے۔ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پانی کا مزہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "زندگی کا"، پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لینا سنّت ہے۔ اور پیتے وقت برتن سے منہ ہٹا کر سانس لی جائے۔ایک سانس میں پانی پینے سے دل پر بار پڑتا ہے۔بہت زیادہ گرم اور بہت زیادہ ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے معدہ کے ریشوں میں خرابیاں پیدا ہو کر نظام ہاضمہ پر اثر پڑتا ہے۔بہتر ہے کہ جس گھڑے میں پینے کا پانی رکھیں اس میں ایک گندھک کا ٹکڑا ڈال دیں۔

پانی سے کلی کرنا اور ناک صاف کرنا سنّت ہے۔ماہ صفر المظفر، ربیع الاوّل، شوال ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر پانی پر نظر ڈالنا مسنون ہے اس سے مہینہ خیر و برکت میں گزرتا ہے۔علاوہ ندی، نہریں، کنوئیں، جھیل، آبشار، تالابوں کے پروردگار عالم نے بڑے بڑے دریا جاری کئے جو حیوانات، نباتات و جمادات کے نشو و نما و سرسبزی و شادابی کا سبب ہیں۔آب شیریں قوت پیدا کرتا ہے اور عقل بڑھاتا ہے گلے کے ورم اور سوزش کے لئے نیم گرم پانی کا غرارہ مفید ہے نکسیر یعنی ناک سے خون آنے میں ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنے سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

بارش کا پانی

یہ کشید کیا ہوا پانی ہے اور تمام پانیوں میں سب سے زیادہ زیادہ خالص اور ہلکا ہوتا ہے۔زمین کی زرخیزی، درخت کھیت اور فصلوں کی سرسبزی و شادابی کا باعث ہے۔یہ پانی ہوا کو دھوتا اور صاف و شفاف کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بارش کا پانی جسم کی بیماریوں سے نجات دیتا ہے اور بدن کو پاک و صاف کرتا ہے۔سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بارش کا پانی

زمین پر گرتے وقت اتنا پاک صاف ہوتا ہے جتنا کسی سائنٹفک واٹر ورکس کا پانی ہو۔

۲۱ مارچ سے چالیس روز قبل اور چالیس روز بعد آسمانی پانی آبِ نیساں کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بارش کا پانی سمندر میں سیپ کے پیٹ میں سچا موتی پیدا کرتا ہے۔ اگر اس بارش کے پانی کی بوند درخت بانس میں جذب ہو تو بنسلوچن اور گائے کے کان میں پڑ جائے تو گئوسلوچن پیدا کرتا ہے اور یہ پانی اگر آنکھ میں پڑ جائے تو موتیا بند پیدا کرتا ہے۔ اس پانی کو محفوظ کر لینے سے جسمانی امراض مثلاً جلی ہوئی جگہ پر لگانا فائدہ رساں ہے۔

مکارم الاخلاق میں تحریر ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آبِ باراں کو زمین پر گرنے سے قبل کسی طاہر برتن میں رکھ کر ستر مرتبہ سورۃ الحمد اور قل ہو اللہ پڑھیں یہ پانی ہر بیماری کے لئے شفایاب ہے۔

مختلف زمانوں اور بارش کا پانی اپنے اندر مخصوص خصوصیات رکھتا ہے جس طرح موسم سرما میں اولے۔ اولوں کا پانی اگر محفوظ کر لیا جائے تو یہ پانی جلی ہوئی جگہ پر فوراً لگانے سے چھالا نہیں پڑنے دیتا۔ پینے کا پانی ان تمام کثافتوں سے جو مضرِ صحت ہوں پاک ہونا چاہیئے۔ بعض مقامات پر دیہاتوں میں جہاں نہروں کا پانی پینے کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے، وہاں گدلے مادہ کو تہہ نشین کرنے کے لئے گھڑوں میں تھوڑی سی پھٹکری ڈال دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں اس گھڑے کے پانی کی تمام کثافت اور ذرات نیچے بیٹھ جاتے ہیں صحت اور ہاضمہ کے لئے کھانے کے بعد پانی پی کر دس منٹ دہنی کروٹ دس منٹ بائیں کروٹ اور دس منٹ چت (سیدھا) لیٹنے سے غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ کبھی قبض نہیں ہوتا اور معدہ اصلاح پر رہتا ہے۔

پانی ہمیشہ اپنے داہنے ہاتھ سے نیز رُک رُک کر تین سانس میں گلاس کے پانی کو ختم کرنا ہاضمہ کو درُست رکھتا ہے، اور دل پر بار وگرانی نہیں ہونے پاتی۔ موسم سرما میں گرم پانی جو قابلِ برداشت ہو نہار جسم کی چربی کو کم کرتا ہے اور مسامات کھولتا ہے۔ گلے کے ورم، سوزش، زکام و نزلہ میں صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی جس میں معمولی نمک بھی ڈالا جائے غرارہ کرنے سے فوری مرض دفع ہوتا ہے۔

دریاؤں کا پانی زمین پر بہتا ہے، یہ بہ نسبت بارش کے پانی کے غیر خالص ہوتا ہے، آبادی کے قریب اس پانی میں سڑی گلی، نباتات اور مختلف اجزا ر شامل رہتے ہیں لیکن جوں جوں یہ پانی آبادی سے دُور ہوتا ہے اتنا ہی کثافت سے پاک ہوتا ہے۔ دریا کے پانی سے بہت سے علاج اور فوائد ہیں۔ شیر خوار بچہ جس کو سوکھے کا عارضہ ہو، علی الصبح دریا کے بہتے پانی میں جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں (دھوبیوں کے آنے سے پہلے) اسی جگہ دریا کے پانی سے اس بیمار کو بہت معمولی طریقہ سے نہلادیں اور اس بچے کے کپڑے اسی جگہ چھوڑ دیں۔ بچے کو دوسرے کپڑے پہنا کر لے آئیں۔ بشرطیکہ بچے کو بخار نہ ہو۔ یہ طریقہ مرض سوکھے سے نجات کے لئے زمانہ قدیم سے بہت کار آمد ہے۔ مجرب ہے۔ بچہ کو نہلانے کے لیے دن منگل یا ہفتہ ہونا ضروری ہے اور صرف ایک ہی مرتبہ کافی ہے۔

سمندر کا پانی اس پانی پر جہاز رانی ہوتی اور کشتیاں دوڑتی ہیں تجارت کا بڑا ذریعہ ہے سمندر سے مچھلیاں، کیکڑے، جھینگے جو انسانی غذا کا بہترین طاقت دار مصرف ہیں سیپی اور موتی بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔ قدرت نے سمندر کے پانی کو نمکین بنایا۔ اس میں جو لاکھوں جاندار مرتے ہیں وہ اس نمکین پانی کی وجہ سے جلد فنا ہو کر گھل جاتے ہیں۔ عہد قدیم سے ہی مچھلیاں بطور غذا اور

ان کا روغن بطور دوا استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ سمندروں سے موتی کے حصول کا ذکر تاریخ میں عام ہے۔ سمندر قیمتی اور بیش بہا معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے اس کا پانی دریا کے پانی سے زیادہ کثیف ہوتا ہے پروردگارِ عالم نے ہر مرحلہ کا حل اسی علاقہ یا جگہ میں رکھا ہے مثلاً کسی شخص کو سمندری سفر میں متلی یا چکر زیادہ آتے ہوں تو تھوڑا سا اُسی سمندر کا پانی پی لینے سے یہ شکایت دُور ہو جاتی ہے۔

موجودہ دَور کے سائنسداں ثابت کر رہے ہیں کہ کھاری پانی صحت کے لئے مُفید ہے یورپ میں کھاری پانی کو میٹھا بنانے کی کوشش جاری ہے دُنیا میں سب سے زیادہ بڑا اور گہرا سمندر بحرالکاہل ہے۔

چشمے اور گہرے کنوؤں کا پانی

یہ پانی ٹھوس ذرات سے پاک ہوتا ہے۔ صحت اور تندرستی کے لئے ان کا پانی عمدہ اور اچھا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش کے پانی کا تقریباً ایک تہائی حصہ زمین میں جذب ہوتے وقت اپنے ساتھ مختلف قسم کی کثافتیں حل کرتا جاتا ہے اور ایک ایسی جگہ جمع ہوتا جاتا ہے جس کے نیچے سخت چٹان ہو پانی کا دباؤ اس مقام پر اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ اپنے شدید دباؤ کے باعث چشمے کی صورت میں کسی نرم جگہ سے پھوٹ نکلتا ہے جس معدنی چٹان سے ہو کر نکلتا ہے اس کا حل شدہ مادہ اس پانی میں رہتا ہے، جس کی موجودگی کے باعث اس کا مخصوص ذائقہ اچھی صحت کا حامل ہے۔ یہ پانی زندہ رہنے میں ہماری بڑی مدد کرتا ہے جس پانی میں گندھک کی ملاوٹ ہوگی۔ وہ جلدی امراض کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ یہ پانی دیگر کثافتوں سے پاک صاف ہوتا ہے! ادھلے کنوؤں کا پانی صحت کے لئے بہتر نہیں ہوتا کیونکہ اس پانی میں زمین کی سطح کی نجاستیں بھی شامل ہو جاتی ہیں ذرات اور جراثیم کے

ہونے کا بھی امکان ہے۔ بعض معدنی چشمے ہوتے ہیں، ان کا پانی معدہ اور جلدی امراض میں مُفید ہوتا ہے۔ ایسے صحت بخش چشمے پاکستان اور دُنیا کے کئی مقامات میں اہمیت کے حامل ہیں۔

حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ جس چشمے کا رُخ مشرق کی سمت ہوگا اس کا پانی نہایت صاف اور صحت کے لئے مُبکِ قار ہے۔

آبِ زم زم | اس پانی کو قدرت نے شفائی اثرات بخشے ہیں۔ یہ وہ چشمہ ہے جسے اب کوئیں کی شکل دے دی گئی ہے۔ پروردگارِ عالم نے اسے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت حاجرہؓ اور اُن کے شیر خوار فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے لئے پیدا کیا۔ اس کا پانی آج تک باعثِ شفا ہے موجودہ سائنسی دَور میں آبِ زم زم کے تجربہ سے اس میں اِن معدنی اجزاء کے شامل ہونے کا پتہ چلا ہے (۱) میگنیشیم سلفیٹ: جسمانی حرارت اور گرمی دُور کرتا ہے (۲) سوڈیم سلفیٹ: جوڑوں کے درد، ذیابیطس، پتھری میں مفید اور قبض کُشا ہے (۳) سوڈیم کلورائڈ: خون کی اصلاح میں معاون آنتوں اور پیٹ کے درد میں مُفید ہے۔ (۴) کیلشیم کاربونیٹ: غذا کے ہضم میں مددگار جسمانی حدت برقرار رکھتا ہے لُو اور سخت گرمی کے اثر کو دُور کرتا ہے (۵) پوٹاشیم نائٹریٹ: تھکن کو دُور کرنا، پیشاب کے مرض میں مفید اور پسینہ کثرت سے لاتا ہے (۶) ہائیڈروجن سلفائڈ: تمام جلدی امراض وزکام کی شدت کو روکتا اور حافظہ بڑھاتا، جراثیم کُش ہے۔ ہزارہا حضرات صحت حاصل کرنے کی غرض سے اس کا پانی استعمال کرتے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم اپنا آبِ دہن جس کوئیں میں ڈال دیتے تھے اس کوئیں میں پانی کی برکت پیدا ہوجاتی اور پانی بھر جاتا تھا جس کے

مشکل سے اصلی چیز ملنے پر قدر زیادہ ہوتی ہے۔

درد پر لگا دیتے شفا ہو جاتی تھی۔

یوگوسلاویہ کی حکومت میں شہر کلا وانج میں ایک مشہور چشمہ ہے، اس کے متعلق مشہور ہے کہ جو شخص اولاد سے محروم ہو تو اس کے استعمال سے صاحبِ اولاد ہو جاتا ہے۔ اس چشمہ کو سن ۱۸۷۰ء میں دریافت کیا گیا تھا۔ پاکستان میں منگھو پیر (کراچی) اور گراٹ (جہلم) کے چشمے بھی مختلف جلدی امراض کے لئے مشہور ہیں۔

بیت المقدس میں ایک ایسا مشہور چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے غم زدہ آدمی کا غم اور وہم دُور ہو جاتا ہے۔

ترکستان میں "کوہِ بجنس" کی چوٹی پر ایک چشمہ ہے اس چشمہ کا پانی ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے۔ پہاڑ سے جو پانی گرتا ہے اس میں مُشک کی خوشبو آتی رہتی ہے۔

بھارت کے شہر لکھنؤ میں محلّہ محبوب گنج کے قریب وزیر باغ واقع ہے۔ اس باغ میں ہر قسم کی جڑی بوٹیاں دستیاب ہیں۔ شاہی زمانے کے اس باغ میں ایک کنواں ہے جس کے پانی میں یہ صفت ہے کہ اگر کوئی اِنسان یا جانور گر جائے تو اس کا پانی اُبلنے لگتا ہے۔

لکھنؤ سے قریب ککرال میں ایک اور مشہور کنواں ہے جس کا پانی یہ خاصیت رکھتا ہے کہ اگر باؤلے کتے کا کاٹا ہوا آدمی اس سے نہالے تو پاگل کتے کا زہر جسم سے زائل ہو جاتا ہے۔

نام کے لحاظ سے معاون و مبارک نگینہ کا صحیح انتخاب

یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام چیزوں اور خاص طور پر سنگ و جواہر (نگینہ) میں قدرت نے بہت کچھ غیبی اثرات و اسرار پوشیدہ رکھے ہیں انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر پتھروں و سنگ و جواہر میں مختلف امراض دفع کرنے کے فوائد اور مطلب حاصل کرنے کی قوت انسانی کے لیے عطا کر دی۔ مگر یہ جاننا کہ کون سا پتھر کیا تاثیر رکھتا ہے، کس مرض میں مفید ہے۔ اور کس نام کے لئے کونسا نگینہ مناسب ہے، ایک اہم علم ہے جو حضرات اپنے نام کی مناسبت سے معاون و مبارک نگینہ کا انتخاب کرانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب سے مطلع کریں۔ (۱) اپنا پورا نام مع عرفیت (۲) اپنی والدہ صاحبہ کا نام مع عرفیت (تاریخ پیدائش اگر صحیح معلوم ہو ورنہ ضروری نہیں) (۳) اپنا پسندیدہ پھل (پورے سال میں) (۴) پسندیدہ لباس کا رنگ (خود استعمال میں) (۵) پسندیدہ پھول (۶) پسندیدہ خوشبو (پھولوں میں) (۷) پسندیدہ رنگ (دیکھنے میں)۔

ان سوالات کے جواب دے کر اپنا نگینہ انتخاب کرا سکتے ہیں بہتر ہے کہ انگوٹھی استعمال کرنے سے پہلے مشورہ کر لیں یا نگینہ دکھا دیں تاکہ مختلف نقصانات سے محفوظ ہو سکیں۔ نگینہ کسی ذمہ دار شخص سے خریدیں۔ نگینہ انسان کا زندگی بھر کا ساتھی ہے انگوٹھی استعمال کرنے میں چار اہم نکات اور فوائد ہیں۔

۱۔ ثواب: انگوٹھی سنت رسول ﷺ ہے۔ ۲۔ فائدہ۔ قدرت نے انسان کیلئے سنگ و جواہر میں مفید تاثرات اور افعال و خواص پنہاں رکھے ہیں۔ ۳۔ شوق: اپنی اس پر صرف کی ہوئی رقم ہر وقت ساتھ رہتی ہے۔ ۴۔ یادگار: زندگی بھر ساتھ

رہنے کے بعد اولاد یا وارث کے پاس بطور یادگار رہتی ہے۔

کافی کرم فرماؤں نے اپنے معادن و مبارک نگینہ انتخاب کرائے اور انگوٹھیاں استعمال میں لائے بفضل تعالیٰ ان کی زندگیوں میں نمایاں ترقی اور بہتر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

میں اپنی اس محنت کو اُن حضرات کے لئے پیش کرتا ہوں، جنہیں نگینہ استعمال کرنے کا شوق ہے یا جنھیں حالات کی ناسازگاری نے تنگ اور دنیاوی اُموُر نے پریشان کر رکھا ہے۔ فروخت کرنے والا نیک نیتی سے اصلی نگینہ خریدار کو دے اور استعمال کرنے والا بھی خلوص دل سے انگوٹھی پہنے تو بہتر رہتا ہے خلاق عالم کے خلق کئے ہوئے اثرات سے پُر سنگ و جواہر سے فائدہ حاصل ہونے پر انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے تاکہ مزید فوائد نمایاں ہوں۔ کوئی بھی نگینہ وزن (تول) میں پورا استعمال کرنا مناسب نہیں یعنی تول میں پورا ہو۔ انگوٹھی کے لئے ہر قسم کے پُر خلوص مشورہ اور اپنی ناچیز رائے کرم فرماؤں کے لئے حاضر ہے اس سلسلے میں ناشر کتاب ہذا سے بذاتِ خود یا بذریعہ ڈاک رجوع ہوں۔

اصلی و عمدہ نگینہ "سنگ و جواہر"

ہم نے اپنے کرم فرماؤں کے مسلسل اصرار و نیز ضرورت مند احباب کی آسانی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اصلی سنگ و جواہر (نگینہ) کے فراہم کرنے کا بندوبست کیا ہے جس میں عقیق یمنی، فیروزہ، در نجف، دہانہ فرنگ، یشب وغیرہ ذمہ دارانہ طریقے سے آپکے حسبِ منشا صحیح اور مناسب قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ اور تمام نگینوں کے لئے اپنا پُر خلوص مشورہ اور مناسب رائے دینے

کے لئے خدمات حاضر ہیں، تاکہ غلط اور نامناسب نگینہ کے نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

میری زندگی کا یہ اہم واقعہ

لکھنؤ میں جب بورڈ کا امتحان دے چکا تھا تو احساس ہوا کہ حساب کا پرچہ خراب ہونے کی وجہ سے کامیابی کی اُمید نہیں۔ یوپی میں بورڈ کے نتائج جون میں آیا کرتے تھے انہیں دنوں ایک بزرگ میرے ایک مکان میں بکرایہ آئے یہ بزرگ طبیعت اور خاندان سے شریف اور وضع دار تھے۔ پیشہ کتابت تھا انتہائی خوش نویس اور علم جفر میں ماہر تھے۔ کہا کرتے تھے کہ یہ علم بڑا وسیع اور عقلی ہے میرے والد بزرگوار کی بڑی عزت و قدر کرتے تھے اور میرے ساتھ بھی بہت شفیق تھے میری نشست زیادہ تر موصوف کے پاس رہتی۔ جب میں اُن سے بے تکلف ہوا تو عرض کیا کہ میرا حساب کا پرچہ خراب ہوگیا ہے اور یک ماہ بعد نتیجہ بھی آجائے گا کیا آپ اس سلسلے میں میری مدد کرسکتے ہیں؟ پہلے تو شفقتانہ برتاؤ کے تحت کچھ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میاں! بغیر محنت کے کامیابی ناممکن ہوا کرتی ہے امتحان دُنیا کا ہو یا آخرت کا دونوں کے لئے تیاری ضروری ہے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ موصوف کے لہجے سے سمجھ گیا کہ ان کو مجھ سے خلوص ہے۔ دو دن تک میں اُن کے پاس نہ جاسکا۔ تیسرے دن مجھے بُلوایا اور فرمایا کہ چالیس یوم متواتر کسی ایک ویران مسجد میں مغرب کے وقت روشنی کیجیے۔

میرے مکان کے کچھ فاصلہ پر ہر دوارٹر (جہاں ایک ہی خاندان کی قبریں ہوں) سے ایک مسجد (نواب صاحب کے نام سے منسوب تھی) جو شاہی زمانہ کی تعمیر شدہ اور بہت

ویران سی تھی۔ میں اس مسجد کے دروازے پر انتظار میں رہتا کہ کوئی راہ گیر مسجد کے سامنے سے گزرے تو میں فوراً جا کر شمع روشن کر دوں کیونکہ روشنی کرتے وقت انتہائی خوف محسوس ہوتا تھا اندرون مسجد (طاق سے قریب) ضرورت مند حضرات نے رسول ؐ و آلِ رسولؐ کے واسطے دے کر جنّات سے اپنی اپنی ضرورتیں تحریر کر رکھی تھیں۔

بمشکل تمام تقریباً ۲۸ یوم پورے کئے ہوں گے کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ اسی مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزر رہا ہوں۔ پشت سے ایک بزرگ نے میرے کولھے پر اپنی انگلی چبھو دی۔ فوراً ہی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نہایت برگزیدہ شخص جن کی شکل ابھی تک ذہن نشین ہے سفید پوش، خوبصورت کتابی چہرہ، چھریرہ جسم، سفید دوپلی ٹوپی، شیروانی یا انگرکھا اور چوڑی دار پائجامہ غالباً ہاتھ میں چھڑی بھی تھی مجھ سے فرمایا کیوں پریشان ہو میاں! تم کامیاب ہو۔ انگلی کے ٹہوکے سے بیداری کے بعد بھی کافی دیر تک چبھن کا احساس رہا بس دل کو یقین ہو گیا کہ محنت کارگر رہی۔ ماہ جون میں الٰہ آباد سے نتیجہ اخبارات میں شائع ہوا تو اس میں میرا بھی رول نمبر تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ کاتب صاحب نے پاس ہونے پر دعائیں دیں اور فرمایا کہ اب پھر چالیس مسجدوں میں کم از کم تین یوم کے اندر روشنی کر دو۔ میں نے ایک ہی دن میں اپنے محلّے سے لے کر نور باڑی، سعادت گنج، مہدی گنج، ٹکیٹ رائے کا تالاب، حیدر گنج، رستم نگر، محبوب گنج اور وزیر باغ غرضیکہ اطراف کی پوری چالیس مسجدوں میں روشنی کر دی۔ ڈر اور خوف بہت محسوس رہا لیکن سارا دن اس میں صرف کیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد کاتب صاحب کسی اور جگہ چلے گئے اس عمل کے بعد پیدل چلتے وقت پشت سے کسی دوسرے شخص کے پیروں کی آہٹ محسوس ہوتی رہی

کبھی مڑ کر دیکھ لیا کرتا تو کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ اکثر خوف بھی محسوس ہوتا۔
سنہ ۱۹۴۷ء میں ہندو مسلم فساد کی خبر سے حفاظتی طور پر محلّہ کے تمام مسلمان اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر رات بسر کرنے لگے۔ چنانچہ راقم الحروف بھی باہمراہ بھائی اور والد بزرگوار چھت پر سوتے ایک رات مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص بھاری جوتے پہنے ہوئے میرے پلنگ کے اطراف ٹہل رہا ہے آہٹ سے آنکھ کھلی تو ادھر ادھر دیکھنے پر کوئی نظر نہ آیا پھر سو گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بعد دوبارہ سرہانے کی طرف ٹہلنے کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ خواب کا خیال کر کے سو گیا۔ یہ یاد نہیں کہ اُسی روز یا دو ایک روز رات میں سوتے وقت مجھے احساس ہوا جیسے کوئی شخص میرے ساتھ بستر پر لیٹا ہے۔ اُس کے جسم کی شدید حدّت اور گرمی سے آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ وہ شخص آہستہ آہستہ میرے پلنگ سے اُٹھ رہا ہے لیکن میں کوشش کرتا رہا کہ فوری دیکھوں کہ کون ہے لیکن ناکام رہا اور اس شخص کے پلنگ سے اُٹھنے کے بعد ہی میں اپنی گردن گھما سکا پر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

والد بزرگوار کو جگایا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے موصوف نے ہدایت کی کہ پلنگ کی جگہ تھوڑی تبدیل کر دو۔ دوسرے روز بھی بالکل اسی طرح محسوس ہوا لیکن پھر بھی کوئی نظر نہ آیا۔ صبح اس واقعہ کا ذکر اپنی والدہ معظمہ سے کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ کل سے چھت پر مت سونا بہرحال وقت گزرتا گیا۔
سنہ ۱۹۵۰ء میں والد صاحب کے ہمراہ کراچی آیا اور چند ماہ بعد بھاولپور گیا اور وہاں محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی اس زمانہ میں محکمہ تعلیم کا دفتر "دربار" میں تھا میری رہائش محلّہ چاہ فتح خاں میں تھی۔ رہائش گاہ سے ملحق ایک مسجد زیرِ تعمیر تھی موسم سرما تھا اور سردی زور پر تھی۔ ایک رات قریب دس بجے اخبار پڑھ رہا تھا کہ

یکایک کسی نے مجھے میری عرفیت (وہ نام جو صرف لکھنؤ میں میرے محلّہ کے دوست یا قریبی رشتے داروں کو معلوم تھا) سے پکارا۔ پہلی آواز پر توجّہ نہ دی دوسری آواز پر خیال آیا کہ میری عرفیت تو اس شہر یا دفتر میں کسی کو نہیں معلوم حیرت اس بات کی تھی کہ میرا کوئی ساتھی یہاں کیسے آگیا جبکہ تمام خط و کتابت بھی میرے دفتر کے پتہ سے رہتی ہے۔

فوراً ہی تیسری آواز سنائی دی آپ میں باہر نکلا تو کوئی نظر نہ آیا۔ اُس وقت محلّہ میں گنجان آبادی بھی نہ تھی اور توجہ سردی لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ممکن ہے میری عرفیت کا کوئی دوسرا شخص اس محلّہ میں ہو پھر اخبار کے مطالعہ میں مصروف ہوگیا تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے مسلسل تین مرتبہ میری عرفیت سے کسی نے پھر پکارا۔ ایسا معلوم ہوا کہ اس دفعہ یہ شخص بالکل مکان کے قریب آواز دے رہا ہے۔ اپنی رہائش سے باہر آیا اور ادھر اُدھر دیکھا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے آواز سے پکارا کہ کون صاحب! لیکن جواب سے محروم رہا اب ذرا ذہن پریشان ہوا۔

میرے کمرے میں پاڑ کی بلّی والے سوراخ جن سے اینٹوں کی چنائی ہوتی ہے بند نہیں تھے۔ یہ سوراخ چھت سے ملحق تھے اور کافی اونچائی پر تھے۔ چند منٹ بعد محسوس ہوا کہ دائیں طرف والے سوراخ میں کوئی شخص باہر سے میری عرفیت کے ذریعہ مجھے مخاطب کر رہا ہے۔ فوری درمیانی سوراخ سے پکارا اور دو منٹ کے بعد تیسرے سوراخ سے مجھے پکارا گیا۔ بس کیا تھا دماغ میں لکھنؤ کے واقعات کی تمام فلم کھنچ گئی۔ اور خیال آیا کہ آج بُری طرح پھنسے یہ سب سابقہ اثرات کا نتیجہ ہے معلوم ہوا کہ کانوں سے دھوئیں نکلنے لگے۔ سر کے بال کیلوں کی طرح کھڑے

ہوگئے اور پیر من من بھر کے ہو گئے۔ غرض کہ عجیب کیفیت تھی مشکل سے دروازہ
میں تالا ڈال کر قریب ½۱۰ بجے رات کو جس ہوٹل میں کھانا کھاتا تھا پہنچا۔ ہوٹل والے
نے چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے میں نے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ بظاہر
اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا لیکن قریب دو گھنٹے سخت تفکر اور پریشانی میں گذرے۔
پھر دل کو پختہ کیا اور سوچا کہ پردیس میں تو مصیبت اُٹھانی ہی پڑتی ہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء
کے واقعات سامنے آئے کہ ہزارہا خاندان تباہ و برباد ہوئے اور مارے گئے۔ ان
واقعات سے ذہن پختہ ہوا اور دل میں قوت آئی۔ قرآنی آیات کا وِرد کرتا ہوا پھر
اسی رات اپنے اسی مکان میں واپس آیا چند گھنٹے پریشانی رہی۔ اس کے بعد
نیند آگئی کچھ روز بعد ملازمت سے رُخصت پر کراچی آیا۔ والدہ معظمہ سے کُل واقعہ
بیان کیا انھوں نے نقل مکان کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بس اب کراچی آجاؤ۔
اُدھر والد بزرگوار کی بیماری سے متاثر ہو کر خدمت کی غرض سے کراچی آ گئے۔
اس وقت سے اب تک کوئی واقعہ پیش نہ آیا ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی ہونے
والے حادثہ یا واقعہ کی اِطلاع از خود ہو جاتی ہے۔

ان حالات کے بعد دل میں عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا اور خیال آیا
کہ جس کام میں بھی معلومات یا مہارت ہو اس سے عوام کو فائدہ پہنچاؤں۔

اخلاق حسن

ایم۔ اخلاق حسن لکھنوی
ناشر کتاب ہذا

چھلا برائے "بواسیر" و مرض "گیس"
(گیسٹرک)
"ریاحی عوارض کے لئے"

جو حضرات بواسیر ریاحی مرض (گیس کی بیماری) میں مبتلا ہیں، اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیاں) کے قریب والی انگلی کے صحیح ناپ کا اصلی چاندی کا سادہ چھلا جس پر کسی قسم کا نشان نقش و نگار یا نگینہ نہ ہو، اپنی والدہ صاحبہ کے نام کے ساتھ یوم عید الاضحیٰ سے ایک ہفتہ قبل درج ذیل پتہ پر بغرض عمل جمع کرائیں۔ بعد از عمل یہ "چھلے" عید الاضحیٰ کے دوسرے روز سے واپس کئے جاتے ہیں۔ اس "چھلے" پر ذبیحہ سے متعلق سال میں صرف ایک مرتبہ یوم عید الاضحیٰ پر مثل سالہائے گزشتہ لئے روایتی پروگرام کے مطابق قدیمی طرز سے عمل کیا جاتا ہے مرض سے نجات دلانے کے پیش نظر اس چھلے کا ہر وقت پہننے رہنا مفید اور ضروری ہے۔ پرانی سے پرانی ہر قسم کی بواسیر و ریاحی امراض (گیس کی بیماری) منجملہ دل کی بیماری جو گیسٹک کی وجہ سے ہو مفید ہے۔ اس کا طریقہ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس عمل کئے ہوئے "چھلے" سے سینکڑوں حضرات صحتیاب ہو چکے ہیں اس کی افادیت اور ذاتی تجربات کے سلسلے میں سینکڑوں خطوط محفوظ ہیں اور ہر سال کرم فرماں مطلع کر رہے ہیں اطباء و ڈاکٹر اور دیگر اہم شخصیتیں جن میں مولانا ماہر القادری (مرحوم) جناب حکیم پیر سلیم سرہندی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں اور تمام حضرات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

سے روبہ صحت ہیں۔ بیرونِ ملک سے متعدد "چھلے" عمل کے لیے ہر سال آتے ہیں "چھلے" جمع کرانے کی تفصیل و شرائط درج ذیل ہے۔

۱۔ "مریض" کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی (چھنگلیاں) کے برابر والی انگلی کی بالکل صحیح ناپ کا اصلی چاندی کا سادہ چھلا جس پر کسی قسم کا نشان نقش و نگار یا نگینہ نہ ہو، بغرضِ عمل یومِ عید الضحیٰ سے ۲۵ یوم قبل دستی وصول کرنا شروع کرتے ہیں۔

۲۔ "چھلے" کے لیے وزن کی کوئی پابندی نہیں لیکن صاف اور سادہ ہو۔ چاندی کے گول تار کا بنا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ "پہلی مرتبہ جو چھلا" آپ بغرضِ عمل دیں وہ کورا ہو (یعنی استعمال شدہ نہ ہو) لیکن تجدیدِ عمل کے لیے آئندہ سال وہی چھلا جمع کرائیں، جو پہلے سال بغرضِ عمل جمع کرایا گیا تھا۔

۴۔ "چھلے" کے دونوں سرے جُڑے ہوئے ہوں۔

۵۔ "چھلا دیتے وقت" اپنے نام کے ساتھ اپنی والدہ صاحبہ کا نام رجسٹر اور چھلے سے منسلک لیبل پر ضرور درج کرادیں۔ اس لیے کہ یہ مریض کی والدہ کے نام کے ساتھ عمل میں شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے "نسبتی" ہے۔

۶۔ "چھلے عمل میں" شامل کرنے کے لیے وصولیابی کی ہر سال آخری تاریخ ۷ ذی الحجہ ہے۔ مناسب ہے کہ اپنا "چھلا" بغرضِ عمل اس تاریخ سے قبل ہی جمع کرائیں تاکہ آخری تاریخوں کی زحمت سے بچ سکیں۔ کیونکہ یہ عمل سال میں صرف ایک مرتبہ عید الاضحیٰ پر ہی کیا جاتا ہے۔ بیرون کراچی اور ملک سے باہر کے حضرات اپنے "چھلے" بذریعہ ڈاک (رجسٹری) جلد از جلد اس طرح روانہ کریں کہ مقررہ تاریخ سے کم از کم تین دن قبل وصول ہوں۔

کسی کی بُرائی کرنے سے پہلے اپنی بُرائی پر نظر کرو۔

۷۔ "چھلّے کی وصولیابی" کے لئے جو نمبر پمفلٹ چھلاّ جمع کراتے وقت آپ کو دیا جائے جس پر آپ کا ٹوکن نمبر درج ہے اس کو حفاظت سے رکھیں اس میں تحریر شدہ نمبر کو تبدیل نہ کریں۔ کیونکہ یہ نمبر المونیم کے ٹوکن کا ہوتا ہے جو آپ کے چھلّے سے منسلک رہتا ہے اس پمفلٹ کو ہمراہ لانا ضروری ہے ورنہ آپ کا چھلاّ آپ کو نہ مل سکے گا۔ (کراچی سے باہر کے حضرات اپنے چھلّے کا ٹوکن نمبر حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافہ ارسال کریں)۔

۸۔ "اہلِ کراچی" چھلاّ بذریعہ ڈاک ارسال نہ فرمائیں۔ مقامی حضرات کو ڈاک سے چھلاّ روانہ نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ "چھلّے" بغرض عمل غیر متعلق شخص کی بھی معرفت جمع کرائے جا سکتے ہیں لیکن وصولیابی کے لئے کسی دوسرے شخص کو نہ بھیجیں۔ صرف وہی صاحب حاصل کر سکیں گے جو خود مریض ہیں۔ اور جن کے نام سے چھلاّ عمل کے لئے جمع کرایا گیا ہے۔

۱۰۔ "پردہ دار مستورات" اپنے شوہر، والد، بھائی، اپنی اولاد اور قریبی رشتے دار کے ذریعہ چھلاّ منگا سکتی ہیں۔ مُلازم یا غیر متعلق شخص کو چھلّہ نہیں دیا جائے گا۔

۱۱۔ "بیرونِ شہر" کے چھلّے عیدالاضحیٰ کے پندرہ یوم کے بعد سے ترتیب وار بذریعہ ڈاک (رجسٹری) ہونا شروع ہوں گے۔ (اگر کسی صاحب کو فوری چھلاّ مطلوب ہو تو کراچی آکر دستی وصول کریں)۔

۱۲۔ "چھلاّ واپس لیتے وقت" ترکیب استعمال کا پرچہ ضرور لیجئے۔ اور اس سے متعلق صحیح ترکیب استعمال و ضروری ہدایات سمجھ لیجئے۔

۱۳۔ "چھلّے یومِ عیدالاضحیٰ" کے دوسرے روز تقسیم کئے جائیں گے مُناسب یہ ہے کہ آپ اپنا "چھلّا" جلد از جلد ایک ہفتے کے اندر حاصل کر لیں تاکہ پھر کراچی سے باہر کے حضرات کو روانہ کئے جائیں۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو عمل کے بعد "چھلّا" استعمال میں آجانا چاہیئے۔

۱۴۔ "یہ ایک چھلّا صرف"۔ بواسیر خونی، بادی، مرض گیس (تمام ریاحی امراض منجملہ دل کے عوارض جو گیسٹرک کی وجہ سے ہوں) اور بواسیر سے پیدا شدہ امراض میں مُفید ہے۔

۱۵۔ "کراچی سے باہر" رہنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہر خط میں اپنا نام و پورا پتہ صاف حروف میں تحریر فرمائیں اور واپسی چھلّے کے لئے مضبوط کاغذ کا رجسٹری لفافہ جس پر رہائش یا دفتر کا پتہ تحریر ہو روانہ کرنا ضروری ہے تاکہ چھلّا عمل کے بعد بذریعہ رجسٹری جلد واپس کیا جاسکے۔

ضروری ہدایات

(الف) ہمارے علم میں آیا ہے کہ بعض حضرات جو کئی سال سے بواسیر مرض گیسٹرک (ریاحی بیماری) میں مبتلا ہیں صرف ایک سال "چھلّے" پر عمل کرا کے فائدہ ہونے کی صورت میں اس چھلّے کو مزید چار سال عمل نہیں کراتے جس کی وجہ سے مرض کا اثر باقی رہتا ہے اور مرض پھر دوبارہ ہو سکتا ہے۔ چھلّے کا پورا کورس پانچ سال ہے۔ یا پانچ سال تک متواتر تجدید کیلئے آنا ضروری ہے۔ پورا کورس ختم کرانے کے بعد بھی عمل کرایا جاسکتا ہے۔

محمد شبیر قادری

کاروبار و تجارت میں سخت کلامی ہرگز نہ کرو۔

ضروری اطلاع

عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے عمل کئے ہوئے "چھلّے" کی شہرت اور افادیت کی بنا پر بعض غیر ذمّہ دار افراد ہمارے نام سے چھلّا منسوب کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لہٰذا اطلاعاً عرض ہے کہ ہم نے کسی فرد یا شخص کو چھلّا وصول کرنے یا دینے کی اجازت نہیں دی ہے۔ ہمارا طریقہ عمل منفرد ہے۔

پتہ رہائش مکان A-4 بلاک ۱۔ گلشن اقبال کراچی۔ ۴۷

چھلّا برائے دردِ عرق النساء

(پیر کے درد کی بیماری)

جو حضرات دردِ عرق النساء میں مبتلا ہیں اصلی تانبے کے تار کا نرم ٹکڑا جس کا چھلّا وہ اپنے درد والے پیر کے انگوٹھے کے قریب والی انگلی میں بآسانی پہن سکتے ہوں ہمراہ لائیں۔ اس دم کئے ہوئے چھلّے سے یہ تکلیف دہ مرض سے آرام آ جاتا ہے۔ یہ چھلّا اس مرض میں مُفید ہے اس چھلّے کا طریقہ تیّاری اور عمل زمانہ قدیم کی نادر اور نایاب قلمی کتاب سے حاصل ہوا تھا۔ پروردگار عالم کا شکر ہے کہ سینکڑوں مریضوں کو اس درد سے نجات حاصل ہو چکی ہے۔ اس درد کے چھلّے کی تیّاری میں مہینہ، دن یا وقت کی قید نہیں مریض کی والدہ کا نام ضروری ہے۔

طریقہ فاتحہ و نذر انبیاء و ائمہ معصومین علیہ السّلام

بہتر ہے کہ خوشبو سُلگائی جائے اس کے بعد باوضو قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر بطریق دُعا مانگنے کے بعد اول و آخر تین مرتبہ درود پڑھیں پھر "بروح پر فتوح مقدس و مطہر حضرت سرورِ کائنات خاصہ خلاصہ موجودات تتمہ دورِ زمان صفوتِ آدمیان حضرت احمد مختار محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایں نیاز بہ نیاز چہاردہ معصومین علیہم السّلام علی الخصوص ایں نیاز (ان امام یا نبیؑ کا نام لیں) جس کی نذر و نیاز مطلوب ہے ہدیہ کنیا قبول باد۔ پھر ایک بار سورۃ الحمد بعد ازاں تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھیں۔

اگر کسی مُردہ شخص (عزیز یا رشتہ دار) یا شبِ برات اموات خاندان کی فاتحہ دلوائی جائے تو بجائے لفظ "بروح پر فتوح کے" "بطفیل روح پر فتوح" کہہ کر مذکورہ بالا طریقہ سے ایک مرتبہ سورۃ الحمد اور تین مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ پڑھیں اس کے بعد پروردگارِ عالم سے دُعا کی جائے کہ ان سورتوں کا ثواب کل مرحوم مومنین (اور نام لیں فلاں بن فلاں) کی رُوح کو مرحمت فرما۔ ان کے گناہ کبیرہ و صغیرہ کو اپنی رحمت کے طفیل عفو فرما، اس پر رحم کر اور جنّت میں جگہ دے پھر دُعا مانگیں۔ واضح رہے کہ نذر کھڑے ہو کر دینا چاہیئے اور فاتحہ بیٹھ کر دینا مناسب ہے۔

انسانی زندگی کیلئے مفید اور موثر باتیں

- کھجور کھانے سے پشت مضبوط ہوتی ہے آنکھ، کان کو قوت دیتی اور ذہن کو خوشبودار کرتی ہے قوت باہ میں بھی مفید ہے (ارشادِ رسولؐ)۔
- کسی نئے شہر میں داخل ہو تو کھانے سے پہلے وہاں کی پیاز استعمال کرو۔ اس شہر کے وبائی امراض سے محفوظ رہو گے (ارشادِ رسولؐ)۔
- تر اور خشک انجیر کھانے سے مرض بواسیر اور گٹھیا کا درد دفع ہوتا ہے۔ (ارشادِ رسولؐ)
- شہد میں خاص قدرت نے برکت عطا کی ہے اس میں تمام امراض کیلئے شفاء ہے ستر پیغمبروں نے اسے دعائے برکت دی ہے (ارشادِ رسولؐ)
- آنکھ کی سفیدی دور کرنے کے لئے عناب کو سرمہ کی طرح باریک پیس کر چھان لیں آنکھ میں متواتر سلائی کے ذریعے لگانے سے سفیدی جاتی رہتی ہے۔ (حضرت علیؑ)
- کھجور کھاؤ اس میں ہر مرض کا علاج ہے۔ (حضرت علیؑ)
- جانوروں کے غدود نہ کھاؤ اس سے جذام کا اندیشہ ہے (حضرت علیؑ)
- کھانا ایسی چیز سے شروع کرے جو زود ہضم ہو (حضرت علیؑ)۔
- خربوزہ کھانے سے مثانہ صاف ہوتا ہے۔ سنگِ مثانہ کو گیلا کرتا ہے اور پیشاب زیادہ لاتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام)
- ناک کے بال کٹوانے سے مرض جذام دفع ہوتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
- امرود کھانے سے دل اور پیٹ کے امراض دفع ہوتے ہیں (حضرت امام جعفر صادقؑ)

* آنکھوں کی بیماری میں مچھلی کھانا سخت نقصان دہ ہے (حضرت امام جعفر صادق ؑ)
* موسم سرما میں تیل کی مالش سے ریاحی مرض (گیس کی بیماری) دفع ہوتی ہے۔ (حضرت امام علی رضاؑ)
* کنگھا زیادہ کرنے سے بلغم دفع ہوتا ہے (حضرت امام محمد باقرؑ)
* پیشاب رکنے سے مثانہ کی بیماریاں ہوتی ہیں (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)۔
* چھینک جسم کی ساری کثافت کو دور کرتی ہے، اور ایک ہفتہ تک موت سے امان دیتی ہے۔ (حضرت امام رضاؑ)
* گوشت کھانے سے بدن کا گوشت بڑھتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* سفید انگور اور سیب صحت کیلئے مفید ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* گاجر کھانے سے قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے اور خون پیدا کرتی ہے۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* ہڑ کا مربہ کھانے سے عقل بڑھتی ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* کان کے درد سے محفوظ رہنے کے لئے رات کو کان میں روئی رکھیں۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* دانت کی خرابی سے بچنے کے لئے کھٹی چیز کھانے سے پہلے روٹی کا نوالا کھالیں (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)۔
* آلو بخارہ کھانے سے صفراء دفع ہوتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* انار کھانے سے بچوں کی زبان صاف ہوتی ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)۔
* جانوروں کی تلی نہ کھاؤ اس سے فاسد خون پیدا ہوتا ہے (حضرت علیؑ)
* سیب کھانے سے معدہ صاف ہوتا ہے اور نکسیر کا علاج ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)

- دہی کھانے سے دل قوی معدہ پاک و صاف اور بچہ خوبصورت پیدا ہوتا ہے۔
- مرض برص (سفید داغ) اور بواسیر کے لئے سورۂ یٰسین کو کسی برتن میں لکھ کر اس کو شہد سے دھو کر پینے سے مرض دفع ہوتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
- رات کو کم کھانے سے موٹاپا کم ہو جاتا ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)۔
- رات سونے سے قبل آدھا تولہ کلونجی پانی کے ساتھ کھانے سے درد عرق النساء میں مفید ہے۔
- چاول اور کچا خرما بواسیر کو دفع کرتا ہے (حضرت امام محمد باقرؑ)
- بواسیر و کمر کے درد کے لئے ہرن کا گوشت کھانا مفید ہے۔
(حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
- پنجشنبہ کو حجامت بنوانے سے بدن کا درد دور ہوتا ہے۔
- جمعہ کے دن ناخن کاٹنے سے فقر و افلاس دفع ہوتا ہے (حضرت امام رضاؑ)
- سفر شنبہ کو کرنا بہتر ہے، اس دن اگر کوئی پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹتا ہے تو پھر واپس اپنی جگہ پر آجاتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
- کام کے لئے صبح سویرے جاؤ، کامیابی ہوگی (حضرت امام جعفر صادقؑ)
- ہفتہ میں ایک دن لہسن استعمال کرنے سے ریاحی درد نہیں ہوتا۔
(حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
- بیت الخلاء میں صبح سویرے جانا بہتر ہے اور ضرورت سے زیادہ بیٹھنے سے بواسیر پیدا ہوتی ہے (حضرت علیؑ)۔
- ریحاں کی لکڑی اور انار کے درخت کی شاخ سے خلال کرنا مرض جذام پیدا کرتا ہے۔
(حضرت امام جعفر صادقؑ)

زندگی ایک ہیرا ہے جس کا تراشنا خود انسان کا کام ہے۔

❋ انڈا اور مچھلی ساتھ کھانے سے دردِ قولنج، بواسیر اور آنتوں کی بیماری پیدا ہوتی ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)

❋ ❋

❋ نیچے چھت والے یا بغیر ہوادار مکان میں رہنے سے اعضائے رئیسہ پر ہوا کا دباؤ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے قلبی اور دماغی امراض کا اندیشہ ہوتا ہے۔

❋ شیر کا ناخن بچے کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے بچہ کا خواب میں ڈرنا اور رونا اور خوف جاتا رہتا ہے۔

❋ چیچک کے زمانہ میں بچے کے گلے میں ہینگ اور کافور کپڑے میں رکھ کر باندھنے سے بچہ اس سے محفوظ رہتا ہے۔ (کنیز فاطمہ صاحبہ لکھنوی مرحومہ)

❋ دلی مسور کی دال پتلی اور نیم گرم کھانے سے گلے کی خرابی اور پھیپھڑوں کے امراض میں مفید ہے۔

❋ روزانہ پیدل چلنے سے مرض ذیابیطس نہیں ہوتا۔

❋ مرض ذیابیطس میں گیہوں اور جو شامل کر کے روٹی کھانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔

❋ دفع زہر بچھو و بھڑ درخت ڈھاک کے بیج پیس کر لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ (حکیم مرزا عابد حسین صاحب لکھنوی مرحوم)۔

❋ باری کے بخار کے لئے: تین پیپل کے پتے لے کر ان کو صاف پانی سے دھولیں اور سیدھی طرف معمولی کالی سیاہی سے ان پر لکھیں: جب سیاہی خشک ہو جائے

ھواللہ الشافی ھوالکافی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو باری کے روز مریض کو یہ پتے برائے نام چٹا دیں۔ اس سے باری کا بُخار دفع ہو جائے گا۔

* شہد کھانے سے مثانہ میں قوّت پیدا ہوتی ہے اور دودھ میں شہد استعمال کرنے سے قوّتِ باہ بڑھتی ہے۔
* سفید زیرہ پھانک کر دودھ پینے سے عورت کے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔
* باریک پسی ہوئی ہلدی معمولی گرم سرسوں کے تیل میں ملا کر دانت میں لگانے سے تکلیف میں فوراً آرام ہوتا ہے۔
* نمک اور سونٹھ ہم وزن پیس کر مسوڑھوں میں ملنے سے ورم اور بادی دفع ہوتا ہے۔
* برگ ھتوبڑ کو نیم گرم کرے اور اس کا پانی نچوڑ کر کان میں قدرے ڈالنے سے شدید درد کم ہو جاتا ہے۔
* ادرک کے رس میں مصری ملا کر دن میں تین بار کھانے سے پیشاب کا بار بار آنا کم ہو جاتا ہے۔
* پتّھر کی سِل جس پر مصالحہ یا مرچ پیسا نہ گیا ہو پانی کے چند قطروں کے ساتھ ریٹھے کا چھلکا اس پر اس قدر گھسیں کہ پانی خوب گاڑھا ہو جائے یہ آدھے سر کے درد والے مریض کی ناک میں اس طرف معمولی چند قطرے ٹپکائیں جس حِصّے میں درد ہو آرام آ جائے گا۔
* گھر کے کھانے اور پکانے کے برتنوں کو دھونے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ دھوپ میں رکھنے سے جراثیم فنا ہو کر برتنوں میں شمسی طاقت سرایت کر جاتی ہے یہ صحت کے لئے مفید اور دیگر امراض سے بچنے کا بہترین

ذریعہ ہے۔

- سبز دھنیا کا پانی تین ماشہ قدرے مصری کے ساتھ روزانہ استعمال کرنے سے چند دن میں سر کا چکر اور دردِ سر کو دفع کرتا ہے۔
- آم کے رس کے ساتھ شہد ملا کر کھانے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔
- سفید پیاز جیب میں رکھنے سے لُو کا اثر نہیں ہوتا۔
- شب میں درخت کے نیچے سونے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔
- پاؤں کے تلوے اور ایڑی صاف رکھنے سے حافظہ صحیح اور دماغ روشن رہتا ہے۔
- پیاز کاٹ کر سونگھنے سے دردِ سر میں آرام آجاتا ہے۔
- جامن کے پتّوں کا جوشاندہ بنا کر کلی کرنے سے منہ آنے میں آرام آجاتا ہے۔
- ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے سونے سے موٹاپا اور وزن کم ہو جاتا ہے۔ پلنگ میں گندھک کی دھونی سے کھٹمل مر جاتے ہیں۔
- آکوتہ کے مقام پر دہی رکھ کر ایک رنگ سیاہ کتے کو یہ دہی چٹانے سے آکوتہ جاتا رہتا ہے۔ یہ طریقہ منگل اور ہفتہ کو کرنا بہتر ہے۔
- نیم اور انار کے درخت کی تازہ کونپل اور گیندے کی تازہ پتّی کو موزون کوٹ چھان کر اصلی سرسوں کے تیل میں جلالیں چند قطرے کان میں ڈالنے سے کان کے درد میں آرام آجاتا ہے۔
- چیچک اور خسرہ والے مریض کے بستر پر خاکسی کے دانے ڈالنے سے چیچک کے دانے جلدی اُبھر آتے ہیں۔
- سر، ناک، کان اور گُدی کو گرم لو اور سرد ہوا سے محفوظ رکھا جائے تو سردی اور لو کے امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ (ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی)

❋ لیموں کا رس پانی میں ملا کر منہ دھونے سے چھائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

❋ شہد کے استعمال سے دائمی نزلہ جاتا رہتا ہے۔

❋ بیر کی فصل میں گول چھوٹے بیر (جس کو جڑ بیری کا بیر یا جنگلی بیر کہتے ہیں) صحت مند بچے کو کھلانے سے بچہ مرض چیچک سے محفوظ رہتا ہے۔ (کنیز فاطمہ صاحبہ مرحوم)

❋ نیند کو روکنے سے کاہلی اور سر میں گرانی پیدا ہوتی ہے (ڈاکٹر ایم خلیق حسن لکھنوی ہومیو)

❋ آدھا سیسی کے درد میں آدمی یا گھوڑے کا دانت سر میں باندھنے سے آرام آجاتا ہے۔
(دانت کو ناشر کتاب ہذا سے دم کرا لیا جائے)۔

❋ آنکھ سے پانی بہنے کے لئے انڈے کی سفیدی اور گائے کا اصلی دودھ باہم ملا کر سلائی کے ذریعہ آنکھ میں لگانے سے پانی کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔

❋ جس شخص کی نکسیر پھوٹی ہو خون سے اس شخص کا نام کپڑے پر تحریر کر کے اس کپڑے کو مریض کی آنکھوں کے سامنے رکھنے سے خون بند ہو جائے گا۔

❋ آدمی کے وہ آنسو جو خوشی کی حالت میں نکلتے ہیں اگر کوئی نوش کر لے تو اس کا غم دور ہوگا اور یہ آنسو مرگی کے مریض کے لئے بھی مفید ہیں۔

❋ برص کے لئے تل کے پھول رات کو سوتے وقت داغوں پر خوب ملیں صبح پانی سے دھو ڈالیں دن میں بھی دو مرتبہ نشانات پر پھول ملنا ضروری ہے لیکن اس کے فوراً بعد پانی اس جگہ پر نہ لگائیں چند یوم میں آرام آجائے گا۔ انشاء اللہ

❋ ناخون کاٹنے سے روزی زیادہ ہوتی ہے۔

❋ پیٹ کے کیڑے خارج کرنے کے لئے خشک بنفشہ کو شکر کے ساتھ کھانا مفید ہے۔

❋ مرض اکوتہ میں پپیتہ کا دودھ لگانے سے دفع ہوتا ہے۔
❋ کندھے پر وزن اُٹھانے سے بواسیر نہیں ہوتی اگر مرض ہے تو ذرا اس مرض کا ختم ہو جاتا ہے۔
❋ مچھلی کے دانت دم کرا کے گلے میں بطریق لاکٹ استعمال کرنے سے مرض چھینپ اور سفید داغ سے نجات ہوتی ہے۔
❋ اونٹ کے بال ران پر باندھنے سے مرضِ سلسل بول دفع ہوتا ہے۔
❋ آم کا رس نیم گرم روٹی سے کھانے سے دردِ سر دفع ہوتا ہے۔
❋ گنّے کا رس ایک گلاس میں چھ ماشہ تلسی کی پتی کوٹ کر پینے سے دردِ سر دفع ہوتا ہے۔
❋ سرسوں کے پتوں کے پانی سے ناس لینا آدھا سیسی میں مفید ہے۔
❋ تخمِ سرس کا کاجل آشوبِ چشم اور ابتدائی موتیا بند میں مفید ہے۔
❋ سگِ دیوانہ کے کاٹے ہوئے شخص کو ارنڈ کی پتی دو تولہ کوٹ چھان کر پلانا مفید ہے۔
❋ تازہ انار کا پھول کھانے سے دست آنا بند ہو جاتے ہیں۔
❋ خار دار چولائی کا سفوف ٹھنڈے پانی کے ساتھ پھانکنے سے مرض سوزاک میں مفید ہے۔
❋ آم کے درخت کی داڑھی چلم میں پینے سے دردِ گردہ میں آرام ہوتا ہے۔
❋ مکوہ کی پتی چبانے اور اس کا رس چوسنے سے دردِ گردہ دفع ہوتا ہے۔
❋ مولی اور دہی ایک ساتھ کھانا سخت نقصان دہ ہے۔
❋ دودھ اور خاص قسم کی مچھلی ایک ساتھ کھانے سے جذام پیدا ہوتا ہے۔

جو عورت اپنے شوہر کی نہ ہوئی وہ کسی کی نہ ہو گی (ناشر کتاب)۔

* سیب کا مربہ سانس کے مرض میں مفید ہے۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)

بچوں کے سوکھے کے مرض میں ایک عدد بنگلہ پان پر (جدھر کتھا چونا لگایا جاتا ہے) صرف کتھا لگا کر صاف سِل یا کھرل میں کوٹ لیں جب یہ یک جان ہو جائے تو بیمار بچّہ کو اُلٹا لِٹا کر بچّہ کی ریڑھ والی ہڈی پر اس کٹے ہوئے پان کا لیپ کر دیں انشاءاللہ چند دن میں اس بچّہ کی پیٹ پر سوکھے کی بیماری کے کیڑے نمودار ہوں گے ان کو چٹکی سے نوچ کر ضائع کر دیں انشاءاللہ فائدہ ہو گا۔

ریاح روکنے سے مرض گیس و گندہ ذہنی اور مسوڑھوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے آنکھوں میں اندھیرا آنے لگتا ہے۔

* پیاز میں فولاد اور گندھک کے اجزاء ہیں جس کی وجہ سے صحت کیلئے بہت مفید ہے۔
* عرق پیاز شہد کے ساتھ کھانے سے قوت باہ بڑھتی ہے۔
* خشک دھنیا کوٹ کر چھان کر ہموزن شکر کے ساتھ روزانہ ۳ ماشہ استعمال کرنے سے دردِ سر جاتا رہتا ہے۔
* چار عدد لونگ کا لیپ پیشانی پر کرنے سے دردِ سر دفع ہوتا ہے۔

(یوسف جہاں بیگم مسز قزلباش)

* فالج ولقوہ میں جائے پھل کو آگ میں ہلکا قدرے گرم کر کے منہ میں رکھنے سے آرام آجاتا ہے۔
* حافظہ کے لئے بہت معمولی مقدار میں پان کے ساتھ زعفران استعمال کریں۔

سبز سیب کا سونگھنا نزلہ و زکام میں مفید ہے۔

❋ بھنے ہوئے گرم چنے سونگھنا زکام کے لئے مفید ہے۔
(یوسف جہاں بیگم مسز قزلباش)

❋ بازار کے کباب سونگھنے سے بھوک زیادہ لگتی ہے (یوسف جہاں بیگم مسز قزلباش)۔

❋ رات کو نیند سے بیدار ہونے پر یا دن میں ٹھنڈے مشروبات و پانی پیتے وقت نزلہ سے محفوظ رہنے کے لئے ناک کے دونوں نتھنوں کو اُنگلی سے دبا کر منہ سے سانس لینے سے زکام نہیں ہوتا (ڈاکٹر ایم خلیق حسن لکھنوی ہومیو)۔

❋ جو شخص شب میں جس وقت بیدار ہونا چاہتا ہے سوتے وقت اپنا نام لے کر تین مرتبہ کہے کہ فلاں وقت ہوشیار کر دینا۔ عین اسی وقت آنکھ کھل جائے گی۔

❋ نمک کی ڈلی پانی سے پتھر پر گھس کر دن میں دو تین بار داد کی جگہ پر لگانے سے پرانے سے پرانا داد جاتا رہتا ہے۔

❋ پتھر پر باریک پسا ہوا نمک پانی کے ساتھ بچھو یا بھڑ اور زہریلی مکھی کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے بالکل آرام ہو جاتا ہے۔

❋ انجیر کے دودھ کو بچھو کے کاٹے پر ملنے سے زہر دفع ہوتا ہے۔

❋ درخت آک کا دودھ قدرے زہریلی مکھی کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے زہر دفع ہوتا ہے۔

❋ انڈے اُبلنے والے پانی میں قدرے نمک ڈالنے سے اس کا چھلکا آسانی سے اُتر جاتا ہے۔

❋ بچھو کے ڈنک مارے ہوئے مقام پر دار چینی کا تیل لگانے سے درد نہیں رہتا۔

❋ تنکے کی بھوسی پانی میں گھول کر اس کے پانی کو نتھار کر پلانے سے ہچکی رک جاتی ہے۔

- عورت کے دردِ زہ میں اکیس۲۱ مرتبہ "یا اللہ" پانی پر دم کرکے پلانے سے ولادت میں آسانی رہتی ہے۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)
- چقندر کا سالن بواسیر و پیچش کے مریض کے لئے فائدہ مند ہے۔
- بخاروں کی فصل میں کھانے کے ساتھ پیاز بطور سلاد استعمال کرنے سے جسم میں بخار کے جراثیم کو فنا کرتی ہے (پیاز کو کاٹنے کے بعد پانی سے دھونا ضروری ہے ورنہ غصہ بڑھاتی ہے)۔
- بواسیر کے لئے لوہے کا توا جس پر روٹی پکتی ہے اس توے کے نیچے کی سیاہی (جس طرف آگ جلتی ہے) اصلی دودھ کی بالائی کے ساتھ نہار منہ کھانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ توے کی سیاہی لکڑی کی آنچ کی ہو۔
- رُوسار کا درخت (یہ جنگلی خودرو زیادہ سے زیادہ ۷ فٹ اونچا پتی مثل نیم کے ہوتی ہے) اس کے پتیوں کو پانی میں اُبال کر نیم گرم پانی کے ذریعہ اس سے پاؤں کو دھاریں جس میں عرق النساء کا درد ہو درد سے آرام آجاتا ہے۔ (دھارنے کے بعد پاؤں کو ہوا سے بالکل محفوظ رکھنا ضروری ہے)۔
- بلڈ پریشر کے لئے دن میں جب بھی پانی پئیں سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کرنے سے بلڈ پریشر اور موٹاپے کو کم کرنے میں مُفید ہے۔ آزمودہ ہے
- ولادت کے وقت بچے کے نال کا ایک چھوٹا ٹکڑا زبرجد نگینہ کے نیچے رکھ کر انگوٹھی بنوا کر استعمال کرنے سے دردِ قولنج میں مُفید ہے۔
- گردے کی پتھری کے لئے انگور کے تازہ پتے صاف کرکے رات پانی میں رکھیں۔ صبح بطریق جوشاندہ اُبال لیں۔ نہار منہ آدھا گلاس، پھر رات سونے سے قبل کھانے کے دو گھنٹہ بعد استعمال کریں۔ گردے کی پتھری پیشاب کے ذریعے خارج ہو جائیگی

انشاء اللہ (بشرطیکہ پتھری چھوٹی ہو)۔

- پیاز، لہسن، لیموں، نارنگی، انار، جامن، بڑھل کھا کر دودھ استعمال نہ کیا جائے۔
- تربوز کھا کر پانی استعمال کرنا مضرِ صحت ہے۔
- خربوزہ کھا کر دودھ پینا نقصان دہ ہے۔
- کیلا کے بعد دہی مت کھاؤ۔
- کبوتر کے گوشت کے ساتھ چکور پرندہ کا گوشت مت کھاؤ۔
- مُرغ کے گوشت کے ساتھ مولی مت کھاؤ۔
- پرند جانوروں کے گوشت کے ساتھ مٹھائی کھانے سے پرہیز کرو۔
- بکرے کے گوشت کے ساتھ کبوتر کا گوشت مت کھاؤ۔
- زیادہ مت تھوکو چہرہ پھیکا پڑ جائے گا۔
- گدھ (پرندہ) کا ایک خاص پَر ہے عورت کے پیر کے نیچے رکھا جائے تو حمل اسقاط ہو جائے۔
- بارہ سنگھا کے سینگ کا ٹکڑا عورت کی ران میں باندھنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔ (سینگ تا ختم کتاب ہذا سے پڑھوا لیا جائے)۔
- دو اشخاص کے درمیان لیموں کاٹنے سے آپس میں رنجش اور حسد کی بنیاد پڑتی ہے۔ (مصنف کتاب ہذا)
- ہچکی روکنے کے لئے گنے کی گنڈیری چبانا اکسیر ہے۔ (ڈاکٹر خلیق حسن ہومیو)
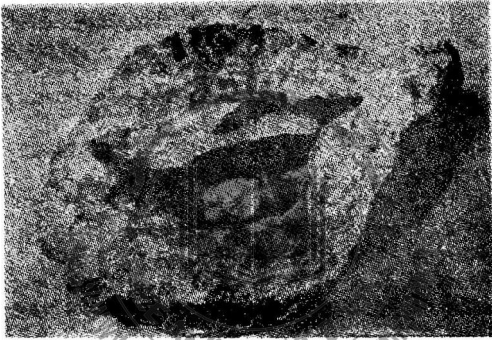
مسٹر یادل اسکارم کی اس "سنگ سلیمانی" کی تختی پر ایک عجیب قسم کے دانے اور لہریں ہیں اس کے بعض حصوں میں ایک خاص قسم کی چھوٹی مچھلی کی ہڈیوں جیسا اثر پایا جاتا ہے۔
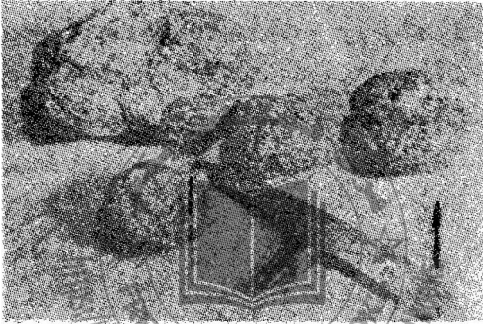
"سنگِ سلیمانی" کا بڑا ٹکڑا امریکہ کے مقام بلوبیڈ کی چٹانوں اور چھوٹے ٹکڑے پونی بیوٹ بیڈ کے علاقے سے دستیاب ہوئے ہیں۔

نگینہ بنانے میں ان کی تراشش، کٹاؤ اور پالیشن کرنے والی مشین

اسرار و رموز "بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم"

"بسم اللہ" کے متعلق مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "بائے بسم اللہ یعنی بسم اللہ کی "ب" کا نقطہ میں ہوں۔ اسی لئے یہی "بسم اللہ" حضرت اسرافیلؑ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر، جبرئیلؑ کے بازو پر، عزرائیلؑ کی ہتھیلی پر، موسیٰ علیہ السلام کے عصا پر، عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ ہے۔ اور یہی آیت بِسمِ اللہ قرآن شریف کی ابتدا ہے۔
(بحوالہ کرشمۂ جفر)
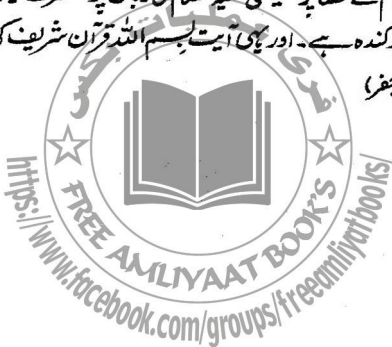
حل برائے مُشکلات

"تسبیح نادِ علیؑ"

(مجرّب)

چالیس یوم بلاناغہ فجر یا مغرب کی نماز کے بعد زیرِ آسمان مقررہ وقت پر مندرجہ ذیل "یا علی" سو مرتبہ (ایک تسبیح) پڑھنے سے مشکل حل ہوکر حاجت پوری ہوتی ہے۔

تسبیح حسینیؑ برائے برآمدن مطلب

ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) مرتبہ روزانہ بعد نماز مغرب یَا حُسَیْنُؑ پڑھے اِنشاءاللہ مطلب جلد حاصل ہوگا۔ شاہی زمانہ کے خاندانی بزرگ نے ایک قلمی کتاب میں اس طریقہ کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

تسخیرِ خلائق و ترقّی تجارت

ایک سفید کاغذ پر باوضو حسبِ ذیل دُعا بروز جمعرات نیک ساعت میں زعفران سے تحریر کرکے دکان کے صدر دروازہ پر لگا دیں اس کا رُخ بازار (سڑک) کی جانب رہے، اور جس روز یہ دُعا دکان پر لگائی جائے دکان کے چہار گوشے میں اندرون حصّہ لوبان کی خوشبو دیں اس دعا کے چسپاں کرنے کے بعد ہر روز دکان کھلنے پر اس کے صدر دروازے پر معمولی پانی چھڑک دیا کریں۔ انشاءاللہ۔ برکت دُعا تسخیر خلائق ہو کر تجارت کو فروغ ہوگا۔ دُعا یہ ہے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنِيْ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِكَ وَ اَمَائِكَ"

اس کا طریقہ قلمی نادر کتاب سے حاصل کرکے برائے افادہ عام تحریر کیا گیا۔

دُعائے عریضہ حل مشکلات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ صاحبِ ضرورت ایک سفید کاغذ پر الفاظِ ذیل پاکیزہ طریقے سے تحریر کرکے آبِ جاری میں ڈال دیں ان کی حاجت جلد پوری ہوگی۔ کاغذ و قلم پاک ہو زعفران سے لکھنا ضروری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

مِنۡ عَبۡدِ الذَّلِیۡلِ اِلٰی رَبِّ الۡجَلِیۡلِ۔ رَبِّ اِنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ اس دُعا کے ساتھ اپنی غرض تحریر کردیں، اور بوقت ڈالنے عریضہ مذکور حسبِ ذیل دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ وَحُجَّۃِ الۡمَرۡضِیِّیۡنَ اِقۡضِ حَاجَتِیۡ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ۔

طریقہ تسبیح قبولیتِ دُعا

بعد نماز صبح یا بعد نماز مغرب سو مرتبہ ٹھوڑی کو زانو پر رکھ کر "سَھۡلًا بِفَضۡلِکَ یَا عَزِیۡزُ" پڑھے۔ بعدہٗ اپنی خواہش جو درپیش ہو بدرگاہِ رب العزت عرض کرے۔ اِنشاء اللہ جلد مطلب براری ہوگی۔

طریقہ دریافت حالات جن معاملات میں عقل کام نہ دیتی ہو

ایسے امور جنکے سمجھنے سے عقل قاصر ہو یا ایسی کوئی مشکل درپیش ہوگئی ہو جس کی تدبیر کارگر نہ ہوتی ہو، چاہیئے کہ روزہ رکھے، افطار سے قبل نخود بریاں اور کشمکش پر حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السّلام نذر دے۔ اس نخود اور کشمکش سے جس کی مقدار اس قدر ہو کہ پھر کوئی غذا نہ کھاوے، اسی مقام پر جہاں افطار کیا ہے نماز مغرب و عشاء کے بعد ایک سو مرتبہ درود پڑھے، انشاء اللہ اُمید بر آئے گی۔

دُعائے حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے بہ برکت دُعا دریا شگافتہ ہوا اور آپ کو

فرعون سے نجات حاصل ہوئی۔ آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے! اس دعا کو پڑھتے رہنے سے خدا تعالیٰ ہر مشکل آسان کرتا ہے (دُعا یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی یَحْیٰواَنْتَ الْمَنَّانْ۔

طریقہ نماز استغاثہ موسوم بہ نماز زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

بہ صورتِ تنگ دستی و مبتلائے مصائب اور دوسری مشکلات وضروریاتِ زندگی جو خلافِ شریعت نہ ہو اس طرز پر پڑھے کہ دو رکعت نماز مثل نماز صبح بہ نیت نماز استغاثہ اور بعد نماز و تسبیح حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سجدۂ شکر بجالائے، "یَا مَوْلَاتِیْ یَا فَاطِمَۃُ اَغِیْثِیْنِیْ" داہنا رُخسار اور بایاں رُخسار پھر پیشانی سجدے میں رکھ کر سو سو مرتبہ پڑھے اور دُعا مانگے۔ (یہ طریقہ نادر قلمی کتاب سے نقل کیا ہے)۔

طریقہ دریافت نسخہ از حضرت زہیر ابنِ قین طبیب کربلا حسینی (بابت صحتیابی مریض)

بغرض صحتیابی مریض روزہ رکھے افطار صوم کے بعد کہے "اے زہیر ابن قین صحابی حضرت امام حسین علیہ السّلام و طبیب کربلا حسینی فلاں ابن فلاں مریض کے لئے نسخہ تجویز فرما دیجیے۔ آپ خواب میں صحتیابی مریض کے لیے تجویز فرما دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جس جگہ سوئے وہ پاک وصاف ہو اور انتہائی خلوص و نیک نیتی سے دُعا کرے۔

یہ طریقہ تجربہ شدہ ہے اسی طریقہ کو رسالہ "الوعظ" نے بھی اکتوبر ۱۹۵۲ء لکھنؤ بہ سلسلۂ اصحاب حسینؑ تحریر کیا تھا اور واقعہ مریض بول الدم کا تھا۔

برائے شکستِ لشکرِ دشمن

اس لوح کو ساعت سعد میں اطلس زرد پر شنگرف سے تحریر کریں نقش تحریر کرتے وقت بخور سے دھونی دیں اپنے پھر یہ علم میں لگا کر دشمن کے لشکر سے مقابلہ کریں، دشمن کے لشکر کو شکست ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اِس صاحب لوح لشکر کو ظفر یابی و کامیابی ہوگی۔ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے یہ نقش حاصل کیا ہے اس کے متعلق تحریر ہے کہ یہ نقش مجرّب ہے۔

القائم	القوی	المقتدر	القادر
القادر	المقتدر	القوی	القائمُ
القوی	القائمُ	القادر	المقتدر
المقتدر	القادر	القائم	القوی

نوٹ:۔ تعویذ کو اس کے حصول اور ساعت کے بغیر تحریر نہ کریں۔

تعارفِ مؤلف

مُختصر

ہمارے مورث ایران سے ہندوستان آئے اور اودھ میں سکونت اختیار کی۔ ہمارا سابق وطن لکھنؤ محلہ فاضل نگر وارڈ سعادت گنج (بنگلہ پنج بھیاں) تھا۔ ستمبر ۱۹۵۰ء میں بمبئی کے راستے کراچی آئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔

جد محترم خان بہادر مرزا علی حسن صاحب (بہ عہد محمد علی شاہ بادشاہ اودھ)

اسم والد ماجد حکیم مرزا عابد حسین صاحب

وزیر حسین عرف ہمایوں مرزا (راقم الحروف مؤلف کتاب ہذا)

تعارفِ ننھیال

سید ابو جعفر حسین صاحب مرحوم۔ آپ کو بہ عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ شاہی زمانہ میں مبلغ پانچ ہزار روپے سالانہ اور دو خلعت تا عہد امجد علی بادشاہ اودھ بوجہ عزت و وقار ملتے رہے۔

(نقل چٹھی) بزمانہ انگریزی بموجب چٹھی ۳ جولائی ۱۸۵۶ء معرفت کیپر صاحب رقم مذکور دی گئی۔ بعدہٗ بموجب روبکار محکومہ ۱۹ اگست ۱۸۶۶ء از محکمہ پنشن لکھنؤ اجلاسی اکسٹرا کمشنر صاحب بہادر قسمت لکھنؤ نمبری ۶۹۶ تاریخ یکم اگست ۱۸۶۶ء بہ قائم مقام صاحب سکریٹری چیف کمشنر بہادر چٹھی ۱۹۰۷ حسب الحکم گورنمنٹ برطانیہ چٹھی نمبری ۳۴ ۱۸۶۶ء رپورٹ نمبری ۲۵۲۴ بنام سید ابو جعفر حسین صاحب موصوف پولیٹکل پنشن مادام الحیات

جاری کی گئی۔

اودھ میں آپ کے گاؤں اور شہر میں کافی جائیداد کے مالک تھے چنانچہ خسرہ بندوبست سابق پختہ نمبری ۴۲۳ بموجب اندراج رجسٹر میونسپل بورڈ لکھنؤ مرتبہ ۱۸۷۴ء بہ نمبر ۱/۱ بنام

سیّد ابوجعفر حسین صاحب مرحوم و مغفور بخانہ ملکیت کاغذات سرکاری میں ابتک اندراج ہیں۔

↓

سلطان جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ

↓

وزیر حسین عرف ہمایوں مرزا راقم الحروف

ڈاکٹر ایم خلیق حسن (ہومیو) رجسٹرڈ پاکستان بی۔ایم۔بی وایچ۔ایم۔بی لکھنؤ) بی۔اے (آنرز) ایل ایل بی ، ایم۔اے اردو ، ایم۔اے تاریخ اسلام ایم۔اے اسلامیات ، ایم۔اے سیاسیات ، ایم۔اے فارسی

- ایم ظہور حسن (ریٹائرڈ اسٹور انچارج۔ٹی۔آئی۔بی) مرحوم
- ایم۔اخلاق حسن ناشر کتاب ہذا
- ایم۔ظہیر حسن۔ایم۔اے، پروگرام منیجر ریڈیو پاکستان راولپنڈی اسلام آباد
- ایم۔سعید حسن، بی۔ایس۔سی
- دُختر، یوسف جہاں بیگم (مسز فضل حسین صاحب قزلباش)، دختر، انور جہاں بیگم (مسز سیّد حسین رضا صاحب)، دختر، سرور جہاں بیگم (مسز مرزا حامد حسین صاحب)

مختصراً تعارف ہذا بہ دُعائے از زیادعمر و ترقی دَرجات برخوردان و پسران اور نور چشمی وُدختران تحریر کردیا۔ خادم المومنین

ہمایوں مرزا عفی عنہٗ

تعویذ دیگر کہ بخباب امیرالمومنین برائے قیصر روم نوشتہ بود این است

ط ااا ح ▭ م ااا ھ ⊙ ہ ←

جہت حاملہ شدن زن بنویسد و بخوراند و مدلّل شت لیۂ

جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا

ط ط ح ح ح ہ بر ا ہی عظیم کس ابر سر بنہ بحکم

و ایمر و ا ہر ا کوا مز بحر بسدل کرد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥

زمانہ قدیم کی مندرجہ بالا قلمی کتاب کا عکس تعویزات اور وظائف سے متعلق ہے اس میں تعویز جس پر ← یہ نشان ہے حضرت علی علیہ السلام نے درد سر کے لئے مرحمت فرمایا تھا

نوٹ :- کوئی صاحب اس تعویز کو اس کے اصول کے بغیر نقل کر کے استعمال نہ کرائیں ورنہ وہ خود اس کے ذمے دار ہوں گے۔

جس ملک کا بادشاہ خود تجارت کرنے لگے وہاں کی رعایا کو سکون کہاں

زمانہ شاہی کی چند نایاب اور نادر قلمی کتب

زمانہ شاہی کی یہ تمام قلمی کتب جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ان کتب میں چند امراض کے مجرب نسخہ جات حکمائے سابقین کے تشخیص کردہ ہیں

وظائف کی قلمی کتاب اس نایاب عربی خوشخط کتاب میں چند زود اثر وظائف ہیں قریب ۴۰۰ سال قدیم ہے۔

دیوان حافظ قلمی (مکمل) مع اصطلاحات صوفیہ یہ قدیم زمانہ کا قلمی دیوان سلطان ابن سلطان ابوالفتح فریدون حسین خان بہادر سلطنتِ ایران میں سنہ ۹۰۷ھ (۱۴۸۸ء) میں تحریر کیا گیا۔ اس دیوان میں تحریر ہے کہ اب تک جتنے دیوان حافظ صاحب کے لکھے گئے ہیں۔ ان کے نامکمل ہونے کی وجہ سے اس دیوان کو تحریر کیا ہے۔

دفتر ابوالفضل (قلمی) یہ نایاب کتاب فارسی میں خوشخط طرز میں تحریر کی گئی ہے اور ۲ ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ (چیت سدی نومی سمت ۱۹۰۲ء میں تحریر ہوئی)۔

ایک نادر قلمی کتاب یہ کتاب نقوش و تعویذات سے پُر ہے اس میں ایک تعویذ تحریر ہے۔ یہ تعویذ حضرت علی علیہ السلام نے دردِ سر کے لئے عطا فرمایا تھا۔ یہ کتاب عہد شاہی کے وقت کی نہایت خوش خط ہے۔

چند امراض سے متعلق نسخہ جات

یہ قلمی نادر کتاب عہد شاہی سے متعلق ہے اس میں کچھ نسخہ جات مجربات و معجون

برائے طاقت اور حلوے وغیرہ کے طریقے درج ہیں۔ یہ تمام نسخے حکمار سابقین کے تجویز کردہ ہیں اس کتاب میں چند نسخوں کے متعلق لکھا ہے کہ کونسا نسخہ کس رئیس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ انھیں مجربات سے یہ قلمی نایاب کتاب پُر ہے۔

علم رمل سے متعلق کُتب (تین حصّوں میں)

مراۃ الرمل : تاریخ تحریر ماہ شوال روز جمعہ ۱۲۲۹ھ

روزمرہ رمل : تاریخ تحریر ماہ شوال ۱۲۳۹ھ

زبدۃ الرمل : تاریخ تحریر ماہ جمادی الآخر ۱۲۴۵ھ

یہ نادر و نایاب کتب سید محمد حبیب اللہ ولد مولوی حیات اللہ صاحب نے فارسی میں تحریر فرمائی ہیں۔

ان نوادرات و مسوّدے سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اگر کوئی کتاب یا مسوّدہ خریدنا چاہیں یا چھپوانے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو ناشر کتاب ہذا سے معلومات حاصل کریں۔

ضروری اطلاع

جیسا کہ آپ نے اس کتاب "کرشمۂ قدرت" میں ملاحظہ فرمایا کہ سنگ جواہر اور نگینوں سے متعلق افعال و خواص اور اثرات انتہائی مستند کتب کے حوالے اور تحقیقی تجربات و تاریخی واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اس کی ابتداء لکھنؤ سے ۱۹۴۲ء میں قیمتی پتھروں کے سلسلے میں ڈائری کی صورت میں ہوئی اور تقسیم ہند کے بعد اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں کراچی میں شائع ہوا۔ پہلے ایڈیشن سے لے کر اب تک اسکی ترتیب و تیاری میں سخت محنت، جانفشانی اور عرق ریزی کی گئی۔ ہمارے ناظرین نے بعض ایسے مضمون کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے جن میں اس کتاب کے مضامین کی نقل تو کر دی گئی لیکن "کرشمۂ قدرت" کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ اخلاقی و ادبی اصول میں زیب نہیں دیتا۔ یہ کتاب ایک "ریسرچ" بک ہے۔

اظہارِ تشکر

جناب غلام عباس لاکھانی بی کام، ایل۔ ایل۔ بی، اے آئی، بی۔ پی ولد نظر علی لاکھانی مرحوم میرے مخلص اور ہمدرد احباب میں سے ہیں ممنون و مشکور ہوں کہ موصوف نے کتاب کے طبع کرانے میں گرانقدر تعاون فرمایا اور ہمت افزائی فرمائی۔ دعا گو ہوں، پروردگار عالم لاکھانی صاحب کو ترقی عمر و ترقی درجات عطا کرے اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں۔ بہ طفیل محمدؐ و آلِ محمدؐ۔

محمد شبیر قادری

انسان کی ترقّی و تندرستی کے لیے سنگ و جواہر (نگینہ) کے اثرات

"ROLE OF PRECIOUS STONES IN HUMAN LIFE"

الساعات

ہفتہ واری ساعتوں کے اوقات ہمیشہ کے لئے دیئے گئے ہیں۔ اور ساعات کے اثرات، سوالوں کا جواب نکالنا۔ اعداد علم الساعات کا تعلق۔ رئیں صحت ضمیر اور صدقات کی مکمل تفصیل موجود ہے
تصنیف۔ حضرت کاش البرنی

عددوں کی حکومت

اس کتاب میں اعداد کی سائنس کے حیرت انگیز نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ ہر شخص اپنی تاریخ پیدائش کے عدد نام کے نادر دیگر مختلف اعداد کے ماتحت کام کرتا رہتا ہے۔
تصنیف۔ حضرت کاش البرنی

رجوع ہمزاد

ہر انسان کے ساتھ ہمزاد پیدا ہوتا ہے اس کو مستعد کرنے اور اس سے دنیاوی کاموں میں مدد لینے کے طریقے اور ریاضتیں لکھی ہیں۔ وہ دراز کی چیزیں منگوانا۔ مخفی و پوشیدہ چیزوں کا معلوم کرنا امراض یا گمشدہ چیزوں کا پتا لگانا واقعات حاصل کرنا عامل کے لئے معمولی باتیں ہوتی ہے۔
تصنیف۔ حضرت کاش البرنی

رموز الجعفر

علم جعفر کی آثار کے متعلق مشہور کتاب ہے۔ اس میں حُب تسخیر زبان بندی بغض اور شرفات کواکب کے مؤثر عملیات دیئے گئے ہیں ان اعمال کے لئے کسی جگہ کی ضرورت نہیں۔
تصنیف۔ حضرت کاش البرنی

قواعد عملیات

یہ کتاب ان لوگوں کے لئے بیش قیمت تحفہ ہے جو عملیات کے شائق ہیں۔ اس کتاب میں تمام ضروری قواعد اور تفصیل درج ہیں۔ برسوں کی محنت سے وہ نقات نہ ملیں گے جو اسمیں درج ہیں
تصنیف۔ حضرت کاش البرنی

کرشمۂ قدرت

اس کتاب میں تاثیرات و افعال و خواص جمادات، فیروزہ، عقیق، یاقوت، نیلم، ہیرا پکھراج، دانۂ فرنگ، سنگ سلیمانی، زبرجد، سونا، چاندی، تانبہ، سنگریزہ وغیرہ کا تذکرہ ہے۔
تصنیف۔ ہمایوں لکھنوی

ادبی دنیا، ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

نگینوں کا طرزِ تراش
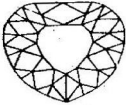
دل طرز تراش

جُھمکا نما لاکٹ تراش

اعلیٰ عظیم تراش برائے جڑاؤ

چمکیلا ڈائمنڈ تراش

بیضوی اوول تراش

زمرد اعلیٰ طرز تراش

تعلقات
الساعات
عامل کامل
المختصر
مجموعہ
اسرار الہنود
قواعد عملیات
جذب القلوب
رجوع ہمزاد
عددوں کی حکومت